

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



۵۹

1922

مزائمت اور اسلام

من

علاء الحسنان الہی ظہیر ایم

مدیر ماہنامہ "ترجمان الحدیث" لاہور



ناشر

○ احکام از ترجمان السنن، ایکٹ لاہور

59899



59899

طبع
مطبع

تاریخ طباعت

دوم
معارف پریس لاہور
اپریل ۱۹۶۶ء

پندرہ روپے

قیمت مجلد

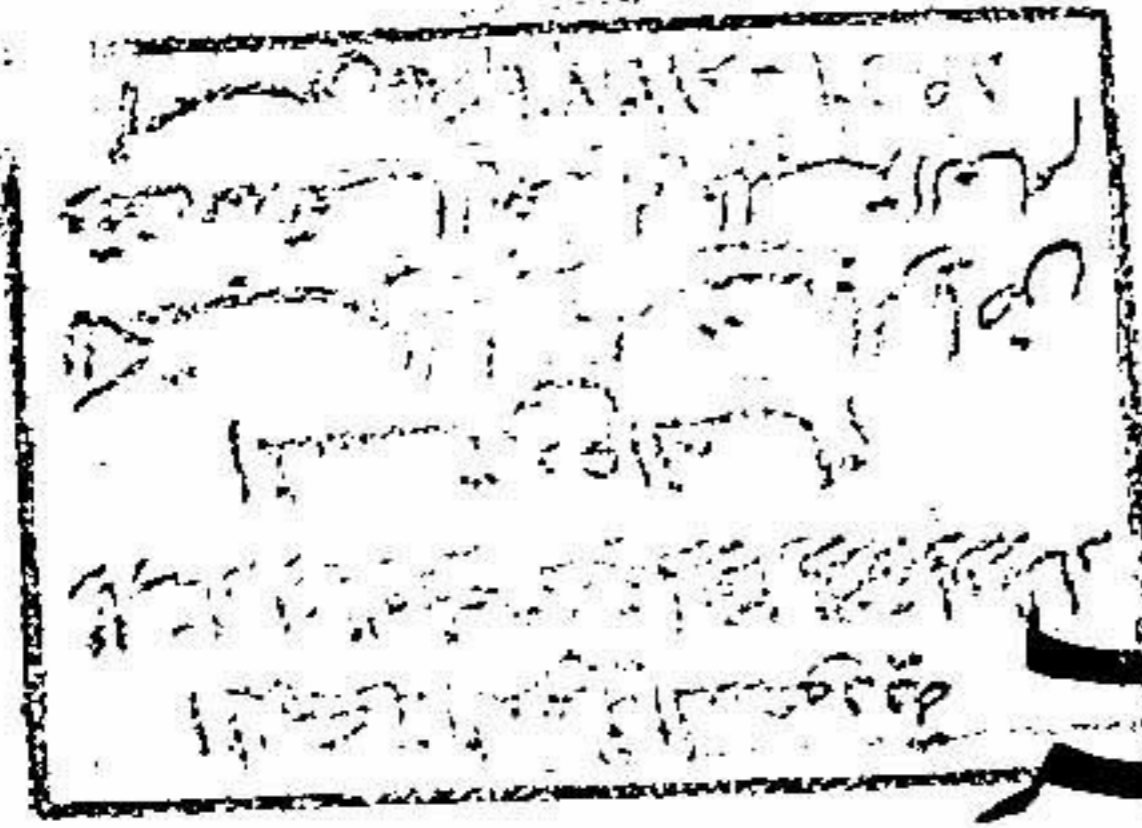
طابع و ناشر :

ادارہ ترجمان السنہ

۷-ایبک روڈ - انارکلی

لاہور





1972

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۹	مقدمہ طبع ثانی	
۱۲	مقدمہ طبع اول	
۲۶	مرزائیت اور اس کے معتقدات	۲
۳۱	ذاتِ خداوندی مرزائی عقائد کی رو سے	۳
۳۹	ختم نبوت	۴
۴۵	نزولِ جبریل	۵
۵۱	قرآن مجید اور امتِ مستقده	۶
۵۷	مکہ مکرمہ اور تاجِ دیبان	۷
۶۸	حج	۸
۷۰	جہاد	۹
۷۴	انگریز کی وفاداری	۱۰
۷۷	مسلمان اور مرزائی	۱۱
۷۹	اسلام اور مرزائیت	۱۲

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۶۳	مرزائی اور مسلمان	۱۳
۸۹	اشتعال ایگزٹو تحریریں	۱۴
۹۶	فقہ پرورد	۱۵
۱۰۱	زمیل و رسوا - کون؟	۱۶
۱۰۸	مرزا غلام احمد کادوٹا کے	۱۷
۱۱۴	مرزا غلام احمد اور لاہوری مرزائی	۱۸
۱۲۴	مرزائی اکابر - الفرقان ربوبہ کے نام	۱۹
۱۲۵	مرزا غلام احمد	۲۰
۱۲۷	مرزا بشیر الدین محمود	۲۱
۱۲۸	{ مرزا غلام احمد اور شراب	۲۲
۱۳۰	{ مرزا غلام احمد اور چمنندہ	۲۳

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۱۳۳	پاکستان میں مرزائی ریاست	۲۲
۱۳۴	مرزا محمّد و خلیفہ قادیان	۲۵
۱۳۴	اہل حدیث کا ایک ادارہ	۲۶
۱۳۶	قصہ غدیر الفرقان سے مناظرے کا	۲۷
۱۳۵	مرزائی لڑکوں کا خط	۲۸
۱۳۹	{ مرزا غلام احمد آیت اللہ کے مقابل	۲۹
۱۵۱	خلیفہ قادیان نور الدین	۳۰
۱۵۲	{ مرزا محمّد اور ایک عورت	۳۱
۱۵۲	اور اپنی بیوی	۳۲
۱۵۶	تجارتی کمیٹی گواہی عا	۳۳
۱۵۷	بدین گواہی عا، عا، عا	۳۴
۱۵۸	گواہی عا، عا، عا	۳۵

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۱۵۹	{ مسمومیت اور بد تمیزی گواہی ۷	۳۶
۱۶۰	{ اور اپنی بیویاں گواہی ۸	۳۷
۱۶۱	{ لڑکیاں اور لڑکے گواہی ۹	۳۸
۱۶۱	{ امراض اور چال چلن گواہی ۱۰	۳۹
۱۶۳	{ انگریزی خطوط گواہی ۱۱	۴۰
۱۶۴	{ زنا اور افعالِ قورم لوط گواہی ۱۲ و ۱۳ و ۱۴	۴۱
۱۶۵	{ بدکاری بدکاری اور سبائے گواہی ۱۵، ۱۶	۴۲
۱۶۶	بقلم خود گواہی ۱۷	۴۳

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۱۶۷	{ صاحبزادی بھی گواہی ۱۸	۴۴
۱۶۸	{ اپنا بیٹا گواہی ۱۹	۴۵
۱۷۱	{ ایک اور بیٹی گواہی ۲۰	۴۶
۱۷۳	ایک اطالوی حسینہ	۴۷
۱۷۴	{ مولانا ظفر علی، خلیفہ قادیان اور اطالوی حسینہ	۴۸
۱۷۷	دشنام طراز کون - ؟	۴۹
۱۹۶	انگریز کا ایجنٹ کون تھا	۵۰
۲۳۶	{ مرزائی دھوکہ باز مدیر الفرقان "ربوہ کے نام"	۵۱





مقدمہ، طبع

”مرزائیت اور اسلام“ کو پہلی مرتبہ شائع کرتے ہوئے اس بات کا خیال تک نہ تھا کہ اجاب سے اس قدر پذیرائی بخشیں گے کہ تھوڑی مدت بعد ہی اس کا حصول مشکل ہو کر رہ جائے گا۔ اور اس کی شہرت پاکستان سے نکل کر سمندر پار تک جا پہنچے گی۔ خداوند کا صد شکر کہ اُس نے ختم نبوت کی چوکیداری اور سارقینِ نبوت کی گوشمالی کو شرفِ قبولیت بخشا، کہ پاکستان بھر میں قادیانیت کا تعاقب کرنے والوں نے اس کتاب کو اپنی تقریروں میں حوالہ کے طور پر استعمال کیا اور قادیانیوں کو اس کے آئینے میں مرزائی اکابر کے چہرے دکھلاتے رہے اور لوگ ان نقاب دارانہ تقدس ناپ لوگوں کے بے نقاب چہروں کو دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے۔ اس سلسلہ میں نائیچر یا سے ایک مسلمان مبلغ نے، کہ سعودی عرب کے انہیں اپنے خرچ پر دینِ حنیف کی تبلیغ اور مرزائیت کے تعاقب، استیصال کے لیے بھیجا تھا، مجھے لکھا:

”آپ کی عربی اور انگریزی کتاب قادیانیوں کے لیے ضربِ کلیمی کی حیثیت رکھتی ہے اور یہاں خاصی بڑی تعداد میں تقسیم کی گئی۔ خداوند کریم اس پر آپ کو جزائے حیر عطا کرے۔“

لیکن آپ کی مختصر اردو کتاب کو دیکھتے ہی پاکستان سے واروشندہ قادیانی

مبلغوں کے چہرے اس قدر تاریک ہو جاتے ہیں کہ انہیں الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔

میرے خیال میں اس کتاب کو بھی افریقہ میں اور خصوصاً ان علاقوں میں جہاں اردو بولنے والے بڑی تعداد میں موجود ہیں، ضرور

پھیلانا چاہیے۔“

اسی بنا پر سعودی حکومت کے نشر و اشاعت اور تبلیغ و دعوت کے مختلف شعبوں نے مجھے متعدد دفعہ اس کی اشاعت نو کے بارہ میں لکھا، لیکن میں اپنی بے شمار اور متنوع مصروفیات کی بنا پر اس کے لیے وقت نہ نکال سکا، کہ میں چاہتا تھا کہ طبع نو سے پہلے اس پر نظر ثانی کر لی جاسے لیکن داحسرتاً کہ تصدرا دہ کے باوصف آج تک وہ طائر عنقا دام میں نہ آسکا کہ فراغت کہیں جسے، کہ سیاسی مذہبی اور کاروباری مصروفیات سے جو فرصت کے لمحات میسر آتے، وہ چند زیادہ اہم تصنیفات اور مشغولیات میں صرف ہو جاتے۔ ع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اور یہ چکر آج تک اسی طرح چل رہا ہے تب میں نے سوچا مالا پیرک کلمہ، لائیکر کلمہ، اسے اسی طرح شائع کر دیا جائے کہ شاید خداوند عالم آئندہ اس کے لیے کوئی بہتر صورت پیدا فرمادے۔

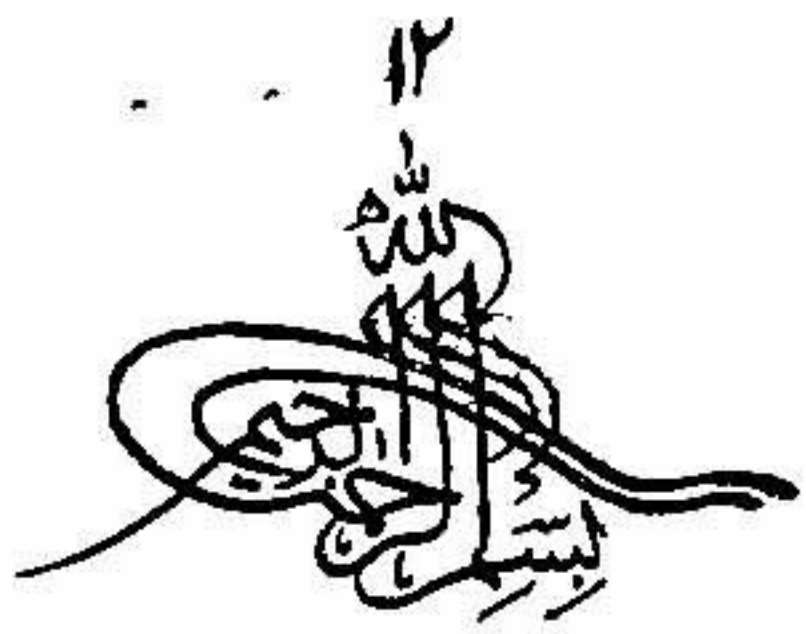
آج اس مجموعہ مضمین کو دوبارہ شائع کرتے ہوئے مسرت کی ایک لہر میرے رگ و پے میں سرایت کیے ہوئے ہے، کہ جس مسئلہ کو ہمارے اکابر نے اٹھایا اور جس کے بیان اور وضاحت میں ہم نے اپنی بساط کی حد تک قلم و زبان کو کھپایا۔ لہذا الحمد کہ اس کا ایک حصہ رب کی کرم فرمائوں اور پاکستان کے غیور و جسور مسلمانوں کی قربانیوں سے حل ہو چکا ہے۔ پاکستان میں قاریانیوں کو ان کی اصلیت

کے مطابق غیر مسلم اقلیت قرار دیا جا چکا ہے اور دنیا بھر کے مختلف ممالک میں جہاں جہاں مرزائی ڈیرے جاتے ہوتے اور ایک عالم کو درغلاتے ہوتے تھے، وہاں وہاں کے لوگ ان کے فریب سے آگاہ ہو چکے اور انہیں اپنا بوریال سٹریٹنٹ پر مجبور کر رہے ہیں، اور وہ دن دُور نہیں، جب رب کا غضب و جلال انہیں پوری طرح اپنی لپیٹ میں لے کر اسی طرح نیست و نابود کر دے گا جس طرح ان سے پہلے ان کے اسلاف طلیحہ، اسود غسی اور مسلمہ کذاب کے پیروکاروں کو کیا ہے۔

اس مجموعہ کے اکثر مضامین میں یہ ثابت کیا گیا ہے، کہ مرزائی ایک علیحدہ امت ہیں اور ان کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں، اور آج جبکہ مرزائیوں کو پاکستان میں بھی غیر مسلم اقلیت قرار دیا جا چکا ہے، ظاہراً اس کتاب کی چپ رال ضرورت باقی نہیں رہتی، لیکن میں اس کی ضرورت کو آج بھی اسی طرح محسوس کرتا ہوں، جس قدر اس کی اشاعتِ اول کے وقت تھی، کیونکہ قادیانیوں نے ہنوز پاکستانی دستور ساز اسمبلی کے اس فیصلہ کو تسلیم نہیں کیا اور ابھی تک اپنے آپ کو مسلمان کہلانے پر مصر ہیں۔

اس سے جہاں ان کے اس فریب کا پردہ چاک ہوگا وہاں اس بات کی بھی تصدیق ہوگی کہ دستور ساز اسمبلی کا فیصلہ درست تھا، اسی طرح جس طرح کہ دنیا کے اکثر مسلمان ممالک ایسے ہی فیصلے صادر کر چکے ہیں۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔
 امجد علیہ طہر
 ۱۲ داکٹر (۱۹۷۶)



مقدمہ اول

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبى بعده وعلى اله و
صحابه ومن تبعهم الى يوم الدين -

مسلمانوں کی تاریخ میں انیسویں صدی کا نصف آخر اس لحاظ سے بڑی اہمیت رکھتا ہے کہ اس میں اسلام دشمن طاقتوں نے دو ایسے فرقوں کو وجود بخشا جنہوں نے مسلمانوں کو اسلام کے نام پر گمراہ کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی، انہوں نے اعداء اسلام کی اس دیرینہ خواہش کو پورا کرنے میں اپنی پوری توانائیوں کو صرف کر دیا کہ مسلمانوں کو ان کے قبلہ و کعبہ اور ان کی امنگوں اور آرزوؤں کے مراکز مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے منقطع کر کے انہیں ان کے ان دیسوں اور وطنوں میں محصور کر دیا جائے جن کے وہ باسی اور شہری ہیں تا وہ مضبوط رابطہ اور تعلق ختم ہو کر رہ جائے جو کروڑوں انسانوں کو مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک ایک لڑھی میں منسلک کیے ہوتے ہے اور جس کی بناء پر بخارا و سمرقند میں بسنے والے مسلمان وادعی نیل کے کلمہ گوؤں کی ادنیٰ سی تکلیف پر تڑپ اٹھتے اور حجاز و نجد کے صحرا نورد اور بادینشین ہمالیہ کے دامنوں میں بسنے والوں اور کشمیر کی بلند یوں پر بسنے والوں کی مصیبت کو اپنی مصیبت تصور کرتے ہیں۔

وہ گروہ جو اس کار نمایاں کو سر انجام دینے کے لیے جو د میں لائے گئے۔ ان میں

سے ایک تو بڑے صغیر ہند میں انگریزی ایجنٹ قادیانی تھے، اور دوسرے روسی
انگریزی ذلہ خوار بہائی تھے۔

چنانچہ قادیانیت اسی غرض کے لیے وجود میں لائی گئی اور اسلام دشمن اور مسلم
دشمن قوتوں کے زیر سایہ اس کی پرورش و پرداخت کی گئی اور امت محمدیہ کے
تمام دشمنوں نے مال اور دیگر وسائل سے اس کی مدد و معاونت کی۔ یہ ایک حقیقت
ہے کہ انہیں بے انداز مال دولت سے نوازا گیا۔ انگریزوں نے برصغیر میں ان تمام
لوگوں کو اعلیٰ عہدے دیے جنہوں نے قادیانیت کو قبول کیا اور ان کے بچوں کو تعلیمی
و وظائف پیش کیے اور انہیں ہر ممکن سہولتیں بہم پہنچائی گئیں۔ ہندوؤں نے ان کی
حمایت میں قلم اٹھائے اور تقریریں کیں اور ہر طرح سے ان کا ذناغ کیا، اسی طرح
یہودیت نے انہیں اسلام کے مسلمہ اصولوں اور مسلمانوں کے بنیادی معتقدات کے
خلاف دلائل (خواہ وہ کتنے بڑے ہی کیوں نہ تھے) اور لٹریچر سے مسلح کیا اور اب بھی

۱۴ قادیانی افریقہ اور یورپ میں اپنے آپ کو "احمدی" کے نام سے موسوم کرتے ہیں تاکہ وہاں
کے سادہ لوح، سادہ دل مسلمانوں کو گمراہ کیا جاسکے۔ حالانکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے ان کا کوئی تعلق نہیں کہ جن کا اسم گرامی احمد بھی ہے۔ رہا ان کا متنبی تو اس کا نام احمد
نہیں بلکہ غلام احمد ہے۔ اور اسی لیے پاکستان اور ہندوستان میں یہ اسی نام سے موسوم
کیے جاتے ہیں۔

۱۵ جس طرح اس کتاب میں آگے چل کر قادیانیت کو دلائل کے ساتھ انگریزی سامراج
کا ایجنٹ ثابت کیا گیا ہے، اسی طرح مؤلف نے اپنی کتاب "البہائیت" میں بہائیت کو بھی
انگریزی و روسی سامراج کا خود کاشتہ پودا ثابت کیا ہے اور اس کے ثبوت میں باقاعدہ شواہد
براہین پیش کیے ہیں۔

بین الاقوامی صیہونیت اسرائیل میں قادیانی سٹہ کے رعبہ اور افریقہ میں ان کے مراکز کے توسط سے ان کی بھرپور مدد و معاونت کر رہی ہے۔

بہر حال تمام دشمنان رسالت آپ نے اپنی اپنی کوشش و کاوش ان کی ترقی و ترویج میں صرف کی، اور اس سے ان کا مطلوب و مقصود صرف اور صرف یہ تھا اور ہے کہ مسلمانوں کو اس مجاہد اور قائد رسولؐ سے دور کر دیا جائے جن کا اہم گرامی آج بھی کفر پر کپکپی اور لرزہ طاری کر دیتا ہے، جن کی ہدایت اور جن کے دہ سے آج بھی ایوانہائے کفر میں نزلہ پیا ہو جاتا ہے، جبکہ انہیں رفیقِ اعلیٰ کے پاس گئے ہوتے بھی چودہ صدیاں گزر چکی ہیں۔

اور وہ زندہ تابندہ تعلیمات والا نبی مکرمؐ کہ جس کی اُمت آج بھی اپنے دورِ انحطاط و زوال میں مجرموں اور اسلام دشمنوں کے حلق میں کانٹا بنی ہوئی ہے اور جن کی بیداری کا مجر و تصور ہی ملحدوں، مشرکوں اور لاندہبوں کی آنکھوں کی نیند اڑا دینے کے لیے کافی ہے، اور دشمنانِ دین اس بات کو بخوبی سمجھتے ہیں کہ وہ تب تک سکون و چین حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ محمدؐ عربی علیہ السلام ایسے قائد، راہنما اور راہبر کی لازوال تعلیمات کو ختم نہیں کیا جاتا۔ وہ تعلیمات جو آج بھی مڑوں میں رُوح پھونکتی اور قوموں کے لیے صورتِ ہسرافیل کا درجہ رکھتی ہیں، اور اگر ان کا خاتمہ ممکن نہیں تو کم از کم انہیں تبدیل کیے بغیر اور ان کی معنویت کو نیست کیے سوا انہیں اپنے مطلوبہ مقاصد حاصل نہیں ہو سکتے۔

اور اس کا بہتر طریق یہ ہے کہ قادیانیت ایسے گمراہ فرقوں اور مذاہب کی ہر طرح سے مساعدت و مساندت کی جائے۔ اسی بنا پر ایک نامور ہندو ڈاکٹر شنکر داس اپنے ہندو بھائیوں کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتا ہے:

”سب سے اہم سوال جو اس وقت ملک کے سامنے درپیش ہے، وہ یہ

ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کے اندر کس طرح قومیت کا جذبہ بیدار کیا جاتے، کبھی ان کے ساتھ سودے، معاہدے اور سپکیٹ کیے جاتے ہیں کبھی لالچ دے کر ساتھ ملانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کبھی ان کے مذہبی معاملات کو سیاسیات کا جزو بنا کر پولیٹکل اتحاد کی کوشش کی جاتی ہے، مگر کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی۔ ہندوستانی مسلمان اپنے آپ کو ایک الگ قوم تصور کیے بیٹھے ہیں اور وہ دن رات عرب کے ہی گیت گاتے ہیں۔ اگر ان کا بس چلے تو وہ ہندوستان کو بھی عرب کا نام دے دیں۔۔۔۔ اس تاریکی میں اور اس مایوسی کے عالم میں ہندوستانی قوم پرستوں اور مجتہدان وطن کو ایک ہی امید کی شعاع دکھائی دیتی ہے۔ اور وہ آشاکھی جھلک احمدیوں کی تحریک ہے۔ جس قدر مسلمان قادیانیت کی طرف راغب ہوں گے وہ قادیان کو اپنا مکہ تصور کرنے لگیں گے اور آخر میں محبت وطن اور قوم پرست بن جائیں گے۔ مسلمانوں میں قادیانی تحریک کی ترقی ہی عربی تہذیب اور پان اسلام ازم کا خاتمہ کر سکتی ہے۔ آؤ ہم قادیانی تحریک کا قومی نقطہ نگاہ سے مطالعہ کریں۔

پنجاب کی سرزمین میں ایک شخص مرزا غلام احمد قادیانی اٹھتا ہے اور مسلمانوں کو دعوت دیتا ہے کہ اے مسلمانو! خدا نے قرآن میں جس نبی کا ذکر کیا ہے وہ نبی ہیں ہوں۔ آؤ میرے جھنڈے تلے جمع ہو جاؤ، اگر نہیں آؤ گے تو خدا تمہیں قیامت کے دن نہیں بخشے گا اور تم دوزخی ہو جاؤ گے۔

یہ مرزا صاحب کے اس اعلان کی صداقت یا بطلان پر بحث نہ کرتے ہوئے صرف یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ مرزائی مسلمان بننے سے پہلے مرزائی مسلمانوں میں کیا تبدیلی پیدا ہوتی ہے؟

ایک مرزائی مسلمان کا عقیدہ ہے کہ :

۱- خدا سے سے پر لوگوں کی رہبری کے لیے ایک انسان پیدا کرتا ہے، جو کہ اس وقت کا نبی ہوتا ہے۔

۲- خدا نے عرب کے لوگوں میں اس کی اخلاقی گراوٹ کے زمانہ میں حضرت محمدؐ کو نبی بنا کر بھیجا۔

۳- حضرت محمدؐ کے بعد خدا کو ایک نبی کی ضرورت محسوس ہوئی اور اُس نے مرزا صاحب کو بھیجا کہ وہ مسلمانوں کی راہنمائی کریں۔

میرے قوم پرست بھائی سوال کریں گے کہ ان عقیدوں سے ہندوستانی قوم پرستی کا کیا تعلق ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح ایک ہندو کے مسلمان ہو جانے پر اس کی شروعات اور عقیدت رام، کرشن، وید، گیتا اور رامائن سے اٹھ کر قرآن اور عرب کی بھومی میں منتقل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جب کوئی مسلمان قادیانی بن جاتا ہے، تو اس کا زاویہ نگاہ بھی بدل جاتا ہے۔ حضرت محمدؐ میں اس کی عقیدت کم ہو جاتی ہے۔ علاوہ بریں جہاں اس کی خلافت پہلے عرب اور ترکستان میں تھی۔ اب وہ خلافت قادیان میں آجاتی ہے اور مکہ مدینہ اس کے لیے روایتی مقامات مقدسہ رہ جاتے ہیں۔ کوئی بھی قادیانی چاہے، وہ عرب، ترکستان، ایران یا دنیا کے کسی بھی گوشہ میں بیٹھا ہو، وہ روحانی شکست کے لیے قادیان کی طرف منہ کرتا ہے۔ قادیان کی سرزمین اس کے لیے پنیہ بھومی (سرزمین نجات) ہے اور اسی میں ہندوستان کی فضیلت کا راز پنہاں ہے، ہر قادیانی کے دل میں ہندوستان کے لیے پریم ہو گا کیونکہ قادیان ہندوستان میں ہے، مرزا صاحب بھی ہندوستانی تھے اور اب جتنے خلیفہ اس فرقہ کی راہبری کر رہے ہیں، وہ سب ہندوستانی ہیں یہی ایک سبب ہے کہ مسلمان قادیانی تحریک کو مشکوک نگاہوں سے دیکھتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ قادیانیت

عربی تہذیب اور اسلام کی دشمن ہے۔

خلافت تحریک میں بھی احمدیوں نے مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیا، کیونکہ وہ خلافت کو بجائے ترکی یا عرب میں قائم کر کے قادیان میں قائم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بات عام مسلمانوں کے لیے جو ہر وقت پان اسلام ازم اور پان عربی سنگھٹن کے خواب دیکھتے ہیں، کتنی ہی مایوس کن ہو گی کہ ایک قوم پرست کے لیے باعث مسرت ہے اور پھر جب حکیم مشرق، شاعر رسالت علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے قادیانیت کے خلاف ایک مدلل اور مفصل مضمون لکھا جس میں ان کی امت اسلام سے علیحدگی کو براہین کے ساتھ ثابت کیا تو سب سے پہلے جس نے جناب علامہ کی ترویج میں قدم اٹھایا، وہ مشہور ہندو لیڈر پنڈت جواہر لال نہرو تھے جنہوں نے کئی مضامین قادیانیوں کی تائید و حمایت اور ان کی مدافعت میں لکھے، حتیٰ کہ اس کے بعد جب ۲۹ مئی ۱۹۳۶ء کو پنڈت جواہر لال نہرو لاہور آئے تو قادیانی رضا کاروں نے باقاعدہ ان کا استقبال کیا اور انہیں سلامی دی اور جب اس پر اعتراض ہوا تو قادیانی خلیفہ مرزا محمود نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا:

”قریب کے زمانہ میں پنڈت جواہر لعل صاحب نے ڈاکٹر اقبال کے ان مضامین کا رد لکھا ہے جو انہوں نے احمدیوں کو مسلمانوں سے

۱۷ ترکی خلافت کے سقوط کے وقت ہندوستانی مسلمانوں نے خلافت کے حق میں ایک نبردست تحریک چلائی تھی، جس کا نام انہوں نے خلافت تحریک رکھا تھا۔ ہندو راستہ اس کی طعنہ اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:

”اس وقت قادیانیوں نے عام مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیا تھا۔“

۱۸ مضمون ڈاکٹر شکر داس بی۔ ایس۔ سی۔ ایم۔ بی۔ بی۔ ایس، لاہور مندرجہ اخبار ”بند سے ماترم“

مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۳۶ء۔

علیحدہ قرار دیے جانے کے لیے لکھے تھے اور نہایت عمدگی سے ثابت کیا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے قادیانیت پر اعتراض اور احمدیوں کو علیحدہ کرنے کا سوال بالکل نامعقول اور خود ان کے گذشتہ رویہ کے خلاف ہے تو ایسے شخص کا جبکہ وہ صوبہ میں نمان کی حیثیت سے آ رہا ہو قادیانیوں کی طرف سے استقبال بہت اچھی بات ہے۔

اور پھر شاعر رسالت ڈاکٹر علامہ اقبال نے جو اہر لعل کی تردید کرتے ہوتے قادیانیت کے لیے ان کی تائید کا بھی جائزہ لیا اور لکھا:

”میں خیال کرتا ہوں کہ قادیانیت کے متعلق میں نے جو بیان دیا تھا جس میں جدید اصول کے مطابق صرف ایک مذہبی عقیدہ کی وضاحت کی گئی تھی، اس سے پنڈت جی (جو اہر لعل منرو) اور قادیانی دونوں پر لیشان ہیں، غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ مختلف جمہور کی بنا پر دونوں اپنے دل میں مسلمانوں کی مذہبی اور سیاسی وحدت کے امکانات کو بالخصوص ہندوستان میں پسند نہیں کرتے۔ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ ہندوستانی قوم پرست جن کے سیاسی تصورات نے ان کے درست احساس کو مردہ کر دیا ہے، اس بات کو گوارا کرنے کے لیے تیار نہیں کہ شمال مغربی ہند کے مسلمانوں کے دل میں خود اعتمادی اور خود مختاری کا خیال پیدا ہو، ان کا خیال ہے اور میری رائے میں غلط خیال ہے کہ ہندوستانی قومیت تک پہنچنے کا صرف یہی راستہ ہے کہ ملک کی مختلف تہذیبوں کو قطعی طور پر مٹا دیا جائے جن کے باہمی تعامل سے ہندوستان میں ایک اعلیٰ اور پائیدار تہذیب ترقی پذیر ہو سکتی

۱۹۳۶ء خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان میاں محمود احمد، مندرجہ اخبار ”الفضل“ قادیان، مورخہ جون ۱۹۳۶ء

ہے۔ جس قومیت کی ان طریقوں سے تعبیر کی جاتے گی اس کا نتیجہ
 باہمی تلخی بلکہ تشدد کے سوا اور کیا ہوگا، اسی طرح یہ بات بھی بدیہی ہے
 کہ قادیانی بھی مسلمانان ہند کی سیاسی بیداری سے گھبراتے ہوتے
 ہیں، کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانان ہند کے سیاسی وقار کے بڑھ جانے
 سے ان کا یہ مقصد فوت ہو جاتے گا کہ رسولِ عربیؐ کی امت سے
 قطع و برید کر کے ہندوستانی بنی کے لیے ایک جدید امت تیار کریں۔
 حیرت کی بات ہے کہ میری اس کوشش سے، کہ مسلمانان
 ہند کو یہ بتا دوں کہ ہندوستان کی تاریخ میں اس وقت جس نازک
 درز سے وہ گزر رہے ہیں، اس میں ان کی اندرونی یکجہتی اور اتحاد کس
 قدر ضروری ہے اور نیز ان افتراق پرور اور انتشار انگیز قوتوں سے
 محترز رہنا کس قدر لازمی ہے جو اصلاحی تحریکوں کے رد میں ظاہر
 ہوتی ہیں۔ پنڈت جی (جو اہر لعل منرو) کو یہ موقع ملا کہ وہ اس قسم
 کی تحریکوں سے ہمدردی ظاہر فرمادیں۔

پس قادیانیت ایسی تحریک جب وجود میں آتی تو یہ بدیہی بات تھی،
 کہ تمام مخالفت اسلام قوتیں اس کی تائید و حمایت کریں، چنانچہ انھوں نے بالفعل
 اس کی انداز کی گئی جسٹس منسٹر انگریزی سامراج نے تو اسے افراد تک مہیا کیے۔
 تاکہ وہ (رہا) شور مچا سکیں اور ان میں سے اکثریت ایسے لوگوں پر مشتمل تھی جو
 انگریزی سامراج کے ملازم تھے یا وہ لوگ جنھیں ملک و ملت سے خیانت کے
 صلہ میں جاگیر عطا ہوتی تھیں اور جن کا دین و مذہب ہی سامراج کی رضا ہوتی
 اور ذلہ خواری ہوتا ہے اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا اعتراف خود

لے علامہ اقبال کے مضمون "اسلام اور احمدی ازم" سے ایک اقتباس یہ مضمون کتابی صورت
 میں چھپ چکا ہے۔

مرزا غلام احمد متنبی قادیان نے بھی کیا ہے، جیسا کہ وہ رقمطراز ہے :

” جس قدر لوگ میری جماعت میں داخل ہیں، اکثر ان میں سے سرکارِ انگریزی کے معزز عہدوں پر ممتاز اور یا اس ملک کے نیک نام تھیں اور ان کے خدام اور احباب ہیں، یا تاجروں اور زیادہ کلار اور یا تو تعلیم یافتہ انگریزی نوال اور یا ایسے نیک نام علماء اور فضلاء اور دیگر شرفاء ہیں جو کسی وقت سرکارِ انگریزی کی نوکری کر چکے ہیں یا اب نوکری پر ہیں یا اب ان کے اقارب اور رشتہ دار اور دوست ہیں جو اپنے بزرگ محذوموں سے اثر پذیر ہیں، اور سجادہ نشینانِ غریب طبع۔

غرض یہ ایک ایسی جماعت ہے جو سرکارِ انگریزی کی نیک ناموں اور نیک نامی حاصل کردہ اور موردِ مراحم گورنمنٹ ہے اور یادہ لوگ جو میرے اقارب یا خدام میں سے ہیں، ان کے علاوہ ایک بڑی تعداد علماء کی ہے جنہوں نے میری اتباع میں اپنے وعظوں سے ہزاروں دلوں میں گورنمنٹ کے احسانات جا دیے ہیں۔

یہی بات یہودی معاونت و مساعدت کی، تو خود مرزا غلام احمد کے پوتے مرزا مبارک احمد نے اپنی کتاب ”آور فارن مشنری“ کے صفحہ ۸ پر اس کا اعتراف اور اقرار کیا ہے کہ :

” حیفاکے ماؤنٹ کرمل میں واقع ان کے مرکز کو نہ صرف اسرائیلی حکومت ہر طرح کی سہولتیں بہم پہنچاتی ہے، بلکہ اسرائیل کے سربراہ مملکت سے قادیانی مبلغوں کی ملاقاتیں بھی رہتی ہیں۔“

۱۵ درخواست بحضور نواب لیفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہ پنجاب منجانب مرزا غلام احمد قادیانی مورخہ ۲۲ فروری ۱۸۹۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت ج، ص ۱۸۔ مرتبہ قاسم علی قادیانی۔

ان ہی وجوہ کی بنا پر میں نے آج سے تقریباً دس برس پیشتر جب کہ میں بھی معمولی طالب علم تھا۔ قادیانیت کا بغور مطالعہ شروع کیا اور اسی دور میں ان کی تقریباً تمام بنیادی کتابیں دیکھ ڈالیں۔ نیز اسی زمانہ طالب علمی میں پاکستان و ہند کے کئی اردو جرائد میں ان پر مقالات بھی لکھے اور پھر جب ۱۹۶۲ء میں مجھے اسلامک یونیورسٹی مدینہ منورہ جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں مختلف ممالک خصوصاً افریقی ملکوں کے طلبہ اور مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں آنے والے دیگر زائرین اور حجاج سے یہ معلوم کر کے انتہائی تعجب ہوا کہ قادیانی بیرونی ملکوں میں عموماً اور افریقی ملکوں میں خصوصاً اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے لوگوں کی گمراہی کا سامان مہیا کرتے ہیں۔ اور افریقی اور عرب ملکوں میں کوئی ایسی جامع کتاب نہیں جس سے ان کے عقائد و اعمال سے پوری آگاہی حاصل ہو سکے، چنانچہ دوستوں کی خواہش، یونیورسٹی کے اساتذہ کی فرمائش اور وقت کی ضرورت کی بنا پر میں نے وہیں مدینہ منورہ میں ہی قادیانی ازم پر عربی میں مقالات لکھنے شروع کیے، لیکن ان میں اس بات کو پیش نگاہ رکھا کہ کوئی بات بے سند اور بے دلیل نہ کہی جائے اور جس بات کا بھی ذکر کیا جائے، اس کا پورا ازالہ دیا جائے۔

یہ مقالات مختلف عمرانی پرچوں میں چھپتے رہے اور آخر میں مدینہ منورہ کے ایک پبلشر نے ۱۹۶۴ء میں انہیں جمع کر کے کتابی صورت میں شائع کر دیا۔ بعد ازاں اس کے بیشمار اچھے نتائج برآمد ہوئے۔ اور افریقہ میں خصوصاً اس کتاب کی بجد مانگ رہی ہے۔

ان ہی ایام میں افریقہ سے کچھ اجباب نے اس طرف توجہ دلائی کہ اگر اس

۱۵ اس کتاب کے اب تک چار ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور اب اس کا پانچواں ایڈیشن ترمیم اضافہ کے ساتھ قاہرہ کے المکتبۃ السلفیہ سے شائع ہو رہا ہے۔

کتاب کا انگریزی ترجمہ ہو جائے تو اس کی افادیت بڑھ جائے، کیونکہ افریقہ میں عربی کی نسبت انگریزی زیادہ سمجھی اور بولی جاتی ہے۔

چنانچہ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ بھی ادارہ ترجمان السنہ لاہور نے شائع کر دیا اور امید ہے کہ وہ عربی سے کچھ کم مفید نہ ہوگا۔

۱۹۷۰ء میں پاکستان واپسی پر میں نے محسوس کیا کہ ہمارے جرائد و مجلات مرزائیت کی طرف اس قدر توجہ نہیں دے رہے جس قدر انہیں دینی چاہیے، چند ایک حضرات کو چھوڑ کر کسی کو یہ بھی معلوم نہیں کہ مرزائی اخبارات مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر کے بارہ میں کیا کچھ لکھتے اور کس قدر زہر پھیلاتے ہیں خصوصاً قادیانی مرزائیوں کا ترجمان "الفرقان" ربوہ، اور لاہوری مرزائیوں کا ہفتہ وار "پیغام صلح" لاہور تو اکابرین امت پر طعن توڑنے اور عقائد اسلام کا مضحکہ اڑانے میں اس قدر گستاخ ہو چکے ہیں کہ نہ تو انہیں پاکستان کی مسلم اکثریت کے جذبات کا کچھ پاس ہے، نہ حکومت کے محکمہ احتساب کا کچھ ڈر جب کہ دوسری جانب حکومت اس قدر حساس تھی کہ وہ ہفت روزہ "چٹان" کے ایک بے ضرر چار سطری تذکرے کو بھی برداشت نہ کر سکی جس میں سعودی عرب میں مرزائیت پر عائد کی گئی پابندیوں کا خیر مقدم کیا گیا تھا۔

اسلام کے نام پر وجود میں آنے والے اس مسلمان ملک میں کفر کی ریتھ رانی میرے لیے بڑے کرب کا باعث تھی، مرزائیت کے بارہ میں اپنی سابقہ معلومات اور اس کے موجودہ احوال کی بنا پر میں خاموشی ندرہ سکھا، اور جمعیت اہل حدیث کے ہفتہ وار اخبار "الاعتصام" میں جو میری ادارت میں نکلتا تھا، مرزائیت پر مسلسل دس گیارہ ادارے لکھے، جن میں دلائل و براہین

۱۹۷۰ء اس کے بھی اب تک چار ایڈیشن چھپ چکے ہیں اور اب نظر ثانی کے بعد اس کا پانچواں ایڈیشن زیر طبع ہے۔

59894

سے مرزائیت کے امرت مستقلہ اور اسلام دشمن ہونے کے ثبوت فراہم کیے۔
 نیز مرزائی اخبارات کے اس طرح دندان شکن جواب دیے کہ پھر مدتوں "الفرقان" ربوہ اور "پیغام صلح" لاہور کو جواب دیتے اور اعتراض کرنے کا سوصلہ نہ ہوا،
 اطلاعات کے محکمہ احتساب نے نوٹس بھجوائے، لیکن ہم نے شواہد پیش کیے
 کہ دلازاری اور تفرقہ بازی کی ابتداء ہماری طرف سے نہیں، امرت قادیانی کی
 طرف سے ہوتی ہے بلکہ ان کا وجود ہی تفرقے اور دلازاری پر مبنی اور قائم ہے۔
 رب ذوالجلال کی کریمی کہ ان مضامین کو تمام مسلمان حلقوں کی طرف سے
 بے حد پسند کیا گیا۔ اور بلا لحاظ مکتب تمام مسلمان فرقوں کے اخبارات رسائل
 نے انہیں "الاعتصام" سے نقل کیا، جن میں شیعہ حضرات کا ہفتہ وار "شہید" لاہور
 اور ماہنامہ "المعرفہ" حیدرآباد تک شامل تھے۔

ازال بعد جب ہم "الاعتصام" کی ادارت سے الگ ہو گئے تو مرزائیوں
 نے میدان خالی دیکھ کر پھر پر پرزے نکالنے شروع کیے اور "الفرقان" ربوہ
 تو کچھ زیادہ ہی دلیر ہو گیا، چنانچہ اس نے علماء اہل حدیث کو عموماً اور اہل حدیث
 اکابر کو خصوصاً اپنی تازک افگنیوں کا نشانہ بنانا شروع کیا، اور ایک دفعہ تو اس
 کے مدیر نے یہاں تک لکھ مارا کہ اس نے برصغیر پاک و ہند کے نامور عالم اور مناظر
 شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہؒ تک کو مناظرات میں شکست دی ہوتی ہے۔

تب تک ہم بفضل رب ذی المنن اپنا ماہنامہ "ترجمان الحدیث" لاہور
 نکال چکے، اور جمعیت اہل حدیث کے ہفتہ وار "اہل حدیث" لاہور کی ادارت
 سنبھال چکے تھے۔ اب جو ہم نے اس کا نوٹس لیا تو ان تمام قرضوں کو بھی چکا ڈالا
 جو ہمارے میدان میں نہ ہونے کی وجہ سے مرزائی ہمارے سر چڑھا چکے تھے۔
 اللہ کا لاکھ لاکھ شکر کہ اس نے ہمیں حق کی حمایت اور باطل کی سرکوبی

کی توفیق عطا فرمائی کہ ان مضامین کے آتے ہی ملک بھر میں ایک غلغہ مچ گیا۔ اور اپنے بیگانے ان کی تعریف کیتے بغیر نہ رہ سکے اور اجنبانے شدید تقاضا کیا کہ ان تمام مضامین و مقالات کو جو وقتاً فوقتاً "الاعتصام" "اہل حدیث" اور "ترجمان الحدیث" میں شائع ہوتے رہے ہیں، ایجا کر دیں اور کتابی صورت میں چھاپ دیں تاکہ وہ لوگ بھی ان سے استفادہ کر سکیں جو پہلے نہیں کر سکے۔ اور میں اپنی عذیم الفرستی اور مختلف کاموں میں مشغولیت کے باوصف صرف اس لیے اس کام پر آمادہ ہو گیا کہ شاید اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے ذریعے کسی کی ہدایت اور گمراہی سے حفاظت کا سامان بہم فرماوے اور آخرت میں یہی چیز نجات و فلاح کا سبب بن جائے۔

اور شاید اس سے بھی خوشنودھی رب کا وہ پروانہ مل جائے جو مزائیت پر عمرانی مقالات کو جمع کرنے کے بعد ملا تھا، کہ جب ۱۹۶۶ء کے رمضان مبارک کی ستائیسویں شب مسجد نبویؐ کے پڑوس میں اپنی کتاب "القادیانیہ" کو مکمل کر کے سویا تو کیا دیکھنا ہوں، سحر گاہ دعائے نیم شبی نبویؐ پر لیے باب جبریل کے راستے (کہ دیار حبیب علیہ السلام میں میرا مکان اسی جانب تھا) مسجد نبویؐ کے اندر داخل ہونا ہوں، لیکن روضۃ اطہر کے سامنے پہنچ کر ٹھٹک جاتا ہوں کہ آج خلاف معمول روضۃ معلیٰ کے دروازے وا ہیں اور پہرے دار خذہ رہ، استقبالیہ انداز میں منتظر ہیں، میں اندر بڑھا جاتا ہوں کہ سامنے سرور کونین رحمت عالم محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رعنائیوں اور زیبا تیوں کے جھرمٹ میں صدیق اکبرؐ اور فاروق اعظمؓ کی محبت میں سناڑا دفرما رہے ہیں۔ دل خوشیوں سے لبریز اور دماغ مسرتوں سے معمور ہو جاتا ہے اور جب میں دیر گتے باہر نکلتا ہوں تو دربان سے سوال کرتا ہوں، یہ دروازے تم روزانہ کیوں نہیں کھولتے؟ اور جواب ملتا ہے: "یہ دروازے روزانہ نہیں کھلا کرتے۔"

” یہ دروازے روزانہ نہیں کھلا کرتے “

اور آنکھ کھلی تو مسجد نبویؐ کے میناروں سے یہ دلکش ترانے گونج رہے تھے،

اشہدان محمد رسول اللہ - اشہدان محمد رسول اللہ - اور صبح جب میں نے مدینہ یونیورسٹی کے چائلنگ کو مابرا سنایا تو انہوں نے فرمایا تمہیں مبارک ہو کہ ختم نبوت کی چوکھٹ کی چوکیداری میں خاتم النبیین کے رب نے تمہاری کاوش کو پسند فرمایا ہے اور کون جانے میرا رب اسے بھی رسالت مآب علیہ السلام کی خدمت شکار فرمائے۔

اس مجموعہ میں سب سے پہلے ایک طویل مضمون ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ اس کتاب کے بارے میں کیا ہے کہ مرزائی عقائد اور مسلمان عقائد میں کیا فرق ہے اور بنیادی طور پر مسلمانوں اور مرزائیوں میں کس قدر دوری اور مغایرت ہے۔

اس کے بعد ”الاعتصام“ میں شائع شدہ مضامین ہیں جن میں کچھ وقتی اور منگامی تھے اور انہیں حذف کر دیا گیا ہے۔

آخر میں ”الہدیت“ اور ترجمان الحدیث“ میں چھپے ہوئے مقالات ہیں۔ یہ مضامین اگرچہ جوابی ہیں لیکن ان میں مرزائیت کے بارے میں اس قدر متنوع مواد جمع کر دیا گیا ہے کہ شاید ہی اس کا کوئی گوشہ مخفی رہ گیا ہو۔

انداز بیان کی دلکشی کا اندازہ لگانا تو قارئین کا کام ہے لیکن مجھے امید ہے کہ آپ اسے دلچسپ پائیں گے۔ تحریر میں درشتی اور سختی جوابی ہے اور مرزا غلام احمد اس کے خلفاء اور پیروکاروں کے بارے میں عدم احترام اس لیے کہ ہم رسول کریمؐ ان کی ازدواجی مسلمات اور ان کے اصحابؓ کی توہین کرنے والوں کا احترام گناہ سمجھتے ہیں اور خود صاحبِ خلقِ عظیمؐ نے ایسے لوگوں کو اس انداز میں مخاطب کیا، ”من محمد رسول اللہ الیٰ مسلمۃ الکذاب“ لانا فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

پہلا ماہنامہ ترجمان الحدیث و
روزانہ ”الہدیت“ لاہور

مرزا ایتھ اور اس کے معتقدات

قادیانیت ان باطل مذاہب میں سے ہے جن کی تکوین ہی اس خاطر کی گئی ہے کہ مسلم قوتوں کو زک پہنچائی جائے، اسلام کے ڈھانچے میں رخنے پیدا کیے جائیں اور اس کے افکار و نظریات کو نیست کیا جائے، لیکن اس صورت میں کہ کسی کو علم تک نہ ہو، کیونکہ تجربات اور تاریخ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ جب بھی کسی جماعت یا کسی مخالف گروہ نے اسلام کو للکار کر میدان میں مقابلہ کرنے کی جرأت کی تو وہ اس عظیم قوت کو ذرہ بھر بھی گزند نہ پہنچا سکا، بلکہ اس کے مقابلہ میں اسلام اور زیادہ آب و تاب سے چمکا اور اُجاگر ہوا، اور اس کے نام لیا اور زیادہ دلولے اور طنطنے کے ساتھ اس کے شیدائی اور فدائی بن گئے۔ یہود و نصاریٰ اور مکہ کے مشرکوں نے اڑھی چوٹی کا دور لگایا، کہ وہ اسلام کی منزلت امرتبے اوشان کو کم کر دیں، لیکن ان کی رفعتوں، پرشکوہ بلندیوں اور ناقابل شکست عظمتوں کے سامنے ان کا کوئی بس نہ چل سکا اور سوائے محرومیوں کے، داغوں اور ناکامیوں کے دھبوں کے انہیں کچھ حاصل نہ ہوا۔ میدان جنگ میں اگر صلیبیوں نے اس مضبوط چٹان سے ٹکرانے کی کوشش کی تو پوری قوت و طاقت کے باوجود اپنے ہی سر کو زخمی ہونے سے نہ بچا سکے، جس طرح کہ کفار مکہ اور یہود شریب اس کے ابتدائی ایام میں اپنے سر پھوڑ چکے تھے اور اگر کسی نے علمی میدان میں مناظرات و مناقشات کے ذریعہ اس سے پنچہ آزمائی کی کوشش کی تو اس کے نتیجے میں اس کی حسرتوں کا خون ہونے سے نہ رہ سکا اور پھر اعدائے اسلام نے ترغیب و تحریص اور تهدید و تحریف کے حربے بھی آزما کے دیکھ لیے، لیکن نامراد یوں نے تب بھی دامن نہ چھوڑا اور اسلام اپنی پوری تمام تابانیوں کے ساتھ پھلتا پھوٹتا اور پھیلتا ہی چلا گیا، راستے کی رکاوٹیں اور

بیگانوں کی سختیاں اس کی جولانیوں میں مراحم نہ ہو سکیں اور پھر ناامیدیوں نے ڈیرے ڈال دیئے اور وہ اسلام کو زک دینے، سیلاب نور کے سامنے بند باندھنے، سوچ کی روشنی کو ڈھانپنے اور چھپانے سے مایوس ہو گئے۔ جزیرہ عرب کے مشرکوں، مصر و شام اور روم و یونان کے عیسائیوں اور قرظظہ و خیبر کے یہودیوں نے اس کا خوب خوب تجربہ کیا اور پھر اس تجربہ کو اپنے اپنے وقت میں ہندوؤں، بدھ مت کے پیروؤں، آتش پرستوں اور سکھوں نے بھی دہرا کر دیکھا اور سب سے دیکھ لیا کہ یہ وہ چٹان ہے، جسے نہ صرف یہ کہ پاش پاش کرنا ناممکن ہے، بلکہ اسے چھیدنا بھی جوتے شیر لانے سے کم نہیں، ان تلخ و ترش تجربات سے دشمنانِ دین نے یہ سبق حاصل کیا کہ اسلام سے کھلے ہندوں ٹکولینا اپنی موت کو دعوت دینا ہے کہ اس سے مسلمانوں کے جذبات کو انگخت ہوتی ہے اور ان کی غیرت و حمیت کو ٹھیس لگتی ہے، اس لیے انھوں نے طے کیا کہ آئندہ کبھی بھی اسلام اور مسلمانوں کو کھلے میدان میں دعوتِ مبارزت نہ دی جاتے بلکہ ہمیشہ اسے مخفی سازشوں اور پوشیدہ چالوں سے زیر کرنے کی کوشش کی جاتے۔ دھوکے اور منافقت کی تکنیک کو اپنا یا جاتے، اسلام کے نام لیاواں میں سے اسلام ہی کے نام پر اسلام کی بیخ کنی کرنے والے تیار کیے جاتیں، اور اس طرح بتدریج اسلام کے افکار پر چھاپہ مارا جاتے، اس کے نظریات کو نابود کیا جاتے اور اس کی حقیقی تعلیم کو مٹایا جاتے اور بالآخر اس کے وجود کو ختم کر دیا جاتے۔

اسی پلان (PLAN) اور تنظیم کے تحت قادیانیت کا وجود عمل میں لایا گیا چنانچہ پہلے پہل یہ ایک اسلامی فرقے کی حیثیت سے لوگوں کے سامنے نمودار ہوئی، اور بڑی چابک دستی اور ہوشیاری سے اپنے زہریلے افکار و خیالات کا مسلمانوں میں پراچار کرنے لگی کہ عام لوگوں کو اس کی اصلیت کا علم نہ ہو سکا، پھر آہستہ آہستہ اور باقاعدہ ترتیب کے ساتھ کچھ اندون خانہ بانوں کو سامنے لایا گیا اور جب دیکھا کہ

چند ”بے وقوف“ اور کچھ ”غرض مند“ اچھی طرح جال میں پھنس گئے ہیں اور اب ان کے لیے فرار کا کوئی چارہ نہیں رہا تو اچانک اپنے اصلی خدو خال کے ساتھ ظاہر ہو گئی۔ بہت سے لوگ جو اس تحریک کے ساتھ ناواقفیت کی بنا پر وابستگی اختیار کیے ہوئے تھے اور جن کے سینے میں ہنوز ایمان کی کوئی کرن باقی تھی، اس تحریک کو ایک مستقل مذہب کی صورت میں ڈھلتے دیکھ کر اپنی نادانی پر پریشانی کا اظہار کر کے چھوڑ گئے اور بہت سے جاہل ”فریب خوردہ“ اور ”خود غرض“ دین اسلام اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ توڑ کر قادیانیت اور متنبی ہندی رشتہ جوڑ بیٹھے۔

یہیں سے قادیانیوں نے اپنے ولی نعمت انگریز کے اشارے پر ان تمام مراحل کو اپنی تبلیغ اور پراپیگنڈے کی بنیاد بنا لیا، کہ پہلے پہل تو مرزا غلام احمد کو مجد کہیں پھر مسیح اور رسول اللہ اور آخر میں تمام انبیاء سے افضل و برتر نبی، تاکہ عام مسلمانوں کو اپنے فریب کا شکار بنایا جاسکے اور اسلام کے حقائق کو مسخ کیا جاسکے، اس لیے ضرورت تھی کہ ان کے اصل عقائد لوگوں کے سامنے رکھے جائیں، تاکہ ان پر ان کی حقیقت آشکارا ہو۔ چنانچہ ہم ان کے حقیقی معتقدات کو انھیں کی کتابوں اور انہی کی عبارات میں پیش کر رہے ہیں۔ اس سے مسلمانوں کو اور بعض ناواقف قادیانیوں کو مرزائیت کی اصل صورت نظر آسکے گی اور انہیں علم ہو سکے گا کہ یہ لوگ کس قدر چالاک منافق اور مفسد ہیں اور کس طرح یہ بے دریغ جھوٹے بول کر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ باللہ التوفیق۔

بلا استثناء تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ خداوند تعالیٰ ہر قسم کے عیوب و الفعالت بشریہ سے پاک اور منزہ ہے، نہ اسے کسی نے جنم دیا ہے اور نہ اس نے کسی کو جنما ہے اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے۔ اور نہ ہی کوئی اس کے مشابہ ہے وہ تشبیہ و تجسیم سے مبرا ہے، اسی طرح ان کا عقیدہ ہے کہ محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں، رسالتیں ان پر ختم ہو گئیں، وحی ان پر منقطع ہو گئی، ان کی کتاب آخری کتاب، ان کی امت آخری امت اور ان کا دین آخری دین ہے، اور جو کوئی بھی آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے گا، وہ کذاب اور مفتری ہوگا، کیونکہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے:

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مڑوں میں سے کسی باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔

”مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ جِنَابِكُمْ
وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ“

اور باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

آج میں نے مکمل کر دیا تمہارے لیے تمہارا دین (ذاتیں نہیں رکھا کہ او کو بھیج کر اس کی تکمیل کروں) اور تم پر اپنی نعمتوں کو پورا کر دیا اور تمہارا دین اسلام کو پسند کر لیا کہ اب کسی اور دین کی ضرورت نہیں رہی۔

”أَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ
وَأَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ
لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا“

اور ناطق وحی نے فرمایا کہ:

میرھی مثال اور انبیاء کی مثال ایسی جیسی ایک محل کی کہ اسے بڑا خوبصورت بنایا گیا ہو لیکن اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رکھی گئی ہو دیکھنے والے اسے دیکھیں اور اس کی خوبصورتی و سجائے کی توصیف و تعریف کریں، ماسوائے اس جگہ کے کہ جس میں ایک اینٹ لگنا باقی ہے۔ پس میرے ساتھ اس جگہ کو پُر کر دیا گیا اور اب اس محل میں کوئی جگہ باقی نہیں رہی۔ بنا رہے میرے ساتھ مکمل کر دی

”مثلی ومثل الانبياء كمثل
قصر احسن بنيانه ترك
منه موضع لبنة، فطاف
به النظر يتعجبون من
حسن بنيانه الا موضع
تلك اللبنة، ختم بي
البيان وختم بالرسول
وفي رواية فاننا اللبنة“

۱۰ (الاحزاب - ۴۰)

۱۱ (المائدہ - ۳۳)

وانلخاتہ النبیین علیہ

گئی اور رسولوں کی ترسیل مجھ پر ختم کر دی گئی، اور
دوسری روایت میں فرمایا، میں ہی وہ محل کی
آخری اینٹ ہوں اور میں ہی خاتم النبیین ہوں۔

اور آپ کی امت آخری امت ہے کیونکہ آپ نے فرمایا ہے:

”أَنَا الْخِرَاءُ الْآخِرُ وَأَنْتُمْ الْخِرَاءُ الْآخِرُ“
میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔

نیز فرمایا:

میرے بعد کوئی نیا نبی نہیں اور تمہارے بعد
بعد کوئی نئی امت نہیں۔

”وَلَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا أُمَّةَ
بَعْدَكُمُ“

اور ایک روایت میں فرمایا:

میری امت کے بعد کوئی امت نہیں۔

”لَا أُمَّةَ بَعْدَ أُمَّتِي“

اسی طرح امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا عقیدہ ہے کہ جہاد قیامت تک
باقی رہے گا اور یہ عبادات میں سے افضل ترین عبادت اور حسنات میں سے اعلیٰ ترین نیکی
ہے، نیز ان کا عقیدہ ہے کہ دنیا کا کوئی شہر اور کوئی بستی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
مولد مکہ مکرمہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدفن مدینہ منورہ کے ہم پلہ نہیں اور دنیا کی
کوئی مسجد، مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے ہم پایہ نہیں۔ اور نہ ان سے
منزلت و مرتبہ میں بڑھ سکتی ہے۔ یہ تو ہیں مسلمانوں کے عقائد، لیکن قادیانیوں کے عقائد
یہ ہیں:

۱۔ بخاری و سلم۔

۲۔ ابن ماجہ، صحیح ابن خزمیہ، مستدرک حاکم۔

۳۔ مسند احمد۔

۴۔ طبرانی و بیہقی۔

ذاتِ خداوندی مرزائی عقائد کی روشنی سے

اللہ تعالیٰ روزہ رکھتا ہے اور نماز پڑھتا ہے۔ سوتا ہے اور جاگتا ہے۔
لکھتا ہے اور دستخط کرتا ہے۔ یاد رکھتا ہے اور بھول جاتا ہے۔ مجامعت کرتا ہے۔
اور جنتا ہے، اس کا تجزیہ ہو سکتا ہے۔ اُسے تشبیہ دی جاسکتی ہے۔ اور اس کی
تجسیم جائز ہے۔ (العیاذ باللہ)

چنانچہ قادیانی نبی مرزا غلام احمد کہتا ہے، مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے،
”قَالَ لِي اللَّهُ إِنِّي أُصَلِّي وَأُصُومُ وَأَصْحُوا وَأَنَا مَرَّةً“
مجھے اللہ نے کہا کہ میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور روزے بھی رکھتا ہوں، جاگتا بھی
ہوں اور سوتا بھی۔“

یہ ہے مرزائی عقیدہ اور قادیانی نبی کی وحی والہام، مگر وہ کلامِ حق جسے اللہ الحق
نے نبی برحق پر بذریعہ رسول امین نازل کیا وہ یوں ہے:

”اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ“

”اللہ وہ ہے جس کے علاوہ کوئی معبود
برحق نہیں ہے جو وحی اور قیوم ہے۔ جو اونگھتا
ہے اور نہ سوتا ہے۔ آسمان اور زمین جس
کے قبضہ قدرت میں ہیں جس کے سامنے
اس کی اجازت کے بغیر کسی کو سفارش
کرنے کا اختیار حاصل نہیں جس کا علم ہر چیز پر محیط ہے
اور جس کے علم کا کوئی دوسرا احاطہ نہیں کر سکتا۔“

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

۱۱ البشریٰ ج ۱۲، ص ۹۷ مرزائے قادیان کے عمر بنی الہام کا مجموعہ مرتبہ منظور الہی قادیانی۔

۱۲ سورۃ البقرہ۔ آیت الکرسی۔

نہ خدا سوتا ہے، اور نہ ہی سونا اس کے
لیے روا ہے۔

”إِنَّ اللَّهَ لَا يَنَامُ وَلَا يَتَبَوَّأُ
لَهُ أَنْ يَنَامَ لَهُ“

اسی طرح باری تعالیٰ اپنا وصف بیان فرماتے ہوتے کہتے ہیں:
”میں ہر چیز کا علم رکھتا ہوں اور مجھ
سے کوئی شے مخفی نہیں۔“

”قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا“

اور فرمایا:

”خدا وہی ہے جس کے علاوہ کوئی مالک
خالق نہیں جو پوشیدہ اور ظاہر دونوں قسم
کی اشیاء کا علم رکھتا ہے۔“

”هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا
هُوَ عَلَيْهِ الْغَيْبُ وَالشَّهَادَةُ“

اور فرشتوں کی زبانی کہا:

کہ ہم تیرے رب کے علم کے پتھر آسمانوں
سے نہیں اترتے کہ اس کے لیے ہے
جو ہمارے آگے بچھے اور اہل کے درمیان
بچھے اور تیسرا رب بھولنے
والا نہیں۔

”وَمَا نَتَذَرُكَ إِلَّا بِأَمْرٍ رَبِّكَ
لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا
وَمَا بَيْنَ ذَٰلِكَ وَمَا كَانَ
رَبُّكَ نَسِيًّا“

اور زبان موسیٰ علیہ السلام فرمایا:

۱۰ مسلم - ابن ماجہ - دارمی

۱۱ التقریم: ۱۲-

۱۲ الحشر: ۲۲

۱۳ مریم: ۶۴

لَا يَصِلُ رَبِّي وَلَا يَنْسِي لِي
 نہ بہکتا ہے میرا رب اور نہ بھولتا ہے۔“
 لیکن قادیانی اس کے برعکس یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا غلطی بھی کرتا ہے اور
 صواب کو بھی پہنچاتا ہے، اور یہ بدیہی بات ہے کہ غلطی جاہل اور نسیان کے نتیجہ میں
 ہوتی ہے۔ اور اس کے معنی یہ ہوتے کہ پناہ بخدا باری تعالیٰ جاہل، اور
 مبتلا سے نسیان ہے۔

چنانچہ قادیانی کے اپنے عربی الفاظ ہیں:
 قَالَ اللَّهُ إِنِّي مَعَ الرَّسُولِ
 ”خدا نے کہا ہے کہ میں رسول کی بات
 قَبُولُ كَرْتَا هَوِي، غَلَطِي كَرْتَا هَوِي اَوْ صَوَابِي
 قبول کرتا ہوں، غلطی کرتا ہوں اور صواب
 كُو پَهْنِچْتَا هَوِي۔ میں رسول کا احاطہ کیسے
 مَعَ الرَّسُولِ مُحِيطٌ بِه
 ہوتے ہوں۔“

نیز گوہر انشاں ہے:

لا ایک دفعہ میں نے کشف کی حالت میں خدا تعالیٰ کے سامنے بہت
 سے کاغذات رکھے تاکہ وہ ان کی تصدیق کر دے اور ان پر اپنے دستخط
 ثبت کر دے۔ مطلب یہ تھا، کہ یہ سب باتیں جن کے ہونے کے
 لیے میں نے ارادہ کیا ہے ہو جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے سُرخِ
 کی سیاہی سے دستخط کر دیے اور قلم کی نوک پر جو سُرخِ زیادہ تھی
 اس کو جھاڑا اور مٹا جھاڑنے کے اس سُرخِ کے قطرے میرے
 کپڑوں اور عبد اللہ (مرزا قادیانی کا ایک مرید) کے کپڑوں پر

پڑے اور جب حالت کشف ختم ہوئی تو میں نے اپنے اور عبداللہ
 کے کپڑوں کو سُرخی کے قطروں سے تر بہ تر دیکھا اور کوئی چیز
 ایسی ہمارے پاس موجود نہ تھی جس سے اس سُرخی کے گرنے کا کوئی
 احتمال ہوتا، اور وہ یہی سُرخی تھی جو خدا تعالیٰ نے اپنے قلم سے چھاپی
 تھی، اب تک بعض کپڑے میاں عبداللہ کے پاس موجود ہیں، جن
 پر وہ بہت سی سُرخی پڑی تھی۔

ایک اور مقام پر بھی قادیانی اُمت کا آقا و مولیٰ خالق و متعال
 کو، کہ وہ تشبیہ سے بہتر ہے، تیندوے سے مشابہت دیتے ہوئے
 ذات باری سے مذاق کرتا ہے:

”ہم تنجیلی طور پر فرض کر سکتے ہیں، کہ قیوم العالمین ایک ایسا
 وجودِ اعظم ہے جس کے بے شمار ہاتھ، بے شمار پیر، اور ہر ایک
 عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہا
 عرض و طول رکھتا ہے۔ تیندوے کی طرح اس وجودِ اعظم کی
 تاریں بھی ہیں، جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی
 ہیں اور کشش کا کام دے رہی ہیں۔“

اور اس طرح خداوندِ کریم کے اس قول کی تکذیب کی جاتی ہے۔

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ
 البصير۔
 وہی ہے سُننے والا دیکھنے والا۔
 نہیں ہے اس طرح کا سا کوئی، اور

۵۱ (تریاقی القلب ص ۳۳ و حقیقۃ الوحی ص ۲۵۵، مصنفہ مرزا قادیانی)

۵۲ (توضیح الرام ص ۷۵، مصنفہ مرزا غلام احمد)

۵۳ (الشورے: ۱۱)

اور اس سے بھی بڑھ کر قادیانی، کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور تمام اسلامی
ادیان کے بالکل برعکس یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں:
"اللہ مباشرت و مجامعت بھی کرتا ہے، اور وہ اولاد بھی
جتتا ہے۔"

اور اس سے عجیب تر کہ:

"خدا نے ان ہی کے نبی مرزائے غلام سے مباشرت و مجامعت

کی اور پھر نتیجہ پیدا بھی وہی ہوتے، یعنی:

۱- مرزا قادیانی ہی سے جماع کیا گیا،

۲- اور وہی حاملہ ٹھہرے،

۳- اور پھر خود ہی اس حمل کے نتیجہ میں پیدا بھی ہوتے۔"

اب ذرا قادیانیوں ہی کی زبان سے سنئے۔ قاضی یار محمد قادیانی رقمطراز ہے:

"حضرت مسیح موعود (مرزا) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی

کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی، کہ گویا آپ عورت

ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا۔" ۱

اور خود مرزائے قادیان کہتا ہے:

"مریم کی طرح عیسیٰ کی رُوح مجھ میں نفع کی گئی اور استعارہ کے رنگ

میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا۔ اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے

زیادہ نہیں، بذریعہ اس الہام کے مجھے مریم سے عیسیٰ بنا دیا گیا۔ پس

اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔" ۲

۱ "اسلامی قربانی" ص ۳۴۔ مصنفہ قاضی یار محمد قادیانی۔

۲ "کشتی نوح" ص ۴۴۔ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

اور پھر :

واللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں میرا نام ہی وہ مریم رکھا جو عیسیٰ کے ساتھ
حاملہ ہوئی اور میں ہی اس فرمان باری کا مصداق ہوں۔

وَمَرْيَمَ ابْنَةَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَيْنَا فَرْجَهَا قَنَقَنًا فَبَدَّلْنَا مِنْ رُوحِنَا

میرے علاوہ کسی اور نے اس بات کا دعویٰ نہیں کیا۔^۱

اور اسی بناء پر قادیانی یہ عیسیدہ رکھتے ہیں کہ :

”غلام احمد خدا کے بیٹے ہیں، بلکہ عین خدا ہی ہیں۔“

چنانچہ تینبی قادیان کہتے ہیں کہ مجھے خدا نے کہا ہے :

”أَنْتَ مِنْ مَّاءِنَا وَهَبْنَا
تو ہمارے پانی سے ہے اور وہ لوگ

مِنْ نَسْلِیْ۔
بزدلی سے۔“

اور اللہ نے مجھے یہ کہہ کر مخاطب کیا ہے :

إِسْمِعْ يَا دَلْدَلِي۔^۲
سن اے میرے بیٹے۔

اور فرمایا :

”يَا شَمْسُ يَا قَمَرُ أَنْتَ مِثِّي
اے سورج اے چاند! تو مجھ سے

ہے، میں تجھ سے۔“

اور خدا نے فرمایا کہ :

^۱ ایسا احمقانہ دعوے اور کربھی کون سکتا تھا؟

^۲ حاشیہ حقیقۃ الوحی ص ۳۳، مصنفہ مرزا غلام احمد۔

^۳ انجام آختم ص ۵۵، مصنفہ مرزا قادیانی۔

^۴ ”البشری“ جلد ۱ ص ۲۹۔

^۵ ”حقیقۃ الوحی“ ص ۳۳۔

” میں تیری حفاظت کروں گا، خدا تیرے اندر اترا آیا، تو مجھ میں اور تمام مخلوقات میں واسطہ ہے۔“ لہ

اور ایک مقام پر تو یہاں تک کہہ دیتا ہے؛

” میں نے خواب میں دیکھا، کہ میں خدا ہوں، میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں۔“ لہ

اور

”أَنْتَ صِدْقِي بِمَنْزِلَةٍ
بُرُوزِي لِي“

تو مجھ سے ایسا ہی ہے، جیسا کہ میں ہی ظاہر ہو گیا، یعنی تیرا ظہور بعینہ میرا ظہور ہو گیا۔“

یہ ہیں اُخترائے ذوالجلال کے بارہ میں قادیانی عقائد۔

سُبْحَانَكَ وَتَعَالَى عَمَّا
يُصِفُونَ“ لہ

اللہ ان صفات سے منزہ اور پاک ہے جن سے وہ متصف کرتے ہیں۔

در آں حالیکہ باری تعالیٰ نے اپنے کلام میں صراحتاً ان عقائد باطلہ کی تردید

کردی ہے، ارشادِ خداوندی ہے؛

تو کہہ دے کہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے، نہ اس نے کسی کو جنما

”قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ - اللَّهُ الصَّمَدُ

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُن لَّهُ

لہ کتاب البریۃ ص ۴۵۔

لہ مدائینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴، مصنفہ مرزا قاریانی۔

لہ وحی مقدس ص ۵۲۵۔

لہ سورة النعام۔

اور نہ کسی نے جنا، اور جس کے جوڑ کا کوئی
نہیں۔

كُفُّوا اِحْدِيَهُ

اور فرمایا،

تحقیق وہ لوگ کافر ہوتے جنہوں نے
عیسٰی ابن مریم کو خدا کہا۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا اِنَّ
اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ

اور فرمایا،

اے کتاب والو! اپنے دین میں مبالغہ
نہ کرو اور اللہ کے بارے میں سچی بات
کے علاوہ اور کچھ مت کہو، نہیں میں
عیسٰی ابن مریم مگر اللہ کے رسول
اور اس کے کلام جس کو مریم کی طرف
ڈالا اور روح اس کے ہاں کی، سو اللہ
کو مانو اور اس کے رسولوں کو اور یہ نہ کہو، کہ
خدا تین ہیں اس بات کو کہنے سے رک جاؤ
اس میں تمہاری بہتری ہے۔ خدا صرف
ایک ہی ہے، اس کو لائق نہیں کہ اس
کی اولاد ہو، زمینوں اور آسمانوں میں جو کچھ
ہے، اسی کا ہے اور کانی ہے اللہ کا ساز

يَا اَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا
فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ
اِلَّا الْحَقَّ - اِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى
ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَةٌ
اَنْزَلْنَاهَا اِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ
فَاَمْنُوْا بِاللَّهِ وَاسْأَلُوْهُ
لَقَوْلُوْا ثَلَاثَةٌ اِنْتَهُوَ خَيْرٌ
لَّكُمْ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهُ وَّاحِدٌ
سُبْحٰنَهُ اَنْ يَّكُوْنَ لَهُ وَلَدٌ
لَّذٰلِكَ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى
الْاَرْضِ وَكَفَى بِاللّٰهِ وَكِيلًا

۱۴ سورۃ اٰحلص

۱۵ سورۃ المائدہ: ۱۷۸

۱۶ نسا: ۱۷۱

نیز ارشاد فرمایا:

”قَالَتْ اَلَيْهٖمُ عَزِيْرٌ اَبْنُ
اَللّٰهِ وَقَالَتْ النَّصَارَى الْمَسِيْحُ
اَبْنُ اَللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ
يُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
مِنْ قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنۡى
يُؤْفَكُوْنَ ۗ“

یہودیوں نے کہا کہ عزیرؑ اللہ کا بیٹا ہے،
اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیحؑ اللہ کا بیٹا ہے
ان کے اپنے منہ کی باتیں ہیں حقیقت
سے جن کا کوئی تعلق نہیں جیسے پہلے
کافروں کی یس میں کہہ رہے ہیں۔ خدا
کی مار ہو ان پر۔ یہ کہاں بھٹکے پھر رہے

ہیں۔“

ہم بھی قادیانیوں کو ان عقائد پر اس کے سوا کچھ نہیں کہتے:
قاتلہم اللہ انی یؤفکون۔

ختم نبوت

دوسرا بنیادی عقیدہ جو مسلمانوں سے انہیں نکالیا

طور پر الگ امت قرار دیتا ہے، وہ عقیدہ ختم نبوت ہے

مرزائی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ:

نبوت محمدؐ عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ختم نہیں ہوئی، بلکہ آپ کے بعد
بھی جاری ہے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد کا بیٹا اور خلیفہ۔ ثانی
میاں محمود احمد رقمطراز ہے:

”ہمارا یہ بھی یقین ہے کہ اس امت کی اصلاح اور درستی کے لیے
ہر ضرورت کے موقع پر اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء بھیجتا ہے گالہ

۱۷ سورۃ التوبہ: ۲۰۔

۱۸ ”الفضل“ قادیان ۱۲ ۱۹۲۵ء۔

اور :

” اٹھوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ خدا کے خزانے ختم ہو گئے۔ ان کا یہ سمجھنا خدا تعالیٰ کی قدر کو ہی نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے، ورنہ ایک نبی تو کیا میں کتنا ہوں ہزار نبی ہوں گے۔“ ۱۷

نیز اس سے ایک مرتبہ سوال کیا گیا کہ کیا آئندہ بھی نبی آتے رہیں گے تو جواب میں کہا :

” ہاں قیامت تک رسول آتے رہیں گے، اگر یہ خیال ہے کہ دنیا میں خرابی پیدا ہوتی رہے گی تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ رسول بھی آتے رہیں گے۔“ ۱۸

حالانکہ اس کج فہم کو یہ بھی علم نہ ہو سکا کہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام بیماریوں کی نشاندہی فرما کر ان کا علاج تجویز کر دیا ہے، اس لیے اب کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں، کہ وہ آتے اور امراض کی تشخیص و علاج کرے۔ آپ کے اس فرمان گرامی کا بھی یہی معنی ہے :

” كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسْوُمُونَ
الْأَنْبِيَاءَ كُلِّمًا هَلْكَ نَبِيٌّ خَلْفَهُ
نَبِيٌّ آخَرٌ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي
وَسَيَكُونُ الْخُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ“ ۱۹

کہ بنی اسرائیل کی نگہداشت انبیاء کی ذمہ داری تھی، جب بھی ایک نبی شخصت ہوتا، دوسرا اس کی جگہ لے لیتا، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ البتہ میرے نائبین کثرت سے ہوں گے۔“

۱۷۔ الفضل قادیان ۲۱۲ میں ۱۹۲۵ء

۱۸۔ ”انوارِ خلافت“ ص ۶۲ مصنفہ مرزا محمود احمد، ”الفضل“ ۲۷ فروری ۱۹۲۷ء

۱۹۔ بخاری مسلم، ابن ماجہ احمد

یعنی یہ ذمہ داری کہ ہر دور میں اسلام کی نشر و اشاعت اور دین حنیف کی سر بلندی کے لیے کام کیا جائے اور قوم کو ان غلطیوں پر ٹوکا جائے جن پر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک فرمائی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نائبین پر عائد ہوتی ہے، اور آپ کے حقیقی نائبین علماء ہیں جیسا کہ بخاری شریف میں ہے، آپ نے فرمایا:

إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ
الْأَنْبِيَاءِ لَهُ
وَارث ہیں۔

اور رب کریم نے بھی کلام حکیم میں اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

اور کیوں نہ نکلے ہر فرقہ میں سے
ان کا ایک حصہ، تا سمجھ پیدا کریں
دین میں اور تا خبر پہنچا دیں اپنی قوم
کو جب پھر پاویں ان کی طرف،
شاید وہ سمجھتے رہیں۔

فَلَوْلَا نَفَرْنَا مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ
مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي
الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ
إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ
يَحْذَرُونَ

(ترجمہ شاہ عبدالقادر)

اور حقیقت یہ ہے کہ مرزا آبیوں نے اس نظریے کو کہ:

”جب تک فساد باقی ہے نبی کی ضرورت باقی ہے“

صرف مرزا غلام احمد کی نبوت کے اثبات کے لیے فروغ دیا ہے وگرنہ

۱۰ بخاری، ترمذی۔

۱۱ سورۃ توبہ آیت ۱۲۲

وہ کو نسا نسا دے جس کی مرزا غلام احمد نے اصلاح کی ہے، جب کہ وہ خود سرچشمہ نسا اور منبع شر ہے۔

اور یہ نہیں کہ اس عقیدہ کی اختراع مرزا ایوں کے سر ہے خود مرزا غلام احمد کا یہ نظریہ نہ تھا بلکہ وہ بھی یہی کہتا ہے کہ:

”العام خداوندی ہے کہ انبیاء آتے رہیں اور ان کا سلسلہ منقطع نہ ہو۔ اور یہ اللہ کا قانون ہے، جسے تم توڑ نہیں سکتے۔“ ۱۷
اور پھر جب باب نبوت (اگرچہ نبوت کا ذبیہ ہی سہی) کھل گیا تو اس میں سب سے پہلے داخل ہونے والا خود مرزا غلام احمد ہی تھا، اسی لیے مرزائی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد نہ صرف نبی اللہ اور رسول اللہ ہے، بلکہ تمام انبیاء مرسلین سے افضل داعی بھی ہے اور فخر الاولین والآخرین کے لقب سے ملقب بھی ہے۔ چنانچہ خود قادیانی اپنے اوصاف بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

” اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اسی نے میری تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔“ ۱۸

نیز
”سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا اور خدا تعالیٰ بہر حال جب تک طاعون دنیا میں رہے گا، گو ستر سال تک ہے،

۱۷ ملخص از لیکچر سیالکوٹ ص ۲۲۔

۱۸ تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۲۸، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی

قادیان کو اس خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے، اور یہ تمام امتوں کے لیے نشان ہے اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی طرف سے ہوں، اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے..... لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے" ۱۱۱

اور مرزائی جریدے "الفضل" میں تو صاف طور پر لکھ دیا گیا:

"حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) من حیث النبوت ان ہی

۱۱۱ خدا کی قدرت کہ ستر برس تو بڑی بات خود مستنبی قادیان کی زندگی میں ہی قادیان کو طاعون نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ باوجودیکہ ملک کے دوسرے حصے اس وبا سے محفوظ رہے اور اس طرح ریت قدوس نے قادیان کی خانہ ساز نبوت کے تار و پود بکھر کر رکھ دیئے چنانچہ خود غلام احمد اپنے داماد کے نام اس خط میں اس بات کا اعتراف فرما کر کرتا ہے کہ "اس جگہ طاعون سخت تیزی پر ہے، ایک طرف انسان بنجار میں مبتلا ہوتا ہے، اور صرف چند گھنٹوں میں مر جاتا ہے" مکتوب مرزا غلام احمد بنام نواب محمد علی مندرجہ مکتوبات احمدیہ، ج ۵، ص ۱۱۲ اور پھر طاعون صرف قادیان تک محدود ہی نہیں رہی، بلکہ خود مرزا غلام احمد کا گھر بھی اس سے نہ بچ سکا۔ چنانچہ محمد علی کے نام لکھا ہے۔ "بڑی غوثان کو تپ ہو گیا تھا، اس کو گھر سے نکال دیا ہے..... اور ماسٹر محمد دین کو تپ ہو گیا اور گلٹی بھی نکل آئی، اس کو بھی باہر نکال دیا۔ آج ہمارے گھر میں ایک مہمان عورت کو جو دہلی سے آئی تھی، بنجار ہو گیا۔" مکتوبات احمدیہ ج ۵، ص ۱۱۵۔

۱۱۱ "دافع البلاء" ص ۱۱۱ مصنفہ غلام احمد

۱۱۲ "پیشہ معرفت" ص ۱۴۰ لفظ غلام القادیانی

معنوں میں نبی اللہ اور رسول اللہ تھے، جن معنوں میں آیات سے
دیگر انبیاء سابقین مراد لیے جاتے ہیں۔ ۱۱

اور اسی اخبار میں مسلمانوں کے نام ایک اپیل بھی شائع ہوئی :
اے مسلمان کہلانے والو! اگر تم واقعی اسلام کا بول بالا چاہتے
اور باقی دنیا کو اپنی طرف بلا تے ہو تو پہلے خود سچے اسلام کی طرف
آجاؤ جو مسیح موعود (مرزا غلام احمد) میں ہو کر ملتا ہے۔ اسی کے
طفیل آج بڑو تقوا کے کی راہیں کھلتی ہیں، اسی کی پیروی سے انسان
فلاح و نجات کی منزل مقصود پر پہنچ سکتا ہے۔ وہ (غلام) وہی فخر
اولین و آخرین ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمتہ للعالمین بن
کر آیا تھا۔ ۱۲ (نعوذ باللہ من ذلک)

اور مرزا غلام احمد کا بڑا فرزند اور مرزائیوں کا راہنما مرزا بشیر احمد کلمۃ الفضل میں
لکھتا ہے:

”غرضیکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ مسیح موعود (غلام قادیان) اللہ تعالیٰ
کا ایک رسول اور نبی تھا جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی اللہ کے نام
سے پکارا اور وہی نبی تھا جسے خود اللہ تعالیٰ اپنی وحی میں ”یا ایہا النبی“ کے الفاظ
سے مخاطب کیا۔ ۱۳

اور میں نے ایک مستقل مقالہ میں مرزائی تخریروں سے یہ ثابت کیا ہے

۱۱ اخبار الفضل قادیان، مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۱۴ء

۱۲ اخبار الفضل قادیان ۲۶ ستمبر ۱۹۱۴ء

۱۳ کلمۃ الفضل، مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجیوز قادیان، ص ۱۱۴، ج ۱۱۴

کہ مرزائیوں کے نزدیک مرزا غلام احمد تمام انبیاء و رسل بشمول بسرور کو نہیں صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل اعلیٰ ہے۔ یہاں ہم صرف دو حوالوں پر اکتفا کرتے ہیں،
متنبی قادیان بنفسہ لکھتا ہے:

کہ مجھ کو وہ چیسزدی گئی ہے کہ
دنیا و آخرت میں کسی ایک شخص کو
بھی نہیں دی گئی۔

”وَآتَانِي مَا لَمْ يُؤْتِ أَحَدٌ
مِنَ الْعَالَمِينَ“

اور
انبیاؑ گرچہ بودہ اندلسے
آنچہ داواست بر نبی راجام
کم نیم زان ہمہ برتے یقین
من بعرفان نہ کمترم زکسے
داواں جام رامراہتم م
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

نزولِ جبریلؑ
وہ عقائد جو مرزائیوں کو مسلمانوں سے الگ جدا کرتے ہیں، ان میں سے تیسرا عقیدہ مرزا غلام احمد پر جبریل امین علیہ السلام کے نزول کا بھی ہے، کیونکہ تمام مسلمانوں کا بالاتفاق یہ عقیدہ ہے کہ سرور کائنات علیہ السلام کے ملا راعلیٰ کے پاس منتقل ہو جانے کے بعد جبریل امین کسی کے لیے وحی لے کر نازل نہیں ہوتے اور نہ ہوں گے اور مرزائیوں کا دوسرا خلیفہ اور مرزا غلام احمد کا فرزند مرزا محمود کہتا ہے،
”میر می عمر جب نو یادس برس کی تھی، میں اور ایک اور طالب علم ہمارے گھر میں کھیل رہے تھے۔ وہیں ایک الماری میں ایک

۱۷ ”ضمیمہ حقیقۃ الوحی“ ص ۸۷ غلام قادیانی۔
۱۸ ”ورثین“ غلام احمد قادیانی۔

کتاب پڑھی تھی جس پر نیلا جزدان تھا، وہ ہمارے دادا صاحب کے وقت کی تھی۔ نئے نئے ہم پڑھنے لگے تھے، اس کتاب کو جو کھولا تو اس میں لکھا ہوا تھا کہ اب جبریل نازل نہیں ہوتا، میں نے کہا، یہ غلط ہے، میرے آبا پر تو نازل ہوتا ہے، مگر اس لڑکے نے کہا کہ جبریل نہیں آتا، کیونکہ اس کتاب میں لکھا ہے، ہم میں بحث ہو گئی۔ آخر ہم دونوں مرزا صاحب کے پاس گئے، اور دونوں نے اپنا اپنا بیان پیش کیا، آپ نے فرمایا، کتاب میں غلط لکھا ہے، جبریل اب بھی آتا ہے لہ

اور خود مرزا غلام احمد رقمطراز ہے:

”آمد نزد من جبریل علیہ السلام و مرا برگزید و گردش داد انگشت خود مراد اشارہ گردش اتر از دشمنان نگہ خواهد داشت“ لہ

یعنی میرے پاس جبرائیل آیا اور اُس نے مجھے چن لیا اور اپنی انگلی کو گردش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آگیا، پس مبارک وہ جو اس کو پاوے اور دیکھے لہ

اور مرزائی صرف یہی عقیدہ نہیں رکھتے کہ جبریل امین علیہ السلام مرزا غلام احمد پر نازل ہوئے تھے، بلکہ ان کا نظریہ یہ بھی ہے کہ وہ وحی یا کلام ربانی لے کر

لہ ”الفضل“، قادیان، مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۲ء۔

لہ ”مواہب الرحمن“ ص ۴۳، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

لہ ”حقیقۃ الوحی“ ص ۱۰۳، مصنفہ مرزا غلام احمد۔

نازل ہوتے۔ بالکل اسی طرح کی وحی اور اسی طرح کا کلام جس طرح کا سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا کرتا تھا، اس لیے غلامِ قادیان پر نازل شدہ وحی کو ماننا بھی اسی طرح ضروری اور لازمی ہے جس طرح قرآن حکیم کو ماننا ضروری تھا، چنانچہ مرزائی قاضی محمد یوسف قادیانی لکھتا ہے:

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا غلام احمد) اپنی وحی، اپنی جماعت کو سنانے پر مامور ہیں۔ جماعت احمدیہ کو اس وحی اللہ پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا فرض ہے، کیونکہ وحی اللہ اسی غرض کے واسطے سنائی جاتی ہے، ورنہ اس کا سنانا اور پہنچانا ہی بے سود اور لغو فعل ہوگا، جب کہ اس پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا مقصود بالذات نہ ہو۔“

یہ نشان بھی صحتِ اہمیارہ کو حاصل ہے کہ ان کی وحی پر ایمان لایا جاوے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قرآن شریف میں یہی حکم ملا اور ان ہی الفاظ میں ملا اور بعدہ حضرت احمد (مرزا غلام احمد) علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملا۔ پس یہ امر بھی آپ (مرزا غلام احمد) کی نبوت کی دلیل ہے۔“

اور خود غلامِ قادیان کہتا ہے:

”میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں، میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں، جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں، اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل

”النبوة فی الہام“ ص ۲۸، قاضی محمد یوسف قادیانی۔

ہوتا ہے، خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔“ لہ
نیز:

”مجھے اپنی وحی پر ویسا ہی ایمان ہے، جیسا کہ تورات اور انجیل
اور قرآن حکیم پر۔“ لہ

اور مرزائیوں کا نامور مبلغ جلال الدین شمس مرزا غلام احمد کے رنجاری
اقاویل کا ذکر کرنے کے بعد لکھتا ہے:

”ان حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود
علیہ السلام، اپنے الہامات کو کلام الہی قرار دیتے ہیں اور
ان کا مرتبہ بلحاظ کلام الہی ہونے کے ایسا ہی ہے، جیسا کہ
قرآن مجید، تورات اور انجیل کا۔“ لہ

اور چونکہ مرزائی مرزا غلام احمد کے ہفتوات کو کلام الہی کا درجہ
دیتے اور قرآن حکیم کے مماثل قرار دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے انہوں نے اس نظریہ
کو عقائد اساسی میں داخل کر لیا ہے کہ ہر وہ حدیثِ رسولِ ہاشمی علیہ السلام جو
مرزا غلام احمد کے مخالفت ہو مردود اور غیر صحیح ہے، اگر وہ بالذات صحیح ہی کیوں
نہ ہو اور اس کے برعکس اگر کسی موضوع حدیث سے بھی مرزا غلام احمد کے کسی قول
کی تصدیق ہوتی ہو تو وہ حدیث صحیح اور مقبول قرار پائے گی۔ چنانچہ مرزا محمود
گوہر افشاں ہے:

”مسیح موعود (مرزا غلام احمد) سے جو باتیں ہم نے سنی ہیں

لہ ”مستحقۃ الوحی“ ص ۲۱۱ مصنفہ مرزا غلام احمد۔

لہ ”تبلیغ رسالت“ ج ۶، ص ۶۲، مصنفہ غلام احمد

لہ ”تذکرہ صدائے صداقت کا انجام“ ص ۴۹، مصنفہ جلال الدین شمس۔

وہ حدیثِ اُردایت سے معتز ہیں۔ کیونکہ حدیثِ ہم نے آنحضرت کے منہ سے نہیں سنی۔ پس سچی حدیث اور مسیح موعود کا قول مخالف نہیں ہو سکتے۔" لہ

اور انہی کے اخبار "الفضل" کے ۲۹ اپریل ۱۹۱۵ء کے شمارہ میں یہ بھی شائع ہوا، کہ :

"ایک شخص نے نہایت گستاخی اور بے ادبی سے لکھا ہے، کہ احادیث، جنہیں ہم نے اپنے محدود ناقص علم سے صحیح سمجھا ہے، ان کے مقابلہ میں مسیح موعود (غلامِ قادیانی) کی وحی رد کر دینے کے قابل ہے، اس نادان نے اتنا بھی نہیں سوچا، کہ اس طرح تو اسے مسیح موعود کے دعویٰ صادق سے بھی انکار کرنا پڑے گا۔ وہ احادیث جن سے آپ کا دعویٰ ثابت ہوتا ہے... یہ سب محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں، مگر خدا کے مامور نے جب اپنے دعویٰ کا صدق الہامات کے ذریعے پیش گوئیوں اور دیگر نشانات سے ثابت کر دیا تو پھر ہم نے آپ کو عدل و حکم مان لیا اور جس حدیث کو آپ (مرزا غلام احمد) نے صحیح کہا وہ ہم نے صحیح سمجھی اور جسے آپ نے تشابہ قرار دیا اسے ہم نے حکم کے تابع کر لیا اور جس حدیث کے بارے میں فرمایا یہ چھوڑ دینے کے قابل ہے وہ چھوڑ دی، کیونکہ حدیثِ توراویوں کے ذریعے ہم تک پہنچی اور ہم کو معلوم نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درحقیقت

لہ اخبار "الفضل" قادیان مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۱۵ء

کیا فرمایا مگر خدا کا زندہ رسول (غلام قادیانی) جو ہم میں موجود تھا، اس نے خدا سے یقینی علم پا کر اس حق پر اطلاع دی اور جب وہ اتباع کا بل نبوی سے نبی ہوا تو ہم نے مان لیا کہ آپ کے قول و فعل کے خلاف اگر کوئی حدیث بیان کی جائے تو ہم اسے قابل تاویل سمجھیں گے، اس لیے کہ جو باتیں ہم نے مسیح موعود (غلام احمد) سے سنی، وہ اس راوی کی روایت سے زیادہ معتبر ہیں جسے حدیث نبی بتایا جاتا ہے، ۱۱

اور مرزا ایتوں کے دوسرے خلیفہ اور غلام احمد کے فرزند مرزا محمود نے تو قادیان میں خطبہ جمعہ دیتے ہوئے واشکاف الفاظ میں یہاں تک کہہ دیا: ”پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جب کوئی نبی آجاتے تو پہلے نبی کا علم بھی اس کے ذریعہ ملتا ہے، یوں اپنے طور نہیں مل سکتا اور ہر بعد میں آنے والا نبی پہلے نبی کے لیے بمنزلہ سوراخ کے ہوتا ہے۔ پہلے نبی کے آگے دیوار کھینچ دی جاتی ہے اور کچھ نظر نہیں آتا سوائے آنے والے نبی کے ذریعہ دیکھنے کے، یہی وجہ ہے کہ اب کوئی قرآن نہیں سوائے اس قرآن کے جو حضرت مسیح موعود (غلام قادیانی) نے پیش کیا، اور کوئی حدیث نہیں سوائے اس حدیث کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں نظر آتے اور کوئی نبی نہیں سوائے اس کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دکھائی دے۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود اسی ذریعہ سے نظر

آئے گا کہ حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دیکھا جائے، اگر کوئی چاہے کہ آپ سے علیحدہ ہو کر کچھ دیکھ سکے تو اسے کچھ نظر نہ آئے گا ایسی صورت میں اگر کوئی قرآن کو بھی دیکھے گا تو وہ اس کے لیے یَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَالْاِقْرَانُ نَهْوُكَ، بلکہ يُصِلُ مَنْ يَشَاءُ وَالْاِقْرَانُ هُوَ كَا۔

اسی طرح اگر حدیثوں کو اپنے طور پر پڑھیں گے تو وہ مداری کے پٹارے سے زیادہ وقعت نہیں رکھیں گی۔ حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے، حدیثوں کی کتابوں کی مثال تو نداری کے پٹارے کی ہے، جس طرح مداری جو چاہتا ہے اس میں سے نکال لیتا ہے تو اسی طرح ان سے جو چاہوں نکال لوں گے۔

قرآن مجید اور امت مسلمہ

ان مرزائی عقائد کے بیان سے مقصود اس بات کو آشکار کرنا ہے کہ ان کا اور ان کے عقائد کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ بہت سے جدید تعلیم یافتہ حضرات اور بے خبر لوگ حتیٰ کہ بعض مرزائی بھی اس بات سے لاعلم ہیں کہ مرزائی معتقدات اور اسلامی عقائد میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور ان کے درمیان کوئی قدر مشترک نہیں، بہر حال اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ دین اسلام ایک کامل اور مکمل ضابطہ حیات ہے اور قرآن پاک اس ضابطہ حیات اور دین کا اکمل مجموعہ ہے اور جس طرح اسلام کے بعد کسی اور دین کی ضرورت باقی نہیں رہتی اسی طرح قرآن مجید کے بعد کسی اور کتاب کی حاجت نہیں۔ یہ وہ آخری

کتاب ہدایت ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے آسمانوں سے بنی نوح انسان کے لیے نازل کی ہے۔

اس کے برعکس مرزائی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ غلام احمد پر اسی طرح کتاب نازل ہوئی جس طرح ادلی العزم رسولوں پر نازل ہوتی رہی، بلکہ جو کچھ غلام قادیانی پر نازل ہوا وہ اکثر انبیاء پر نازل شدہ کتب اور صحیفوں سے زیادہ ہے، اور ساتھ ہی وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کتاب کی تلاوت اسی طرح ضروری ہے جیسے پہلے آسمانی کتابوں کی تلاوت لازمی اور ضروری تھی اور جس طرح کہ تمام سماوی کتب کے مخصوص نام ہیں مثلاً تورات، زبور، انجیل اور قرآن، اسی طرح غلام قادیانی پر اترنے والی کتاب کا بھی ایک مخصوص نام ہے اور وہ ہے، "کتاب مبین" اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ قرآن قادیانی، قرآن مجید کی طرح ہی آیات پر مشتمل ہے اور اس کے بیس پارے یا اجزاء ہیں، چنانچہ مرزائی پرچہ "الفضل" اسی بارہ ہیں رقمطراز ہے کہ:

"ان دمرزا غلام احمد) کا نزول الیہ من ربہ بہ برکت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم وقرآن شریف اس قدر زیادہ ہے کہ کسی نبی کے ما نزل الیہ سے کم نہیں بلکہ اکثروں سے زیادہ ہوگا۔ لہٰذا اور قاضی محمد یوسف قادیانی لکھتا ہے:

"خدا تعالیٰ نے حضرت احمد علیہ السلام (غلام قادیانی) کے بہیئت مجموعی الہامات کو "الکتاب مبین" فرمایا ہے اور جدا جدا الہامات کو آیات سے موسوم کیا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کو یہ الہام متعذر و نفع ہوا ہے۔ پس آپ کی وحی بھی جدا جدا آیت کہلا سکتی ہے

جب کہ خدا تعالیٰ نے ان کو ایسا نام دیا ہے اور مجموعۃ الہامات کو
الکتاب المبین کہہ سکتے ہیں۔

پس جس شخص یا اشخاص کے نزدیک نبی اور رسول کے
واسطے کتاب لانا ضروری شرط ہے خواہ وہ کتاب شریعت کاملہ
ہو یا کتاب المبشرات والمنذرات ہو تو ان کو واضح ہو کہ ان کی
اس شرط کو بھی خدا نے پورا کر دیا ہے، اور حضرت (غلام قادیانی)
صاحب کے مجموعۃ الہامات کو جو مبشرات اور منذرات ہیں
الکتاب المبین کے نام سے موسوم کیا ہے، پس آپ اس پہلو سے
بھی ثابت ہیں ولو کرہ الکافرون (اگرچہ کافر اسے ناپسند
ہی کریں)۔" لہ

اور خلیفہ قادیانی مرزا محمود نے عید کا خطبہ دیتے ہوئے کہا:
"حقیقی عید ہمارے لیے ہے مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ اس
الہی کلام کو پڑھا جائے اور سمجھا جائے جو حضرت مسیح موعود (غلام
قادیانی) پر اترا بہت کم لوگ ہیں جو اس کلام کو پڑھتے اور اس کا
دردھ پیتے ہیں وہ سر اور لذت جو حضرت مسیح موعود (مرزا) کے الہاموں کو پڑھنے
سے حاصل ہوتی ہے کسی اور کتاب کو پڑھنے سے نہیں ہو سکتی جو ان الہاموں کو
پڑھے گا وہ کبھی مایوسی اور ناامیدی میں نہ گرے گا، مگر جو پڑھتا
نہیں یا پڑھ کر بھول جاتا ہے، خطرہ ہے کہ اس کا یقین اور امید
جاتی رہے۔ وہ مصیبتوں اور تکلیفوں سے گھرا جائے گا، کیونکہ

وہ سرچشمہ امید سے دور ہو گیا پس حقیقی عید سے فائدہ اٹھانے کے لیے ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود (غلام قادیانی) کے الہامات پڑھے " ۱۷

اور خود مرزا قادیانی اپنی وحی کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے :
 " اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے، کہ اگر وہ تمام لکھا جاتے تو بیس جزو سے کم نہیں ہوگا " ۱۸

اور اسی بنا پر مرزائی یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ ان کا ایک الگ اور مستقل دین ہے، اور ان کی شریعت، شریعت مستقلہ ہے۔ نیز غلام احمد کے ساتھی صحابہ کی مانند ہیں اور اس کی امت ایک نئی امت ہے چنانچہ مرزائی اخبار "الفضل" نے ایک بڑا مفصل مقالہ شائع کیا، جس میں تھا کہ :

" اللہ تعالیٰ نے اس آخری صداقت کو قادیان کے ویرانہ میں نمودار کیا اور حضرت مسیح موعود (غلام قادیانی) کو جو فارسی النسل ہیں۔ اس اہم کام کے لیے منتخب فرمایا، اور فرمایا میں تیرے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دوں گا۔ اور حملہ آوروں سے تیری تائید کروں گا اور جو دین تو نے کر آیا ہے اسے تمام دیگر ادیان پر بذریعہ دلائل و براہین غالب کروں گا اور اس کا غلبہ دنیا کے آخر تک قائم رکھوں گا " ۱۹

۱۷ "الفضل" ۳۱ اپریل ۱۹۲۸ء۔

۱۸ "حقیقۃ الوحی" ص ۳۹۱، مصنفہ غلام قادیانی۔

۱۹ "الفضل" ۳۱ فروری ۱۹۳۵ء۔

اور اسی اخبار نے یہ بھی شائع کیا:
 ”پس ہر احمدی کو جس نے احمدیت کی حالت میں حضور (غلام قادیانی)
 کو دیکھا یا حضور نے اسے دیکھا، صحابی کہا جاتے“ ۱۵
 اسی طرح خود مرزا غلام احمد نے اپنے بارہ میں لکھا کہ:
 ”جو میری جماعت میں داخل ہوا وہ درحقیقت سید المرسلینؐ
 کے صحابہ میں داخل ہوا ہے“ ۱۶
 اس پر مرزائی اخبار ”الفضل“ حاشیہ آرائی کرتے ہوئے لکھتا ہے

کہ:

”مرزا غلام احمد کی جماعت حقیقت میں صحابہ کی جماعت ہے،
 جس طرح صحابہ حضور کے فیوض سے مستمتع ہوتے تھے، اسی طرح
 مرزا غلام احمد کی جماعت ان کے فیوض سے مستمتع ہوتی ہے“ ۱۷
 اور مرزا محمود احمد خلیفہ قادیانی نے اپنی جماعت کو ایسے
 افراد کی ملاقات پر انگیختہ کرتے ہوئے کہا:

”پھر حضرت مسیح موعود (غلام قادیانی) کے صحابہ سے ملنا چاہیے
 کئی ایسے ہوں گے جو بچھڑے پرانے کپڑوں میں ہوں گے اور ان کے
 پاس سے کہنی مار کر لوگ گزر جاتے ہوں گے، مگر وہ ان میں
 سے ہیں جن کی تعریف خود اللہ تعالیٰ نے کی، ان سے خاص طور

۱۵ ”الفضل“ ۱۳ ستمبر ۱۹۳۶ء۔

۱۶ ”خطبہ الہامیہ“ ص ۱۷۱، مصنفہ غلام احمد قادیانی۔

۱۷ ”الفضل“ یکم جنوری ۱۹۱۴ء۔

پر ملنا چاہیے۔“ ۱۷

یہی بات امت کی تو خود مرزا غلام احمد اپنی امت کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتا ہے :

”میرمی امت کے دو حصے ہوں گے، ایک وہ جو مسیحیت کا رنگ اختیار کریں گے اور یہ تباہ ہو جائیں گے اور دوسرے وہ جو ہندویت کا رنگ اختیار کریں گے۔“ ۱۸

اور اسی طرح وہ خود بھی اپنی الگ شریعت کا اقرار کرتا ہے :

یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے، جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا۔

اور میرمی وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی، اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

إِن هَذَا لَفِي الصَّحِيفِ الْأُولَىٰ صَحِيفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ -

یعنی قرآنی تعلیم تورات میں بھی موجود ہے۔“ ۱۹

پچھلی سخریات سے اس بات کو تو آپ نے جان ہی لیا ہے کہ اسلام کے بنیادی عقائد اور مرزائی عقائد میں کس قدر اختلاف اور تضاد ہے، اور

۱۷ ”الفضل“، ۸ جنوری ۱۹۳۲ء۔

۱۸ ”قول غلام قادیانی“ منقول از اخبار ”الفضل“ قادیان ۲۶ جنوری ۱۹۱۶ء۔

۱۹ اربعین بمبرم ص ۷۰ مولفہ غلام قادیانی۔

کس طرح مرزائی مسلمانوں سے الگ ایک مستقل اور جدید امت ہیں، جن کی اپنی شریعت، اپنی کتاب، اپنا دین اور خداوند تعالیٰ کے بارہ میں اپنے مخصوص نظریات ہیں، اب ہم ان کے دیگر جداگانہ معتقدات کا تذکرہ کرتے ہیں۔

اس وقت ہم مرزائیوں کے قادیان، یعنی

مکہ مکرمہ و قادیان

اس بستی کے بارہ میں جہاں متنبی قادیانی پیدا ہوا عثمانیہ کا ذکر کرتے ہیں، کہ ان کے نزدیک یہ بستی مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کی مانند بلکہ ان سے بھی افضل ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ اس کی زمین زمینِ حرم ہے۔ اس میں شعائر اللہ ہیں اور وہاں تجلیات و برکاتِ ربانی کا نزول ہوتا ہے اور اس میں ایک ایسا قطعہ زمین بھی ہے جو حقیقۃً جنت کا ٹکڑا ہے اور وہ کہتے ہیں، کہ قادیان میں ایک ایسا منبرہ ہے جہاں خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام پڑھتے ہیں۔ نیز مساجدِ قادیان، مسجدِ نبوی، مسجدِ حرام اور مسجدِ اقصیٰ کا مقابلہ کرتی ہیں، بلکہ یہ خود پورمی کی پورمی بستی ہی مسلمانوں کے قبلہ و کعبہ کی ہمسر ہے۔ چنانچہ ایک دریدہ دہن مرزائی، اخبار "الفضل" میں لکھتا ہے:

”قادیان کیا ہے، وہ خدا کے جلال اور اس کی قدرت کا چمکتا ہوا نشان ہے اور حضرت مسیح موعود (غلام قادیانی) کے فرمودہ کے مطابق خدا کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ قادیان خدا کے مسیح کا مولد، مسکن اور مدفن ہے۔ اس بستی میں وہ مکان ہے جس میں دنیا کی نجات دہندہ، دجال کا قاتل، صلیب کو پاش پاش کرنے والا اور اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنے والا پیدا ہوا، اس میں اس

نے نشوونما پائی اور اسی جگہ اس کی زندگی گزری۔" ۱۷

ایک دوسرا کذاب کہتا ہے:

"قادیان کی بستی خدا کے انوار کے نازل ہونے کی جگہ ہوئی، اس کی گلیوں میں برکت رکھی گئی، اس کے مکانوں میں برکت رکھی گئی، ایک ایک اینٹ آیت اللہ بنائی گئی، اس کی مساجد پر نور، مؤذن کی اذان پر نور، اسلام کے غلبہ کی تصویر شکل منارہ اسی جگہ بنائی گئی جہاں خدا کا مسیح نازل ہوا، اسی منارہ سے وہی لا الہ الا اللہ کی آواز پھر بلند کی گئی جو آج سے تیرہ صدیاں قبل عرب میں بلند کی گئی تھی۔" ۱۸

اور علامہ قادیان کا فرزند اکبر ہرزہ مہرا ہے:

"میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا ہے کہ قادیان کی زمین بابرکت ہے، یہاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں۔" ۱۹

ایک اور دفعہ خطبہ جمعہ دیتے ہوئے کہتا ہے:

"یہ مقام قادیان وہ مقام ہے جس کو خدا تعالیٰ نے تمام دنیا کے لیے ناس کے طور پر بنایا ہے، اور اس کو تمام جہان کے لیے اتم قرار دیا ہے، اور ہر ایک فیض دنیا کے اس مقدس مقام سے

۱۷ اخبار الفضل، ۱۳ دسمبر ۱۹۲۹ء

۱۸ الفضل، یکم جنوری ۱۹۲۹ء

۱۹ تقریر مرزا محمود احمد مندرج اخبار الفضل، ۱۱ دسمبر ۱۹۳۲ء

حاصل ہو سکتا ہے۔ اس لیے یہ مقام خاص اہمیت رکھنے والا
مقام ہے۔ ۱۷

نیز:

”خدا تعالیٰ نے قادیان کو مرکز بنایا ہے، اس لیے خدا تعالیٰ
کے جو فیوض اور برکات یہاں نازل ہوتے ہیں، اور کسی
جگہ نہیں..... حضرت مسیح موعود (غلام قادیانی) نے
فرمایا ہے، جو لوگ قادیان نہیں آتے، مجھے ان کے ایمان کا
خطرہ ہی رہتا ہے۔“ ۱۸

اور مرزائی اخبار ”الفضل“ نے واضح طور پر لکھا کہ وہ مسجد اقصیٰ
جس کی طرف سورہ کائنات علیہ السلام معراج کی رات تشریف لے گئے وہ یہی
مسجد ہے جو کہ قادیان میں ہے، چنانچہ ”الفضل“ کی عبارت ہے، ”سبحان
الذی اسرہی بعبدہ لیلًا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ“ کی
آیت کریم میں مسجد اقصیٰ سے مراد قادیان کی مسجد ہے، جیسے لکھا:
”اس معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام
سے مسجد اقصیٰ تک سیر فرما ہوئے اور وہ مسجد اقصیٰ یہی ہے
جو قادیان میں بجانب مشرق واقع ہے، جو مسیح موعود (مرزا غلام)
کی برکات اور کمالات کی تصویر ہے جو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف سے بطورِ موہبت ہے۔“

۱۷ الفضل ۳۱ جنوری ۱۹۲۵ء۔

۱۸ انوارِ خلافت ص ۱۱۷۔ مجموعہ تقاریر مرزا محمود احمد۔

اور دجالِ قادیانی بذاتِ خود اس مسجد کو بیت الحرام سے تشبیہ دیتے
ہوتے کہتا ہے :

”بیت الفکر سے مراد اس جگہ وہ چو بارہ ہے جس میں یہ عاجز
کتاب کی تالیف کے لیے مشغول رہا اور رہتا ہے اور بیت الذکر
سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چو بارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے
اور آخری فقرہ مذکورہ بالا (ومن دخله کان آمناً) اس مسجد کی صفت
میں بیان فرمایا ہے“

اس لیے قادیان کے ناظرِ اعلیٰ نے اپنے مضمون ”شریکِ ہجرت“

میں لکھا ہے :

اللہ تعالیٰ نے قادیان کی بستی کو اپنے نبی کی زبان پر دارالامان کا
خطاب بخشا ہے، چنانچہ فرمایا ہے : ”ومن دخله کان آمناً“
حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے جو
نیا آسمان اور نئی زمینیں بنانے کا وعدہ فرمایا ہے، قادیان دارالامان
اس نئی دنیا کا تقدیر الہی میں مرکز قرار پا چکا ہے، اس لیے مخلص
احمدیوں کو چاہیے کہ اس کی برکاتِ روحانی و جسمانی سے متمتع
ہونے کے لیے اور اپنی اولاد کو ان میں شریک کرنے کے لیے
قادیان کی طرف خدمتِ دین اور روحانی علاج کی نیت سے ہجرت
کریں۔“

اور پھر یہی وجہ تھی کہ دجا جگہ کے اس گروہ کو یہاں تک جرات

ہوتی کہ انھوں نے کہا :

۱۰ ”براہین احمدیہ“ ۵۵۱، مصنفہ مرزا غلام احمد۔

۱۱ مضمون ناظرِ قادیان، مندرجہ اخبار ”الفضل“، مئی ۱۹۳۱ء

۵ عرب نازاں تھے اگر ارضِ حرم پر، تو ارضِ قادیانِ فخرِ عجم ہے
اور

اے قادیان، اے قادیان
دیتی ہے ہر دم روشنی،
میں قبیلہ و کعبہ کہوں
اے تختِ گاہِ مرلاں،
تیری فضائے نور کو!
جو دیدہ ہائے حور کو!
یا سجدہ گاہِ تدرسیاں!
اے قادیان اے قادیان

اور تبھی تو غلام احمد کے بیٹے اور مرزا ایت کے دوسرے خلیفہ
مرزا محمود نے خطبہ جمعہ دیتے ہوئے کہا:

”یہ مقامِ قادیان (وہ مقام ہے جس کو خدا تعالیٰ نے تمام دنیا
کے لیے نات کے طور پر بنایا ہے اور اس کو تمام جہان کے
لیے ام قرار دیا ہے، اور ہر ایک فیضِ دنیا کو اسی مقام سے حاصل
ہو سکتا ہے“ ۱۳۵

اور ایک بدگوریدہ دہنِ قادیانی غلامِ قادیانی کی قبر کے بارہ
میں یوں ہرزہ سرائی کرتا ہے:

”پھر کیا حال ہے اس شخص کا جو قادیان دارالامان میں آئے اور
وہ قدم چل کر مقبرہ بہشتی میں داخل نہ ہو اس میں وہ
روضہ مظہر ہے، جس میں اس خدا کے برگزیدہ کا جسم مبارک
مدفون ہے، جسے عیاذ باللہ! افضل الرسل نے اپنا سلام بھیجا، اور

۱۳۵ اخبار الفضل، ۲۵ دسمبر ۱۹۳۲ء

۱۳۵ اخبار الفضل، قادیان ۱۸ اگست ۱۹۳۲ء

۱۳۵ خطبہ جمعہ مرزا محمود احمد، مندرجہ اخبار الفضل، قادیان ۲ جنوری ۱۹۲۵ء

جس کی نسبت حضرت خاتم النبیین نے فرمایا، یدفن معی فی قبری اس اعتبار سے مدینہ منورہ کے گنبد خضراء کے الوار کا پورا پورا پر تو اس گنبد بمضار پڑ رہا ہے، اور آپ گویا ان برکات سے حصہ لے سکتے ہیں، جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقد منور سے مخصوص ہیں، کیا ہی بد قسمت ہے وہ شخص جو احمدیت کے حج اکبر میں اس تمتع سے محروم رہے۔

اور ایک دوسرے گستاخ نے تو تمام حدود کو بچاند دیا، "آج تمہارے لیے ابو بکر و عمر سی فضیلت حاصل کرنے کا موقع ہے اور وہ بہشتی مقام موجود ہے جہاں تم وصیت کر کے اپنے پیارے آقا مسیح الموعود (مرزا) کے قدموں میں دفن ہو سکتے ہو، اور چونکہ حدیثوں میں آیا ہے، کہ مسیح موعود رسول کریم کی قبر میں دفن ہوگا، اس لیے تم اس مقبرہ میں دفن ہو کر خود رسول اکرم کے پہلو میں ہو گے اور تمہارے لیے اس خصوصیت میں ابو بکر کے ہم پلہ ہونے کا موقع ہے۔"

اور آخر میں مرزائیت کے دوسرے خلیفہ کی گل افشانی ملاحظہ

کیجئے، وہ حقیقۃ الرویار میں رقمطراز ہے:

"قادیان امم القرآنی ہے، جو اس سے منقطع ہوگا ایسے کا دیا^ط

۱۵ صیفہ تربیت قادیان مشہرہ اخبار "الفضل" ۱۸ دسمبر ۱۹۲۲ء

۱۶ بہشتی مقبرہ کے افسر کا اعلان مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان،

مورخہ ۲ فروری ۱۹۱۵ء

جاتے گا، اس سے ڈر دیکھیں گاٹ دیا جاتے اور ٹکڑے ٹکڑے
 کر دیا جاتے۔ اب مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہو چکا
 ہے، جبکہ قادیان کا دودھ بالکل تازہ ہے۔^۱

اس طرح اس جھوٹے مدعی نبوت کے پیروکاروں نے مکہ اور
 مدینہ کی شان گھٹانے اور ان کی توہین و تحقیر کرنے کی سعی مذمومہ کی۔ اس
 مکہ مکرمہ کی کہ جس کی قسم خود ربّ عرشِ عظیم نے کھائی ہے اور جسے بلدۃ این
 کا لقب دیا ہے، فرمایا:

”لَا أُسْعِبُ بِهَذَا الْبَلَدِ^۲
 اور فرمایا،

”وَهَذَا الْبَلَدِ إِلَّا مَدِينِ^۳
 اور اسے ام القریٰ کے نام سے یاد کیا، فرمایا،

”لَتَنْذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ
 وَمَنْ حَوْلَهَا^۴
 اس کتاب کو ہم نے اس لیے نازل کیا
 ہے کہ آپ بستیوں کی ماں مکہ مکرمہ اور اس کے
 پڑوس کی بستیوں کے باسیوں کو ڈرائیں۔“

اور مکہ وہ شہر مقدس ہے جس میں اللہ نے اس بیتِ عتیق کو بنایا کہ پوری
 دنیا کے مسلمان جس کی جانب رخ کر کے نماز ادا کرتے اور جس کے برکات و فیوض

۱۔ ”حقیقۃ الروایہ“ ص ۲۶

۲۔ سورۃ البلد، آیت ۱

۳۔ سورۃ والتین، آیت ۳

۴۔ سورۃ الانعام، آیت ۹۳، سورۃ شوریٰ، آیت ۷

سے بہرہ ور ہوتے ہیں اور اسے بابرکت کے ساتھ ساتھ محترم بھی قرار فرمایا:

بے شک وہ مکان جو سب سے پہلے لوگوں کی عبادت کے لیے مقرر کیا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے اور جسے برکت دی گئی ہے اور جو پوری دنیا کے لیے راہنما ہے، اس میں اللہ کے کھلے نشان ہیں، (ان میں سے) ایک مقام ابراہیمؑ ہے اور جو اس میں داخل ہو جائے، وہ امن میں ہو جاتا ہے۔

”إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وَّضَعْنَا لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ فِيهِ آيَاتٌ مِّن بَيِّنَاتٍ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَضَعْنَا وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا۔“

اور فرمایا:

”إِنَّمَا أَمْرُهُ أَنِ أَتَىٰ رَبَّهُ هَذِهِ الْبَلَدِ الَّذِي حَرَّمَهَا۔“

مجھ کو یہی حکم ملا ہے کہ میں اس شہر (مکہ مکرمہ) کے رب کی عبادت کیا کروں جس نے اس (مکہ) کو محترم بنایا ہے۔

اور مکہ مکرمہ کی سرزمین وہی ہے جس کے بارہ میں صادق و مصدق

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”سَوَّاهُ اللَّهُ أَنْكَ الْخَيْرِ أَرْضِ

کہ اے مکہ تو بہترین جگہ اور اللہ کی اراضی

میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ

واحِبِ أَرْضِ الْحَىٰ

محبوب سرزمین ہے۔“

اللہ۔

باقی رہا مدینہ منورہ تو یہ وہ مبارک شہر ہے، جسے شہر رسولِ ہاشمی ہونے کا

۱۷ سورۃ آل عمران ۹۶، ۹۷

۱۸ سورۃ نمل، آیت: ۹۱

۱۹ ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، احمد، مستدرک، حاکم، صحیح ابن حبان۔

شرف حاصل ہے۔ جو محیطِ وحی بھی ہے اور منبعِ نور بھی۔ سرورِ کائنات کی ہجرت گاہ بھی ہے اور استراحت گاہ بھی، کہ دنیا کا سب سے زیادہ برگزیدہ انسان اس کی گود میں محو خواب ہے۔ مدینہ وہ بستی ہے جس کا نام اللہ نے طیبہ رکھا، اور اس میں مرنے والے کے لیے رسولِ کریم کو شفاعت کی اجازت بخشی اور اسے وبال اور طاعون کے داخلہ سے مصئون رکھا اور جسے ناطقِ وحی رسولِ کریم نے اسی طرح محترم قرار دیا، جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو محترم قرار دیا تھا، اور دنیا میں یہی ایک مقام ہے جسے اللہ کے نبی نے ایمان کا قلعہ کہا ہو، چنانچہ آپ کے ارشادات ہیں:

اللہ نے مدینہ منورہ کا نام طابہ (پاکیزہ) رکھا ہے۔

”ان الله سمى المدينة طابة“

اور فرمایا:

جو مدینہ میں مر سکے وہ اس میں مرے کہ میں اس میں وفات پانے والے کے لیے قیامت کے دن سفارش کروں گا۔

”من استطاع ان يموت بالمدينة فليمت بها فاني اشفع لمن يموت بها“

اور ارشاد فرمایا:

مدینہ کے دروازوں پر اللہ کے فرشتے مقرر ہیں اس میں جال اور طاعون داخل نہیں ہو سکتے۔

”على النقب المدينة ملائكة لا يدخلها الطاعون ولا الدجال“

بخاری و مسلم۔

ترمذی، ابن ماجہ، صحیح ابن حبان۔

بخاری و مسلم، موطا امام مالک، مسند احمد۔

نیز فرمایا،

”ان ابراہیم حرم مکتہ
دانی احرم ما بین لابیتھا۔ ۱۵
اور ارشاد فرمایا،

”ان الایمان لیأرزالی
المدينة کما تأرزالحیة الی
جحرھا۔ ۱۶

نیز یہ بھی کہہ دیا،

”المدينة قنفی الناس
کما ینفی الخیسیر خبث
الحدید۔ ۱۷

مدینہ لوگوں کو اس طرح چھانٹ دیتا
ہے جس طرح دھو مکئی خراب لوہے
کو خالص لوہے سے الگ کر دیتی ہے۔“

یہ تو ہے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کا اصل مقام اور ان کا حقیقی مرتبہ، لیکن
آج مرزائی اسے جھٹلانے اور کم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اور وہ ان مبارک
اور متبرک مقامات کے مقابلہ میں قادیان کو رکھ کر نہ صرف مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ
کی توہین کا ارتکاب کر رہے ہیں، بلکہ دوسرے لوگوں سے بھی اس بات کے
خواہاں ہیں کہ وہ قادیان ایسی نجس لستی کو بھی مکہ اور مدینہ کے ہم پلہ سمجھ لیں، بلکہ
ان سے بھی فروتر، اور اسی لیے ہی تو ان کے خلیفہ ثانی نے کہا تھا، کہ اب مکہ

۱۵ ترمذی۔

۱۶ بخاری، مسلم، ابن ماجہ، مسند احمد۔

۱۷ بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، موطا امام مالک، مسند احمد، سنن ابی داؤد الطیاس۔

اور مدینہ کی چچاتیوں کا دودھ تو خشک ہو چکا، جب کہ قادیان میں اس کی نہریں جاری ہیں اور ساتھ ہی یہ اعلان بھی کرتا ہے: ”یہاں قادیان، میں کئی ایک شعائر اللہ ہیں، مثلاً یہی علاقہ جس میں جلسہ ہو رہا ہے، اسی طرح شعائر اللہ میں مسجد مبارک، مسجد اقبسی (قادیان)، منارۃ المسیح شامل ہیں۔ ان مقامات میں سیر کے طور پر نہیں بلکہ ان کو شعائر اللہ سمجھ کر جانا چاہیے۔“ ۱۷

حج

وہ عقائد جو مرزائیوں کو امت مسلمہ سے الگ کرتے ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ان کے نزدیک ”حج قادیان کے سالانہ جلسہ میں حاضر ہونے کا نام ہے، چنانچہ مرزا غلام احمد کا بیٹا اور خلیفہ محمود کہتا ہے: ”آج جلسہ کا پہلا دن ہے اور ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے، کیونکہ حج کا مقام ایسے لوگوں کے قبضہ میں ہے جو احمدیوں کو قتل کر دینا بھی جائز سمجھتے ہیں، اس لیے خدا تعالیٰ نے قادیان کو اس کام کے لیے مقرر کیا ہے۔۔۔۔۔ اور اس لیے جیسا حج میں رنٹ فسوق اور جدال منع ہے، ایسا ہی اس جلسہ میں بھی منع ہے۔“ ۱۸

اور ایک دوسرا قادیانی گوہر فتانی کرتا ہے: ”جیسے احمدیت کے بغیر پہلا یعنی حضرت مرزا صاحب کو چھوڑ کر جو اسلام باقی رہ جاتا ہے، وہ خشک اسلام ہے، اس

۱۷ تقریر مرزا محمود خلیفہ قادیانی مندرج اخبار ”الفصل“ ۸۔ جنوری ۱۹۲۳ء

۱۸ برکاتِ خلافت مجموعہ تقاریر مرزا محمود لیسر غلام قادیان۔

طرح اس تظلی جج کو چھوڑ کر مکہ والا جج بھی خشک رہ جاتا ہے، کیونکہ وہاں پر آج کل جج کے مقاصد پورے نہیں ہوتے۔
اور خود غلام قادیانی یوں رقمطراز ہے:

”اس ججگہ (قادیان) نقلی جج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطر کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی“ ۱۷

اور مرزا محمود ہی ایک مرزائی کی زبانی بیان کرتے ہوئے اس کی توثیق

کرتا ہے:

”شیخ یعقوب علی صاحب بھی بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود

(مرزا غلام احمد) نے یہاں (قادیان) آنے کو جج قرار دیا ہے“ ۱۸

اور اسی بنا پر قابلی مرزائی عبداللطیف جسے ارتداد کے جرم میں حکومت پاکستان نے قتل کر دیا تھا، جج کے لیے نہ گیا، کیونکہ مرزا غلام احمد نے جج کی بجائے اسے قادیان میں قیام کا حکم دیا تھا (حوالہ مذکور) اور شاید یہی وجہ ہے کہ خود مرزا غلام احمد نے بھی بیت الحرام کا طواف اور حج نہیں کیا کہ اس کے نزدیک جج کے لیے مکہ معظمہ کا قصد ضروری نہیں، بلکہ قادیان، اس ناپاک لہجے کا قیام ہی کافی ہے جو ایک جھوٹے مدعی نبوت کے باعث دنیا میں سوا ہو کر رہ گئی۔
حاصل کلام اب تک مرزائیت کے جو معتقدات بیان ہوئے ہیں، وہ یہ ہیں:

۱۔ مرزائیوں کا خدا انسانی صفات سے متصف ہے جو روزہ بھی رکھتا ہے اور نماز بھی پڑھتا ہے۔ سوتا بھی ہے، اور جاگتا بھی ہے، غلطی بھی کرتا

۱۷ منقول از ”پیغام صلح“ مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۳۳ء

۱۸ ”سہ مکتبہ کمالات اسلام“ ص ۲۵۲ مصنفہ مرزا غلام احمد

۱۹ تقریر مرزا محمود احمد مندرج اخبار ”الفضل“ قادیان، ۵ جنوری ۱۹۳۳ء

ہے اور نہیں بھی کرتا، لکھتا بھی ہے اور اپنے دستخط بھی کرتا ہے۔ صحبت
(ہم بستری) بھی کرتا ہے اور اس کے نتیجے میں جنم بھی ہے۔

۲۔ انبیاء و رسول قیامت تک دنیا میں آتے رہیں گے۔

۳۔ مرزا غلام احمد قادیانی اللہ کا نبی اور رسول ہے۔

۴۔ نہ صرف یہ بلکہ غلام قادیانی سرور کائنات (فداہ ابی داعی) سمیت تمام
انبیاء اور رسولوں سے افضل بھی ہے۔

۵۔ اس پر وحی نازل ہوتی ہے۔

۶۔ وحی لانے والا فرشتہ وہی جبریل امین ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ
وسلم پر نازل ہوا کرتا تھا۔

۷۔ مرزائیوں کا ایک مستقل دین اور ان کی ایک مستقل شریعت ہے جس کا دوسرے
ادیان اور شریعتوں سے کوئی تعلق نہیں اور مرزائیت ایک مستقل امت ہے۔ مرزا
غلام احمد قادیانی کی امت۔

۸۔ مرزائیوں کا ایک الگ قرآن ہے، جو مرتبہ و مقام میں قرآن حکیم ایسا ہی ہے
اور اس کے بیس پارے ہیں اور یہ پارے اسی طرح آیات پر منقسم ہیں، جس
طرح قرآن مجید کے پارے اور اس قرآن کا نام "کتاب مبین" ہے اور
اس کی آیات یہ ہیں:

”إِنَّ اللَّهَ يَنْزِلُ فِي الْقَادِيَانِ“

اللہ قادیان میں اترے گا۔

اور:

”لِحَمْدِكَ اللَّهُ فِي عَرْشِهِ“

اور خدا عرش پر سے تیری تعریف

کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔

ریشی الیک یہ

۱۰۔ ”انجام الختم“ ص ۵۵ مصنفہ مرزا غلام احمد

۱۱۔ حوالہ کے لیے دیکھیے مرزا غلام احمد قادیان کے الہامات کا مجموعہ ”البشری“ ص ۵۶۔

اور بابوالہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پاتے مگر اللہ تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے۔ تجھ میں حیض نہیں، بلکہ وہ بچہ ہو گیا، ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ کے ہے۔

۹۔ قادیان شان و منزلت میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ ایسی ہے بلکہ مکہ مدینہ سے بھی افضل ہے۔

۱۰۔ اور حج قادیان کے سالانہ جلسہ میں شرکت کا نام ہے۔

یہ مرزائیوں کے دس عقیدے ہیں جو پچھلے صفحات میں تفصیل کے ساتھ ان کی کتابوں کے حوالوں کے ساتھ گزر چکے ہیں۔ اب ذرا ان احکامات پر ایک نگاہ ڈالتے چلیے جو انگریزوں کے ساختہ و پروردہ متنبی پر اس کے خدا انگریز بہادر کی جانب سے نازل ہوتے تھے کہ ان کے ذریعہ مسلمانوں کی قوت کو توڑا اور برصغیر میں استعمار کے قبضہ کو مضبوط کیا جاسکے۔

ہمہاد

برصغیر میں انگریزی استعمار سے زیادہ مسلمانوں کے عقیدہ ہمہاد سے خوفزدہ تھا، استعماری طاقتیں سمجھتی تھیں کہ جب تک مسلمان جہاد کے عقیدہ پر قائم ہیں اس وقت تک ان پر مکمل طور پر تسلط حاصل نہیں کیا جاسکتا اور پھر یورپ اور مشرقِ اوسط کی صلیبی جنگوں کے زخم ابھی تک ان کی راتوں کی نیند حرام کیے ہوئے تھے، اسی لیے انھوں نے سب سے پہلے جس چیز پر توجہ دی وہ مسلمانوں کے اندر سے اسی عقیدہ جہاد کی بیخ کنی کی سازشیں تھیں،

۱۔ تمہ حقیتہ اللوحی ص ۱۲۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی

اور غلام قادیانی کی نبوت بھی اسی سازش کے سلسلہ کی ہی ایک کڑی تھی، چنانچہ
مرزا غلام احمد پر سب سے پہلی وحی جو نازل ہوئی وہ یہی تھی کہ اب جہاد کی کوئی
ضرورت باقی نہیں رہی۔ چنانچہ مرزا غلام احمد لکھتا ہے :

”اللہ تعالیٰ نے بتدریج جہاد کی شدت کو کم کر دیا ہے، چنانچہ
موسے علیہ السلام کے زمانہ میں بچوں کو بھی قتل کر دیا جاتا تھا۔
اور آنحضرت کے زمانہ میں بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کا قتل
ممنوع قرار پایا اور اب میرے زمانہ میں جہاد کو قطعی طور پر منسوخ
کر دیا گیا ہے۔“ ۱۵

اور :
”آج کے بعد تلوار کے ساتھ جہاد کو ختم کر دیا گیا ہے، چنانچہ
آج کے بعد کوئی جہاد نہیں۔ یہی نہیں جو کوئی اب کفار پر ہتھیار
اٹھاتے گا اور اپنے آپ کو غازی کہلاتے گا، وہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کا مخالف قرار پائے گا جنہوں نے آج سے تیرہ سو سال
پہلے اعلان کر دیا تھا کہ مسیح موعود کے زمانہ میں جہاد منسوخ ہو جائے
گا (قطعی جھوٹ جس کی کوئی دلیل نہیں) پس میں مسیح موعود ہوں اور
میرے ظہور کے بعد اب کوئی جہاد نہیں، ہم نے صلح اور امن کا پرچم
لہرا دیا ہے۔“ ۱۶

اور مرزائی پرچے ریویو آف ریلیجز کے مدیر محمد علی نے ایک مرتبہ
انگریزی حکومت کے سامنے اپنی پشتینی وفاداری کا یوں تذکرہ کیا :
”گورنمنٹ کا یہ اپنا فرض ہے کہ اس فرقہ احمدیہ کی نسبت تدبیر

۱۵ اربعین نمبر، ص ۱۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی

۱۶ اربعین ص ۴۷۔

سے زمین کے اندرونی حالات دریافت کرے ہمارے امام
(غلام قادر یانی) نے ایک بڑا حصہ عمر کا جو ۲۲ برس ہیں۔ اس تعلیم
میں گزارا ہے کہ جہاد حرام اور قطعاً حرام ہے، یہاں تک کہ بہت
سی عربی کتابیں بھی مضمون ممانعت جہاد لکھ کر ان کو بلا د اسلام،
عرب، شام، کابل وغیرہ میں تقسیم کیا ہے، جن سے گورنمنٹ بے خبر
نہیں ہے۔ ۱۷

اور خود مرزا غلام احمد قادیانی برطانوی استعمار کے حضور اپنی خدمات کا ذکر
کرتے ہوئے کہتا ہے :

”یہ وہ فرقہ ہے جو فرقہ احمدیہ کے نام سے مشہور ہے اور پنجاب اور
ہندوستان اور دیگر متفرق مقامات میں پھیلا ہوا ہے۔ یہی وہ فرقہ
ہے جو دن رات کوشش کر رہا ہے، کہ مسلمانوں کے خیالات میں
سے جہاد کی بیوہ رسم کو اٹھادے، چنانچہ اب تک ساٹھ کے قریب
میں نے ایسی کتابیں عربی، فارسی، اردو اور انگریزی میں تالیف کر کے
شائع کی ہیں، جن کا یہی مقصد ہے کہ یہ غلط خیالات مسلمانوں کے
دلوں سے دور ہو جائیں، اس قوم میں یہ خرابی اکثر نادان مولویوں
نے ڈال رکھی ہے، لیکن اگر خدا نے چاہا تو امید رکھتا ہوں کہ عشقِ قریب
اس کی اصلاح ہو جائے گی۔“ ۱۸

جہاد جسے انگریز کا خود کاشتہ پودا بیوہ قرار دے رہا ہے وہی عقیدہ مبارکہ
ہے جس کے بارہ میں رسول کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

۱۷ ریویو آف ریویجز ۱۹۰۲ء جلد نمبر ۲۔

۱۸ عرضیہ غلام احمد قادیانی، جسٹس حکومت انگریز مندرجہ مرزائی رسالہ

۱۹ ریویو آف ریویجز بابت ۱۹۰۲ء جلد نمبر ۲۔

الجہاد افضل الاعمال لہ

جہاد سب سے افضل عمل ہے۔“

اور:

”افضل الناس مومن يجاهد
بنفسه وماله في سبيل الله۔“

لوگوں میں سب سے بہترین وہ مومن ہے
جو اپنی جان و مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔“

نیز:

”ان في الجنة مائة درجة
اعدها الله للمجاهدين في سبيله۔“

کہ جنت میں سو درجے ہیں جن سب کو اللہ
نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لیے
تیار کیا ہے۔“

اور مجاہدوں کے سردار اور جنگوں میں ان کے سالار رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا ہے:

”لغدوة في سبيل الله اذروحة
خير من الدنيا وما فيها۔“

اللہ کی راہ میں صبح و شام جہاد کے لیے
نکلنا دین اور دنیا کی تمام نعمتوں سے بہتر ہے۔“

نیز فرمایا:

”ما اغبرت قدما عبد في
سبيل الله فتمسه النار۔“

کسی کے بھی قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود
نہیں ہوتے مگر اس پر جہنم کی آگ حرام
ہو جاتی ہے۔“

۱۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، مسند دارمی، مسند احمد

۲۔ بخاری، ترمذی، نسائی، سنن دارمی، مسند احمد

۳۔ بخاری، مسلم، نسائی، مسند احمد

۴۔ ترمذی، مسلم، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد، مسند ابی داؤد، طیالسی، دارمی اور بخاری، مسلم

۵۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، مسند احمد، ابی داؤد، طیالسی۔

یہ ہے جو نبی اسلام، محمد اکرم، سرورِ عالم، رسولِ اعظم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب کی ہدایات کے مطابق فرمایا، کہ ارشادِ ربِّ عظیم ہے:

”وقاتلوہم حتی لا یتکون
فتنة ویکون الدین لله۔ لہ
اور کافروں سے جنگ کرو، حتیٰ کہ
شُرک و کفر کا فتنہ مٹ جائے اور دین
اللہ کا ہی پھیل جائے۔“

اور فرمایا:

”فلیقاتل فی سبیل اللہ الذین
یشرون الحیوة الدنیا وبالآخرۃ
ومن یقاتل فی سبیل اللہ فیقتل
او یغلب فسوف نؤتیه اجرا عظیماً لہ
چاہیے کہ وہ لوگ جو دنیوی زندگی کے
بدلے آخرت کے طلبگار ہیں، اللہ کی
راہ میں جہاد کریں اور جو شخص اللہ کی راہ میں
لڑتا ہے پس چاہیے وہ مارا جائے یا غالب
ہم اس کو اجرِ عظیم عطا فرمائیں گے۔“

اور اس کے مقابلہ میں وہ ہے جو انگریزی نبی نے اپنے آقا یانِ ولی نعمت کے
اشارہ پر کہا، لکھا اور پھیلا یا۔

انگریزی کی وفاداری

دوسرا حکم جو غلام احمد قادیانی نے اپنے متبعین کو دیا، وہ انگریزی کی وفاداری اور
اطاعت کبھی تھی، اس موضوع پر اگرچہ ہمارے دوسرے مقالات میں کافی مواد جمع
کر دیا گیا ہے۔ پھر بھی مختصر طور پر ہم چند ایک باتوں کا ذکر کیے دیتے ہیں۔ پہلی بات

۱۹۳۱ء سورۃ بقرہ آیت ۱۹۳

۷۲ سورۃ نساء آیت ۷۲

تو یہ ہے کہ انگریز کی اطاعت اور فاداری مرزائیت کے ہاں ایک اصنافی اور معمولی مسئلہ نہیں، بلکہ اصولی اور بنیادی مسئلہ ہے اسی لیے مرزا غلام احمد قادیان نے اسے اپنی بیعت کی شرطوں میں سے ایک شرط قرار دیا ہے اور یہ مسئلہ امر ہے، کہ بیعت میں ان امور کی شرط لگائی جاتی ہے، جو اساسی ہوں۔ چنانچہ خود مرزا غلام احمد نے اس شرائط کو اپنا دستور العمل قرار دیا ہے، وہ لکھتا ہے :

”جو ہدایتیں اس فرقہ کے لیے ہیں نے مرتب کی ہیں، جن کو میں نے ہاتھ سے لکھ کر اور چھاپ کر ہر ایک مرید کو دیا ہے کہ ان کو اپنا دستور العمل رکھے، میرے اس رسالہ میں مندرج ہیں، جو ۱۲۔ جنوری ۱۸۸۹ء میں چھپ کر عام مریدوں میں شائع ہوا ہے۔ جس کا نام تکمیل تبلیغ مع شرائط بیعت ہے، جس کی ایک کاپی اس زمانہ میں گورنمنٹ میں بھی بھیجی گئی، ان ہدایتوں کو پڑھ کر اور ایسا ہی دوسری ہدایتوں کو دیکھ کر جو وقتاً فوقتاً چھپ کر مریدوں میں شائع ہوتی ہیں۔ گورنمنٹ کو معلوم ہوگا۔ اسارا کام ہی گورنمنٹ کی خوشنودی اور رضا ہوتی کے لیے اس کے حکم پر ہے، تبھی تو ہر بات گورنمنٹ انگریزی کے نوٹس میں لائی جاتی ہے۔ کہ امن بخش اصولوں کی اس جماعت کو تعلیم دی جاتی ہے۔۔۔ اور کس طرح بار بار ان کو تاکیدیں کی گئی ہیں کہ وہ

گورنمنٹ برطانیہ کے سچے خیر خواہ اور مطیع رہیں۔۔۔

اور وہ شرائط بیعت کیا ہیں، مرزا غلام احمد خود جواب دیتا ہے۔
اس تمام تقریر سے جس کے ساتھ میں نے اپنی سترہ سالہ مسلسل تقریروں

۷ درخواست بحضور لفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ سنبانہ خاکسار غلام احمد قادیان، مندرجہ

تبلیغ رسالت جلد ۷، ص ۱۶

سے ثبوت پیش کیے ہیں، صاف ظاہر ہے کہ میں سرکار انگریزی کا بدل و جان خیر خواہ ہوں اور میں ایک شخص امن دوست ہوں اور اطاعت گورنمنٹ اور ہمدومی بندگانِ خدا کی میرا اصول ہے اور یہ وہ اصول ہے جو میرے مریدوں کی شرائط بیعت میں داخل ہے۔ چنانچہ پرچہ شرائط بیعت جو ہمیشہ مریدوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس کی دفعہ چہارم میں ان ہی باتوں کی تصریح ہے۔ ۱۷

اور مرزائیت کا دوسرا خلیفہ اور غلامِ قادریانی کا فرزند اس کی توثیق کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہے:

” ایک خاص امر کو اس جگہ ضرور بیان کر دینا چاہتا ہوں، اور وہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادریانی) کا اپنی بیعت کی شرائط میں وفاداری حکومت کا شامل کرنا ہے (آپ نے) لکھا کہ جو شخص اپنی گورنمنٹ کی فرمانبرداری نہیں کرتا اور کسی طرح بھی اپنے حکام کے خلاف شورش کرتا اور ان کے احکام کے نفاذ میں روٹے اٹکتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں۔“

یہ سبق آپ نے جماعت کو ایسا پڑھایا کہ ہر موقع پر جماعت احمدیہ نے گورنمنٹ ہند کی فرمانبرداری کا اظہار کیا ہے اور کبھی خفیہ سے خفیہ شورش میں بھی حصہ نہیں لیا۔ ۱۸

۱۷ ضمیمہ کتاب البریہ ص ۹، مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی۔

۱۸ تحفۃ الملوک، ص ۱۲۴، مصنفہ مرزا محمود احمد۔

مسلمان اور مرزائی

ان عقائدِ فاسدہ اور احکاماتِ خبیثہ کے ساتھ ایک اور عقیدہ کا اضافہ کر لیجئے جس کے ذکر پر ہم اس بحث کو ختم کرتے ہیں اور وہ ہے کہ مرزائیوں کے نزدیک وہ شخص جو مرزا غلام احمد متنبی قادیان پر ایمان نہیں رکھتا اور اس کے ان جھوٹے عقائد و احکامات کو نہیں مانتا وہ کافر ہے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہے گا، چنانچہ مرزا محمود لکھتا ہے:

”کل جو مسلمان حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرۃ اسلام سے خارج ہیں“ ۱۷

اور مرزا غلام احمد کا دوسرا بیٹا مرزا بشیر احمد یوں ہرزہ سہرا ہے:

”ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا، یا محمد کو مانتا ہے، مگر مسیح موعود (غلام قادیانی) کو نہیں مانتا، وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرۃ اسلام سے خارج ہے“ ۱۸

اور خود متنبی قادیان کہتا ہے:

”خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے وہ

۱۷ ”آئینہ صداقت“ ص ۳۵، مصنفہ مرزا محمود احمد قادیانی۔

۱۸ حکیمۃ الفصل، مصنفہ مرزا بشیر احمد، مندرج رسالہ ریویوریلیٹیجز ص ۱۱۰ نمبر ۳ ج ۱۲

مسلمان نہیں ہے۔“ لہ

اور اپنے الہام کا ذکر کرتا ہے؛

”جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف ہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔“

اور آخر میں ہم مرزا محمود خلیفہ قادیانیت کی ایک عبارت نقل کرتے ہوئے

پوری امت مرزائیہ سے سوال کرتے ہیں کہ اس کے باوجود بھی انہیں اپنے مسلمان ہونے اور الگ امت نہ ہونے پر اصرار کیوں ہے؟

”حضرت مسیح موعود (غلام احمد) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے

کانوں میں گونج رہے ہیں، آپ نے فرمایا، یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں

سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے۔

آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن

نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ۔ غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک

چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔“ لہ

کیا اس کے بعد اس میں کوئی شبہ باقی رہ جاتا ہے کہ مرزائی ایک الگ

دین کے پیروکار اور ایک الگ شخص کی امت ہیں جن کا کم از کم اسلام اور مسلمانوں

سے کوئی تعلق نہیں اور اس مضمون میں ہم دلائل و شواہد سے اس کا ثبوت فراہم

کر چکے ہیں، اور خود مرزائی تحریروں کی روشنی میں وہ بالکل التوفیق۔

لہ منقول از اخبار الفضل، مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء

لہ الہام غلام قادیان مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۹ ص ۲۷

لہ خطبہ جمعہ مرزا محمود احمد مندرجہ اخبار الفضل قادیان، ۳ جولائی ۱۹۳۱ء

اسلام اور مرزائیت

حدیث شریف میں آیا ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،
 ”سیکون فی امتی کذا ابون ثلاثون
 کلام یزعم انه نبی اللہ وانما خاتم النبیین لا
 نبی بعدی و فی روایتہ لا تقوم السماحتہ
 یخرج ثلاثون رجالون کلام یزعمون انه رسول
 اللہ وانما خاتم النبیین لا نبی بعدی۔“
 یعنی میری امت میں تیس جھوٹے
 اور دجال ایسے پیدا ہوں گے جو نبوت
 رسالت کا دعوائے کریں گے، حالانکہ
 میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد
 کوئی نبی نہیں۔“

یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد میں موجود ہے، اسی لیے تمام مسلمانوں کا یہ
 عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو بھی نبوت و رسالت کا دعویٰ
 کرے گا وہ کذاب اور دجال ہوگا اور اس کے پیروکار دجال اور کذاب کے
 پیروکار ہوں گے اور ان کے اس عقیدہ کی بنیاد اس گراں قدر ہستی کے فرمان
 پر ہے جن کے متعلقہ اصدق القائلین کا ارشاد ہے:

”وما ینطق عن الہوی ان
 هو الا وحی یوحی۔“
 کہ محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرضی
 خواہش سے نہیں بولتے، بلکہ ان کے
 فرمودات وحی الہی کے تابع ہوتے ہیں۔“

بدین وجہ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے،
 ”فمن رحمۃ اللہ تعالیٰ بالعباد ارسال محمد
 صلی اللہ علیہ وسلم الیہم لعمن تشفیۃ لہم
 ختم الانبیاء والمرسلین واکمال
 یعنی اللہ تعالیٰ نے محمد اکرم صلی اللہ علیہ
 وسلم کو مبعوث کرنے کے اور ان پر نبوتوں اور
 رسالتوں کا خاتمہ کر کے ان پر دین حنیف

الدین الحقیف له وقد اخیبر
 اللہ تبارک و تعالیٰ فی کتابہ و
 رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی
 السنۃ المتواترۃ عندنا نہ لابی بعدہ
 لیعلموا ان کل من ادعی ہذا
 المقام بعدہ، ہو کذاب، دجال
 ضال، مضل، ولو تحرق و شخبذ
 واتی بانواع السحر و الطلاسم
 و النیرنجات فکلفها ضلال
 عند اولی الاکاب کہا اجری
 اللہ سبحانہ و تعالیٰ علی ید
 الاسود العنسی بالیمن و
 مسیلمۃ الکذاب بالیمامۃ
 من الاحوال الفاسدہ و الاقوال
 الباردۃ فعلم کل ذی لب و
 فہم و جمعی انہما کاذبان
 لغنہما اللہ و کذا لکل
 مدع لذلک الی یوم القیامۃ
 فکل واحد من ہولاء الذنابین یخلق اللہ
 تعالیٰ معہم لامر ما یشہد العلماء و المؤمنون
 یکنون من جاء بها۔

کو مکمل کر کے لوگوں پر احسان عظیم کیا ہے
 اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس
 قرآن حکیم میں اور رسول کریم نے اپنی حدیث
 کو پہنچی ہوئی احادیث میں یہ اس لیے
 بیان فرمادیا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی
 نہیں ہوگا، تاکہ لوگ جان لیں کہ جو بھی
 آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے گا، وہ
 جھوٹا، مفتری، دجال گمراہ اور گمراہ کن ہوگا
 اگرچہ جاوگری شجہہ بازی اور باہت کی صفائی
 کے کتنے ہی کرتب کیوں نہ دکھلاوے،
 جس طرح کہ یمن کے اسود عنسی اور یمامہ
 کے مسیلمہ کذاب نے دکھلائے تھے، کہ ان
 دونوں کی بازیگری اور چالاکی کے باوجود
 عقل سلیم اور قلب صحیح رکھنے والا جان
 گیا تھا کہ یہ دونوں ملعون، کذاب اور
 مفتری ہیں اور بعینہ قیامت تک اس قسم کا
 دعویٰ کرنے والے جھوٹے اور ملعون ہوں گے
 اور اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے ساتھ ایسے احوال
 امور کو بھی پیدا فرماتے رہیں گے جنہیں دیکھ کر
 علماء اور مومن ان کے جھوٹے اور کذاب
 ہونے کی گواہی دیتے رہیں گے۔

اور یہی وجہ تھی کہ خاتم النبیین رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد جب مسیلمہ اور اسود غنسی نے نبوت کا دعوے کیا تو صدیق اکبر نے لمحہ بھر کے لیے بھی ان کے دجل و فریب اور کذب و افترا میں شبہ نہ کرتے ہوئے حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک لشکر جرار مسیلمہ کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا اور حضرت مہاجر بن ابی امیہ کی قیادت میں یمن کی طرف اسود غنسی اور ان کے پیروکاروں کی گوشمالی کے لیے فوج روانہ کی۔ اور پرانی روایات کے بالکل برعکس انہیں حکم دیا کہ رسول اللہ کے بعد کسی اور کی نبوت تسلیم کر لینے والوں کے گھروں کو تباہ دیا جائے۔ ان کے پھلدار درخت جڑ سے اکھاڑ دیے جائیں ان کے کھیت تاخت و تاراج کر دیے جائیں، ان کی عورتوں کو لونڈیاں اور ان کے بچوں کو غلام بنا دیا جائے اور ان سے کسی قسم کی رعایت نہ برتی جائے۔

لیکن آج ہمارے پاس نہ عزیمت صدیق ہے اور نہ ذرۃ فاروق، اور نہ سیف خالد ہے اور نہ شجاعت عکرمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین، کہ ہم ایسے لوگوں کے خلاف علم جہاد بلند کر سکیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلین کا انکار کر کے کسی دجال اور کذاب کی جھوٹی و جعلی نبوت و رسالت کو اصلی اور حقیقی بنانے پر تلے ہوتے ہیں۔ ہم ایسے جعل ساز متنبی کو آج صرف یہی کہہ سکتے ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "سیکون فی امتی کذابون ثلاثون" یا "یخرج ثلاثون دجالون" کہ وہ کذاب اور دجال ہے۔

یا ہم مرزا غلام احمد قادیانی کی زبان میں کہہ سکتے ہیں:

۱۔ حوالہ کے لیے دیکھیے "البدایہ والنہایہ" الکامل لابن اثیر، تاریخ الامم للبطبری وغیرہ

”میں ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن و حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے ”مدعی نبوت و رسالت کو کاذب و کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صلی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی“ لے اور اسی طرح جس طرح ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعواتے نبوت کرنے والے کو حسب قول رسول دجال اور کذاب اور لقبول مرزا قادیانی کافر و کاذب جانتے ہیں، اسی طرح ایسے کذاب و دجال اور کافر کو نبی سمجھنے والوں کو بھی دجال اور کذاب اور کافر کے پیروکار سمجھتے ہوئے کافر مانتے ہیں۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے اور عقیدے کے بارہ میں کسی قسم کی مفاہمت، مداخلت اور سو سے بازی نہیں ہو سکتی۔ ہاں ہم یہ بات ضرور کہتے ہیں کہ ملکی مفاد کی خاطر کوئی ایسا اقدام نہیں کرنا چاہیے جس سے کسی کی دل آزاری ہو۔

لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے کہ کسی غیر مسلم کو غیر مسلم کہنا کسی کی دل آزاری کا باعث نہیں ہو سکتا۔ اگر پاکستان میں بسنے والے عیسائیوں، یہودیوں، پارسیوں، ہندوؤں، بدھسٹوں اور جینیوں کو بہاؤ کو غیر مسلم کہا جاسکتا ہے اور انہیں غیر مسلم کہنے سے کوئی فرقہ واریت لازم نہیں آتی۔ تو مرزائے قادیانی کے الفاظ میں کسی دوسرے کافر کے ماننے والوں کو مسلم قرار دینے سے فرقہ واریت کیسے پیدا ہو جاتی ہے؟ بلکہ فرقہ واریت اور دل آزاری تو اس وقت پیدا ہوتی ہے جب کوئی غیر مسلم مسلمان ہوتے ہوئے اپنے آپ کو

لے اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی، مورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء مندرجہ
تبلیغ رسالت جلد ۲، ص ۲۔

مسلمان کہلا کر مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرے یا مسلمان کسی غیر مسلم کو مسلم کہہ کر اسے تنگ کریں۔ یہ بالکل واضح بات ہے کہ کسی عیسائی کو عیسائی یا غیر مسلم کہنا طرفین میں سے کسی کے لیے بھی موجب تکلیف نہیں۔ لیکن عیسائی کو مسلمان کہنا دونوں فریقوں کے لیے رنج و الم کا باعث ہوگا۔ عیسائی اسے اپنی توہین پر محمول کرے گا اور مسلمان اسے اپنے مذہب کی اہانت سمجھے گا، اسی لیے مسلمانوں کے ہاں چودہ سو سال سے ایک قاعدہ کلیہ چلا آ رہا ہے جو ایک خدا کو مانتا ہے اور اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہیں کرتا اور محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو تسلیم کرتا ہے اور ان کے بعد کسی نئے نبی کی آمد و بعثت کو تسلیم نہیں کرتا وہ مسلمان ہے۔ اور اس کے علاوہ اگر وہ ایک خدا کو مانتے ہوئے کسی اور کی بھی عبادت کرتا ہے یا محمد اکرم کو نہیں مانتا، یا مان کر ان کے بعد کسی اور پیدا ہونے والے کو بھی نبی تصور کرتا ہے، تو وہ مسلمان نہیں، اس قاعدہ پر جو پورا نہیں اترتا، ہمارے نزدیک اس کا اسلام اور مسلمانوں سے دینی و مذہبی کوئی بھی تعلق نہیں۔ وہ ان کا ہم وطن، ہم قوم، ہم نسل تو ہو سکتا ہے، ہم مذہب نہیں، خواہ عیسائی ہوں، کہ محمد اکرم کو نہیں مانتے، خواہ کمیونسٹ ہوں کہ خدا کو نہیں مانتے، خواہ ہندو ہوں کہ خدا کو مانتے ہوئے اوروں کی بھی عبادت کرتے ہیں، اور خواہ بہاتی ہوں کہ رسول عمر بنی کو مانتے ہوئے متنبی فارسی حسین علی مازندرانی کو بھی مانتے ہیں اور خواہ مرزائی کہ متنبی ہندی کو مانتے ہیں، لیکن آنحضرت ص کو خاتم النبیین نہ مانتے ہوئے کسی اور کی نبوت کے بھی قائل ہیں۔

(بحوالہ الاعتقاد ۳۱ مئی ۱۹۶۸ء)

مرزائی اور مسلمان

ربوہ کے مرزائی آرگن "الفرقان" اپریل کے شمارہ میں "اتحاد بین المسلمین کے لیے محکم اصول" کے عنوان سے ایک مقالہ سپرد قلم کیا گیا ہے جس میں مسلمانوں کو اتفاق و اتحاد کی دعوت دیتے ہوئے ارشاد کیا گیا ہے :

"ہمارے نزدیک اتحاد بین المسلمین کی واضح راہ یہ ہے، کہ تمام فرقے اور تمام افراد جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ قرآن پاک کو اپنی شریعت یقین کرتے ہیں اور کلمہ طیبہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پر ایمان لاتے ہیں، ان سب کو مسلمان سمجھا جاتے۔ دلوں کا حال تو اللہ ہی جانتا ہے اور دلوں کی اصلاح بھی وہی کر سکتا ہے، لیکن ظاہر کے لحاظ سے اس سے بہتر کوئی واضح اصول نہیں اور اس سے بڑھ کر کوئی صحیح طریقہ نہیں جس سے مسلمان فرقوں میں اتحاد پیدا کیا جاسکے۔ باہمی جزوی اختلافات اور ان کے نتائج کو چھوڑ کر مذکورہ بالا اصولی مسلک کو اختیار کرنے سے سب مسلمانوں میں اتحاد اور اتفاق

پیدا ہو سکتا ہے۔"

مدیر "الفرقان" کی یہ تجویز اپنے اندر کیا کچھ اتہاج اور بیچ رکھتی ہے اور اس میں کس طرح ہاتھ کی صفائی دکھائی گئی ہے، یہ ایک الگ بحث ہے۔ ہم اس سلسلہ میں مدیر "الفرقان" سے یہ پوچھنے کی جسارت ضرور کریں گے کہ وہ اپنے اس خود ساختہ اصول کی بناء پر یہ فرمائیں کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہلاتا ہے اور قرآن پاک کو اپنی شریعت یقین کرتا ہے اور کلمہ طیبہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پر ایمان لاتا ہے لیکن

مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی و رسول نہیں مانتا۔ ایسے شخص کے بارہ میں آپ کا نظریہ کیا ہے؟ کیا آپ اسے اپنے مبینہ اصول کی بناء پر مسلمان سمجھتے اور تسلیم کرتے ہیں؟ اگر آپ اسے مسلمان تصور کرتے اور مانتے ہیں تو آپ کا اس شخص کے متعلق کیا خیال ہے جو ایسے آدمی کو مسلمان نہیں سمجھتا؛ ایسی کتابوں اور لٹریچر کے بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے جس میں ایسے لوگوں کو کافر اور غیر مسلم کہا گیا ہے؛ اور آپ کا یہ ارشاد کہ:

”اس محکم اصول کو توڑنے والے اور یہ کہنے والے کہ فلاں فرقہ اسلام کا

جزو نہیں، یا فلاں فرقہ کو ہم مسلمان تصور نہیں کرتے۔ وہی لوگ

درحقیقت اتحاد بین المسلمین کے دشمن اور ملک کے بدخواہ ہیں۔“

کیا آپ ایسے دشمنان اتحاد اور ملک کے بدخواہوں کو جاننے کے بعد انہیں

ان کے کیفر کر دارتک پہنچانے میں ہمارے ساتھ تعاون کریں گے جو حقیقی

مسلمانوں اور محمد عربی علیہ السلام کے غلاموں کو خواہ مخواہ ایک معمولی اور ادنیٰ آدمی کے

باعث کافر بنانے پر تلے ہوتے ہیں اور ان کی کتابوں اور لٹریچر کے ضبط کروانے

کی طرف حکومت کو توجہ دلائیں گے۔؟

ایسے لوگوں اور کتابوں کی مختصر سی نشان دہی ہم آج کی صحبت میں کیے

دیتے ہیں۔

سرفہرست ایک نام ہے، مرزا غلام احمد قادیانی، ان کی ایک کتاب ہے

”حقیقۃ الوحی“ وہ اس میں رقمطراز ہیں:

”جو مجھ کو باوجود صد ہا نشانوں کے مفتزی ٹھہراتا ہے تو وہ مومن کیونکر ہو سکتا ہے

اگر وہ مومن ہے تو میں بوجہ افتراء کرنے کے کافر ٹھہرا کیونکہ میں ان کی نظریں مفتزی ہوں۔“

کو مانتا ہے مگر موسیٰ کو نہیں، یا عیسیٰ کو مانتا ہے، مگر محمد کو نہیں
 مانتا۔ یا محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کو نہیں مانتا
 وہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔
 اور ایک اور مرزائی محمد فضل لکھتا ہے:

”یہ بات تو بالکل غلط ہے کہ ہمارے اور غیر احمدیوں کے درمیان
 کوئی فروعی اختلاف ہے۔۔۔ کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو
 جاتا ہے، ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کے
 منکر ہیں، بتاؤ یہ اختلاف فروعی کیونکر ہوا؟“
 ایک اور فتنہ پرداز لکھتا ہے:

”جبری اللہ فی حلال الذابیار سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت
 احمد (مرزا) علیہ السلام ایک عظیم الشان نبی اللہ و رسول اللہ ہیں اور
 ان کا انکار موجب غضب الہی اور کفر ہے۔“
 اور مرزائیوں کا ترجمان ”الفصل“ مورخہ ۱۲ ستمبر رقمطراز ہے:
 ”چوہدری ظفر اللہ صاحب کی بحث تو صرف یہ تھی کہ ہم (احمدی)
 مسلمان ہیں، ہم کو کافر قرار دینا غلطی ہے۔ باقی غیر احمدی کافر
 ہیں یا نہیں، اس کے متعلق عدالت ماتحت میں بھی احمدیوں کا یہی

۱۰ کلمۃ الفضل، مصنفہ مرزا بشیر احمد، مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجز ص ۱۱۰،
 نمبر ۳، ج ۱۱۲۔

۱۱ ”نیج المصلی“، ص ۲۴۲، مصنفہ محمد فضل قادیانی۔

۱۲ النبوة فی الالہام متولفہ قاضی یوسف قادیانی۔

جواب تھا کہ ہم ان کو کافر کہتے ہیں اور ہائیکورٹ میں بھی چوہدری صاحب نے اس کی تائید کی۔ لے

یہ ہے ان ملک کے بدخواہوں اور اتحاد بین المسلمین کے دشمنوں کی ایک ہلکی سی جھلک اور معمولی سی فہرست۔ ہمیں امید ہے کہ مدیر "الفرقان" ان کے بارہ میں اپنی رشتے سے ہمیں اور اپنے قارئین کو آگاہ کریں گے اور حکومت پاکستان سے درخواست کریں گے کہ وہ ایسے تمام لٹریچر کو ضبط کرے جس میں ہونیا کی عظیم ترین قوم جس کی تعداد اس وقت ستر کروڑ سے زائد ہے، اور جو محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیوا ہے، کے خلاف زہرا گلا گیا ہے۔ اور ان سے اسلام اور ایمان کی نفی کی گئی ہے، اور اس طرح وہ اس بات کا عملی ثبوت مہیا کریں گے کہ وہ واقعہً اس قماش کے لوگوں کو اتحاد بین المسلمین کے دشمن اور ملک کے بدخواہ سمجھتے ہیں۔

(جوالہ "الاعتصام"، ۱۷ مئی ۱۹۶۸ء)

لے الفضل قادیان، ۱۲- اکتوبر ۱۹۶۲ء

اشتغال انگیز تحریریں

مرزائی حضرات آتے دن یہ واویلا کرتے رہتے ہیں کہ مسلمان ان کے خلاف نفرت انگیز تقریریں کرتے ہیں اور اشتغال انگیز لٹریچر چھاپتے ہیں۔ اس سے وہ حکومت کو یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم بڑے صلح کن اور امن جو لوگ ہیں اور مسلمان بڑے فسادی اور شر انگیز۔ اس طرح بعض دفعہ گورنمنٹ ان کے بھرے میں آکر مسلمان افراد کے خلاف ایسے اقدامات کر گزرتی ہے کہ اگر اسے حقائق کا علم ہو تو وہ کبھی ان کا ارتکاب نہ کرے۔ کیونکہ شر انگیز می ہمیشہ مرزائیوں کی طرف سے ہوتی ہے اور جب مسلمان علما و مبلغین اور رسائل ان کا نوٹس لیتے ہیں تو وہ فوراً امن پسندی اور انصاف کے نام پر حکومت کو خفیہ ڈٹاہری طریقوں سے متوجہ کرنا شروع کر دیتے ہیں اور اس طرح مسلمان حکومت کو مسلمانوں کے خلاف اکسا اور بھڑکا کر انہیں زک دینے کی کوشش کرتے ہیں، جس سے عوام کے دلوں میں اپنی مسلم حکومت کے خلاف شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں اور ان کے جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہے جس سے حکام اور عایا کے درمیان دُوری ہوتی ہے اور نفرت جنم لیتی ہے، اس کی مثال یوں ہے کہ مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری رسول ہیں اور خداوند کریم نے یہ شرف آپ کو عطا کیا ہے کہ نبوتیں اور رسالتیں آپ پر ختم ہو گئی ہیں اور اس طرح وہ کام جو پہلے انبیاء کیا کرتے تھے، اب اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سند کے امین سرانجام دیا کریں گے۔ اب ایک آدمی اٹھتا ہے اور مسلمانوں کے اس متفق علیہ عقیدے کے برعکس نبی اکرم کے اس شرف و فضیلت پر حملہ کرتے

ہوتے اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی اور رسول ہے تو ظاہر ہے،
 اس سے مسلمانوں کے جذبات میں موج پیدا ہوگا اور انہیں صدمہ پہنچے گا کیونکہ
 اس سے ایک تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و فضیلت میں فرق آتا
 ہے اور دوسرے آپ کی بات کی تکذیب ہوتی ہے جب کہ آپ فرماتے ہیں:
 فضلت علی الانبیاء بست
 اعطیت جوامع الکلم و
 نصرت بالرعب و احلت
 لی الغنائم و جعلت لی الارض
 مسجدا و طھورا و ارسلت
 الی الخلق كافة و ختمت
 لی النبیین -
 (رواہ مسلم)

مجھے تمام انبیاء پر چھ چیزوں سے فضیلت
 دی گئی ہے۔
 ۱۔ مجھے جامع کلمات نوازا گیا ہے۔
 ۲۔ مجھے رعب دبدبہ عطا کیا گیا ہے۔
 ۳۔ میرے لیے اموال غنیمت کو حلال ٹھہرایا گیا ہے۔
 ۴۔ روتے زمین کو میرے لیے پاک اور سجدہ گاہ بنایا
 گیا ہے کہ جہاں نماز کا وقت ہو جاتے، وہیں
 نماز ادا کر لی جاتے۔“

۵۔ مجھے پوری دنیا کے لیے مبعوث کیا گیا ہے!
 ۶۔ نبیوں کا سلسلہ مجھ پر ختم کر دیا گیا ہے۔
 اب ظاہر ہے مسلمان اس شخص کے بارے میں کبھی اچھا نظریہ نہیں رکھ سکتے
 جو ان کے مطاع و مقتدا محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کو کم کرنا چاہے، یا ان
 کے ارشاد کی تکذیب کرے اور پھر وہ ایسے لوگوں کو کیسے پسند کر سکتے ہیں، یا ان
 کے بارے میں اچھی راستے رکھ سکتے ہیں جو ایسے آدمی کو خدا اور اس کے رسول
 کے فرامین کے بالکل برخلاف نبی اور رسول مانتے ہیں اور پھر اس پر بھی اکتفا
 نہ کرتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف زبان لعن و طعن بھی استعمال کرتے ہوں۔
 اس لیے ہم اپنی حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی

ریاست پاکستان میں مسلمانوں کے مفادات کا لحاظ اور پاس رکھتے ہوئے ایسی تمام تحریرات کو ضبط کرے جن سے مسلمانوں کے عقائد پر زبرد پڑتی ہو اور ان کے جذبات کو ٹھیس لگتی ہو اور جنہیں پڑھ کر ان کے قلوب و اذہان جوش میں آجاتے ہوں، کیونکہ جب تک اشتعال انگیزی اور نفرت خیزی کے محرکات کا خاتمہ نہ کیا جاتے گا، اس وقت تک اشتعال و نفرت ختم نہیں کی جاسکے گی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے پیروکار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کریں، مسلمانوں کو کافر اور جہنمی کہیں، ان کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع کریں، ان کے پیچھے نماز ادا کرنے سے روکیں، ان سے شادی بیاہ کی ممانعت کریں اور مسلمان پھر اسے مسلمان ہی سمجھیں؟

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب اعجاز احمدی میں لکھتا ہے :

لہ خسف القمر المنیر وان لی غسا القمران المشرقان اُنکر

”اس کے (بنی کریمؑ کے) لیے چاند گرہن کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لیے

چاند اور سورج دونوں کا۔ اب کیا تو ان کا انکار کرے گا؟“

اور مرزا قادیانی کا بیٹا بشیر احمد تو یہاں تک گستاخی پر اتر آتا ہے کہ :

”اگر بنی کریمؑ کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود (مرزا قادیانی)

کا بھی کفر ہونا چاہیے، کیونکہ مسیح موعود (مرزا) بنی کریمؑ سے کوئی

الگ چیز نہیں ہے، بلکہ وہی ہے اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر

نہیں تو نعوذ باللہ بنی کریمؑ کا منکر بھی کافر نہیں، کیونکہ یہ کس طرح ممکن

ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپؐ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں بقول

مسیح موعودؑ آپؐ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے، آپؐ کا انکار

کفر نہ ہو۔ لے

اور ایک اور دریدہ دہن گستاخ یہاں تک کہ دیتا ہے :
 ”محمد پھر آتے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
 محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیان میں !“
 ایک اور مرزائی شاہنواز لکھتا ہے :

”حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا ذہنی ارتقاء آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم سے زیادہ تھا۔“

اور پھر مرزائیوں کا دوسرا خلیفہ مسلمانوں کے خلاف اس قدر تند تیز
 اور تلخ جذبات رکھتا ہے کہ اپنی کتاب ”انوارِ خلافت“ میں اس قسم کی شدید
 اشتعال انگیز تحریر درج کرنے سے نہیں چوکتا۔

”ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز
 نہ پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ یہ دین
 کا معاملہ ہے، اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں۔“ لکھ
 (بحوالہ الاعتصام، ۲۴۔ مئی ۱۹۶۸ء)

پچھلے شمارہ میں ہم نے اپنی گزارشات پیش کرتے ہوئے یہ مطالبہ کیا تھا
 کہ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی ریاست پاکستان میں مسلمانوں کو مکمل مذہبی تحفظ
 حاصل ہونا چاہیے تاکہ کوئی دریدہ دہن اسلامی شعائر، دینی مصطلحات اور مسلم اکابر

۱۴۰ کلمۃ الفضل مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجیوز ص ۱۴۰ نمبر ۳، جلد ۱۲، مصنفہ مرزا بشیر احمد

۱۴۱ اخبار پیغام صلح ۱۴ مارچ ۱۹۱۶ء، نظم ظہور الدین اکمل قادیانی

۱۴۲ ریویو آف ریلیجیوز، مئی ۱۹۲۹ء

۱۴۳ ”انوارِ خلافت“ ص ۹۰۔

پر زبان طعن دراز نہ کر سکے اور قلم گستاخ حرکت میں نہ لاسکے اور ایسے تمام لٹریچر کو ضبط کیا جائے جس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوتے ہوں، کیونکہ اگر پاکستان ایسے قومی و ملی وطن میں مسلمانوں کی نگہداشت نہ کی جاسکے تو دوسرے ممالک میں دوسروں سے کیا توقع رکھی جاسکے گی؟

اس سلسلہ میں ہم نے چند ایسی تحریروں کی نشاندہی کی تھی جس سے مسلمانوں کے قلوب و اذہان انتہائی بُرا اثر قبول کرتے ہیں اور ان کے اندر ہیجان اور منافرت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں، آج ہم اس قسم کی چند اور تحریروں پیش کرتے ہیں تاکہ ہمارے ارباب اختیار کو معلوم ہو کہ ایک مخصوص گروہ، جسے انگریزی حکومت نے اپنے مخصوص مقاصد کے لیے جنم دیا تھا، مسلمانوں کے متعلق کس قدر اشتعال انگیز اور منافرت خیز خیالات رکھتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا فرزند مرزا بشیر احمد مسلمانوں کے خلاف اپنے کینہ و عناد کا اظہار کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

”چو دور خسرو ہی آغاز کردند، مسلمان را مسلمان باز کردند
اس سے الہامی شعر میں اللہ تعالیٰ نے مسئلہ کفر و اسلام کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے، اس میں خدا نے غیر احمدیوں کو مسلمان بھی کہا ہے اور پھر ان کے اسلام کا انکار بھی کیا ہے۔ مسلمان تو اس لیے کہا ہے کہ وہ مسلمان کے نام سے پکارے جاتے ہیں، اور جب تک یہ لفظ استعمال نہ کیا جاوے وگرنہ کوہ پتہ نہیں چل سکتا کہ کون مراد ہے، مگر ان کے اسلام کا انکار اس لیے کیا گیا ہے کہ وہ اب خدا کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں، بلکہ ضرورت ہے، کہ ان کو پھرتے سرے سے مسلمان کیا جاوے۔“

اور یہی بشیر احمد اسلام اور مسلمانوں سے اپنے بغض باطنی کو یوں اگلتا ہے:

۱۰۰ کاتبۃ الفضل مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجیوز ص ۱۲۲ نمبر ۳، جلد ۱۲۔

”حضرت مسیح موعود (مرزائے قادیانی) کی اس تحریر سے بہت سی باتیں حل ہو جاتی ہیں، اول یہ کہ حضرت صاحب کو اللہ نے الہام کے ذریعے اطلاع دی کہ ”تیرا انکار کرنے والا مسلمان نہیں اور نہ صرف یہ اطلاع دی، بلکہ حکم دیا کہ تو اپنے منکروں کو مسلمان نہ سمجھ، دوسرے یہ کہ حضرت (مرزا) صاحب نے عبد الجکیم خاں کو جماعت کے اس واسطے خارج کیا کہ وہ غیر احمدیوں کو مسلمان کہتا تھا، تیسرے یہ کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے منکروں کو مسلمان کہنے کا عقیدہ ایک خبیث عقیدہ ہے، چوتھے یہ کہ جو ایسا عقیدہ رکھے اس کے لیے رحمت الہی کا دروازہ بند ہے... چھٹے یہ کہ جو مسیح موعود کے منکروں کو استہزاء قرار دیتا ہے، اس کا دل شیطان کے پنجے میں گرفتار ہے۔“

ایک اور مرزائی مسلمانوں کے متعلق یوں گہرا ہے :

”خدا تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب کو فرمایا، کہ جس کو میرا محبوب بننا منظور

اور مقصود ہو، اس کو تیری اتباع کرنی اور تجھ پر ایمان لانا لازمی شرط ہے، ورنہ

وہ میرا محبوب نہیں بن سکتا۔ اگر تیرے منکر تیرے اس فرمان کو قبول نہ کریں، بلکہ

شرارت اور تکذیب پر کمر بستہ ہوں تو ہم سزا وہی کی طرف متوجہ ہوں گے، ان

کافروں کے واسطے ہمارے پاس جہنم موجود ہے جو قید خانہ کا کام دے گا۔ یہاں

صرف حضرت احمد (قادیانی)، ... کے منکر اور اطاعت و بیعت میں نہ آنے والے

گروہ کو کافر قرار دیا ہے، اور جہنم ان کے لیے بطور قید خانہ قرار دیا ہے۔“

اور مرزائیوں کا دوسرا غلیظہ مرزا محمود احمد مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنے کے

بارہ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہتا ہے :

۱۷ کلمۃ الفصل من درجہ ریویو آف ریلیجنز ص ۱۲۵ نمبر ۳، جلد ۱۲۔

۱۸ النبوة فی الالہام ص ۴۰، مولفہ قاضی محمد یوسف قادیانی۔

”حضرت مسیح موعود (مرزا نئے قادریانی) نے سختی سے تاکید فرمائی ہے، کہ کسی (احمدی) کو غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ باہر سے لوگ اس کے متعلق بار بار پوچھتے ہیں، میں کہتا ہوں، تم جتنی دفعہ بھی پوچھو گے، اتنی دفعہ ہی میں یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں، جائز نہیں ہے، اور ایک جگہ پھر اس سے بھی زیادہ صراحت کے ساتھ کہتا ہے:

”ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے، اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے“ ۱۷

اور پھر یہی محمود احمد اس حد تک دشنام طرازی پر اتر آیا ہے کہ:

”کسی احمدی (مرزائی) نے احمدیت (مرزائیت) کی حالت میں غیر احمدی سے احمدی لڑکی کا نکاح نہیں کیا، اس سے مراد وہی ہے جو حدیث میں آیا ہے:

”لا یزنی زان حین یزنی دھو منیں زنا کرتا کوئی زانی در انخالیکہ وہ

مومن ہو“

مومن۔

بعض احکام ایسے ہوتے ہیں کہ جن کو کرتے وقت انسان ایمان سے نکل جاتا ہے اور اسی طرح یہ ممکن نہیں کہ کوئی شخص احمدیت کو تسلیم کرتا ہو اور پھر غیر احمدی کو اپنی لڑکی دے دے“ ۱۸

اور خود مرزا غلام احمد قادریانی کی مسلم دشمنی اور عداوت کا یہ عالم ہے کہ وہ کہتا ہے:

”یہ جو ہم نے دوسرے مدعیان اسلام سے قطع تعلق کیا ہے، اول تو یہ خدا کے حکم سے تھا، نہ اپنی طرف سے اور دوسرے وہ لوگ ریاپرستی اور طرح طرح کی

۱۷ انوارِ خلافت ص ۸۹۔

۱۸ انوارِ خلافت ص ۶۰۔

۱۹ الفضل مورخہ ۲۶، ۲۹، جون ۱۹۲۲ء۔

خراہیوں میں حد سے بڑھ گئے ہیں، اور ان لوگوں کو ان کی ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کے ساتھ ملانا یا ان سے تعلق رکھنا ایسا ہی ہے، جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈال دیں جو سڑ گیا ہے اور اس میں کیرے پڑ گئے ہیں اس وجہ سے ہماری جماعت کسی طرح ان سے تعلق نہیں رکھ سکتی اور نہ ہمیں ایسے تعلق کی حاجت ہے۔

اور پھر یہی مزارے قادیانی انتہائی جسارت سے کام لے کر اپنے آپ کو سرورِ عالم، محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل و اعلیٰ کہنے میں سچکی بہت محسوس نہیں کرتا: ”ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے پانچ ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا، اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کی انتہا نہ تھا بلکہ کمالات کے معراج کے لیے پہلا قدم تھا۔ پھر روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری تجلی فرمائی۔“

دیکھیے کس قدر گستاخی اور بے باکی سے ایک ادنیٰ ترین شخص اپنے آپ کو اعلیٰ اخلاق سے افضل و برتر کہنے میں کوئی شرم و حیا محسوس نہیں کرتا اور ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے دل اس سے جس قدر بھی زخمی ہوں کم ہے، اس لیے ہم اپنی حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس گروہِ مسلم دشمن کو ہدایت کرے کہ وہ آئندہ اس قسم کی کتابوں اور تحریروں کی نشر و اشاعت سے باز رہے اور پہلے چھپی ہوئی تمام تحریروں کو تلف کرے جن سے آقاؐ مدنی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ سنیہم رضوان اللہ کے خلاف یا مسلمانوں کے مقدسات اور عقائد پر زد پڑتی ہو اور ان کے جذبات مجروح ہوتے ہوں۔ کیونکہ ایسا کرنا ملکی اور قومی مفادات میں شامل ہے۔

بحوالہ ”الاعتصام“ ۳۱ مئی ۱۹۶۸ء

۱۷ خطبہ الہامیہ ص ۱۱، مصنفہ غلام احمد قادیانی ۱۷ تشیخ الازہان جلد ۶ نمبر ۸ ص ۳۱۱۔

فلتہ پرو

ہم متعدد بار ان کالموں میں اس بات کا ذکر کر چکے ہیں، کہ اس اسلامی ملک پاکستان میں کسی فرقہ کو اس بات کی اجازت نہیں دینی چاہیے کہ وہ مسلمانوں کی دل آزاری کرے۔ ان کے معتقدات اور مقدسات پر حملہ کرے، ان کے اکابر کی عزتوں سے کھیلے اور ان کے بزرگوں پر کبچڑا چھپانے، کیونکہ جس وقت کسی بھی فرقہ اور مذہب سے تعلق رکھنے والے لوگ مسلمانوں کے کسی عقیدے یا مسلمانوں کی کسی بزرگ شخصیت پر زبان درازی کرتے ہیں تو وہ براہ راست اسلام اور شریعت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر حملہ آور ہوتے ہیں اور ایک مسلمان ملک میں اسلام پر نقد و جرح اور مسلمانوں کی تنقیص و توہین کرنے والوں کے لیے کوئی جگہ نہیں ہونی چاہیے۔ اس موضوع پر ائمہ کرام نے کتب فقہ میں مستقل ابواب لکھے ہیں۔ اور کئی ایک نے اس مسئلہ پر مبسوط اور مفصل کتابیں اور رسائل ترتیب دیے ہیں، کیونکہ وہ شخص جس سے ایک مسلم اور اسلامی ریاست میں رہتے ہوئے مسلمانوں کی آبرو اور اسلام کی عزت محفوظ نہیں۔ اس سے یہ توقع کیے رکھی جاسکتی ہے کہ وہ مسلمانوں کی ریاست اور ان کے قائم کردہ ملک و وطن کا وفادار اور فرمانبردار اور اس کی سالمیت اور بقا کا طلب گار اور خواہش مند ہوگا، کیونکہ اس کی ساری ہمدردیاں اور خیر خواہیاں اس کے ساتھ وابستہ ہوں گی جو اس کے مفادات و مطالبات کو پورا کرتا ہے اور اس کی مقصد براری میں اس کا ہاتھ بٹاتا ہے خواہ وہ ملک و وطن کا بدخواہ ہو اور خواہ وہ اہل وطن کا دشمن۔ ایسے لوگ صرف اپنے اہداف اور اپنی اغراض کے غلام ہوتے ہیں اور ان اغراض

اہداف کے حصول کی خاطر وہ اونٹے سے اونٹے کام کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی گرامی اور ذاتِ مطہرہ کے متعلق یا وہ گوئی سے باز نہیں رہتا، اس سے یہ توقع ہی فضول ہے کہ وہ آپ کے نامِ اطہر پر قائم ہونے والے وطن کے بارہ میں اچھے جذبات رکھے گا اور ایسی فضا پیدا کرنے سے گریز کرے گا جس سے ملک کے امن و امان کے تہ و بالا ہو جانے کا خدشہ پیدا ہوتا ہو اور لوگوں کے جذبات مجروح ہوتے ہوں، بلکہ ایسے لوگوں کی تو خواہش ہی یہی ہوتی ہے، کہ ملک کی فضا (خاکش بدن) ہمیشہ مکر رہے، تاکہ حکومت کو ملک کی سلامتی اور ترقی کی طرف توجہ کرنے کا موقع ہی نہ ملے اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ مسلمانوں کی قومی و ملی حکومت کو خود مسلمانوں سے بھڑایا جائے اور اس طرح عوام کو حکومت سے متنفر کر کے ملک میں افراتفری پیدا کی جائے جس سے اسلامی قوتیں اور طاقتیں کمزور ہوں اور خود اٹھیں پینپنے اور پھیلنے بھولنے کے مواقع مل جائیں، اور اس کی صورت یوں ہو کہ پہلے مسلمانوں کے کسی مسلمہ عقیدے یا کسی محترم ہستی پر چھینٹے دیے جائیں اور جب مسلمان اس پر براہِ رنجتہ ہوں تو تالون اور امن کے نام پر حکومت کو انکجنت کی جائے، چنانچہ آئے دن ایسے لوگوں کے اخبارات اور رسائل ایسی ہی تحریریں شائع کرتے اور ان کے ”بڑے“ اپنی تقریریں اور جلسوں میں اس کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں۔

اسی طرح کی ایک تحریر حال ہی میں ایک مرزائی پرچہ میں شائع ہوئی ہے جس میں مسلمانوں کے ایک انتہائی محترم و معظم اور صفتِ اول کے نامور عالم کے خلاف دیدہ دہنی نہیں بلکہ دشنام طرازی کی گئی ہے اس میں ایک مرزائی نور الدین بھروٹی اور ضیغم ملت مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ کا موازنہ کیا

گیاتے کہ :

”ایک دینی نور الدین نے تو اپنے ”نور ایمان“ سے مرزاتے قادریانی کو مان لیا اور دوسرے (مولانا محمد حسین بٹالوی) نے اپنی ”بے بصیرتی“ سے تسلیم نہ کیا اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ”اللہ تعالیٰ نے اسے ایسا ذلیل کیا کہ نام و نشان ہی مٹ گیا، اور اپنی زندگی میں وہ رسوا اور نامراد رہا“! سلہ

اب ظاہر ہے کہ کسی بھی مسلمان کا اس تحریر کو پڑھ کر جوش و غصہ میں آنا ایک قدرتی امر ہے اور اسے حق حاصل ہے کہ وہ ایسے بد باطن کا اچھی طرح نوٹس لے۔ جو ایک معزز اور قابل صدا احترام مرحوم مسلمان عالم دین کو صرف اس لیے گالی دیتا ہے کہ اس نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت المرسلین کے خلاف بغاوت کرنے سے انکار کر دیا تھا، اگر نبی عربی فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری و اطاعت اور آپ کے دامن اقدس سے وابستگی کا نام (عیاذ باللہ) ذلت در سوائی ہے تو متبنی ہندی کی رفاقت و اطاعت بھی باعث عزت اور قابل پذیرائی نہیں ہو سکتی۔

ہمارے نزدیک غلام احمد قادیانی کے یہ مرید اور نور الدین مرزائی کے یہ حمایتی ان دونوں کے دوست نہیں، بلکہ دشمن ہیں جو ہمیں اس بات پر مجبور کرتے ہیں، کہ ہم ان کی ذلتوں اور رسوائیوں کا راز طشت از باہم کریں لیکن اس سے پہلے کہ ہم بتلاہیں کہ کون ذلیل و رسوا ہو کے مراہنے، مولانا محمد حسین بٹالوی علیہ الرحمۃ یا نور الدین مرزائی اور مرزا غلام احمد قادیانی؟ ہم اپنی حکومت اور پریس پراچ سے یہ پوچھنے کی جرات ضرور کریں گے کہ وہ ایسے بے لگاموں کو کیوں لگام نہیں دیتے جو ملک میں فتنہ و فساد کے بیج بو کر ملک کی سالمیت کو نقصان پہنچاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس فتنہ و فساد کے نتیجہ میں ان کے گھر و دے سلامت محفوظ رہیں

لہ مرزائی پر چہ پیغام صلح ۲۹ مئی ۱۹۶۵ء۔

گے، کیا انہیں معلوم نہیں کہ یہ اسی وقت تک محفوظ ہیں، جب تک کہ ملک محفوظ ہے، اگر ہڈا نخواستہ ملک پر کوئی آپریشن آگئی تو یہ بھی ان کے اثر سے مامون نہیں رہ سکیں گے۔

ہم اپنی حکومت سے دوبارہ اپیل کریں گے کہ وہ ملک کے ان بدخواہوں پر کڑی نگرانی رکھے اور ان کی تمام ایسی تحریرات پر قدغن لگاتے جن سے اسلام کے نام پر وجود میں آتے ہوئے اس دلیں میں مسلمانوں اور اسلام کے خلاف جارحیت کا ارتکاب کیا گیا ہو اور جن سے ملک کے امن و امان کو خطرہ لاحق ہوتا ہو کیونکہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ان لوگوں کا اصل اقدام کسی مخصوص مسلمان جماعت کے خلاف نہیں بلکہ تمام مسلمانوں، راعی اور رعایا، حکومت اور عوام کے خلاف ہے، اس دفعہ اسی پر اکتفاء کرتے ہوئے ہم آئندہ اس مضمون کا علمی تجزیہ کرتے ہوئے بدلائل یہ ثابت کریں گے کہ رسوائی اور ذلت کی موت کون مرا۔ مرزا غلام احمد، نور الدین یا مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ؛ انشاء اللہ!

(بحوالہ الاعتصام، ۷۔ جون ۱۹۶۸ء)

ذیل رسوا — کون ؟

ہم نے پچھلے شمارہ میں ایک مرزائی پرچہ کی ایک دلفگار اور منافرت انگریز عبارت کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنی حکومت سے یہ اپیل کی تھی کہ وہ ایسے لوگوں کا سختی سے محاسبہ کرے جو ایک اسلامی ریاست میں بستے ہوئے مسلمانوں کی عزت و آبرو پر حملہ آور ہوتے ہیں اور ان کے اکابر، علماء، صلحاء اور مقدسات شعاثر کی گستاخی، بے ادبی اور بے حرمتی کرتے ہیں اور صرف اس جرم کی پاداش میں کہ انھوں نے محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین اور شریعت سے بغاوت کا ارتکاب کیوں نہیں کیا اور ان چیزوں کو اس قدر مطہر و مقدس کیوں خیال کرتے ہیں جن سے رسولِ عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعلق، محبت اور وابستگی رہی ہے۔ اس سلسلہ میں ہم نے اس قماش کے لوگوں کی ایک نئی اور تازہ جارحیت کی نشاندہی کرتے ہوئے جو انھوں نے مسلمانوں کی ایک انتہائی معزز اور محترم اور گرامی قدر شخصیت مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارہ میں کی تھی، اس بات کا وعدہ کیا تھا کہ اس شمارہ میں ہم اس کا علمی تجزیہ کریں گے اور بدلائل یہ ثابت کریں گے کہ مرزائی الزام کا اصل مصداق کون ہے؟ حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ یا مرزا غلام احمد قادیانی، اور نور الدین بھیروی؟

یاد رہے کہ مرزائی پرچہ ”پیغام صلح“ نے اپنے شمارہ نمبر ۲۰، ۲۱، ۲۲، جلد ۵۶۔

مورخہ ۲۹۔ مئی ۱۹۶۵ء میں حکیم نور الدین بھیروی اور حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی

رحمۃ اللہ علیہ کا موازنہ کرتے ہوئے لکھا، کہ چونکہ مولانا بٹالوی نے

مرزا قادیانی کے دعوائے مسیحیت کو قبول نہ کیا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اسے ایسا ذلیل کیا کہ نام و نشان ہی مٹ گیا اور اپنی زندگی میں وہ رسوا اور نامراد رہا،
یہ عبارت اپنے اندر جس قدر گھٹیا پن اور پستی لیے ہوئے ہے، اس سے قطع نظر ہم اس وقت صرف یہ ثابت کریں گے کہ ذلت و رسوائی کی موت کون مرا؟ نور الدین جس نے مرزا کے دعوائے مسیحیت کو قبول کر لیا، یا کہ مرزا جس نے مسیحیت کا دعوائے کیا؟

اسی اخبار ”پیغام صلح“ کے نامہ نگار نے ایک اشتہار شائع کیا، جس کا نام رکھا ”گنجینہ صداقت“ اور اس اشتہار کو نقل کیا، مشہور مرزائی پرچے ”الفضل“ نے اس میں نور الدین کی ذلت و رسوائی کی موت کو اس کے ”نور بصیرت“ کے باوصف ان الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے:

”کہاں مولوی نور الدین صاحب کا حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نبی اللہ اور رسول اللہ اور اسمہ احمد کا مصداق یقین کرنا، اور کہاں وہ حالت کہ وصیت کے وقت مسیح موعود کی رسالت کا اشارہ تک نہ کرنا..... انتقامت میں فرق آنا اور پھر بطور سزا کے گھوڑے سے گر کر بڑی طرح زخمی ہونا اور آئندہ جہاد میں بھی کچھ سزا اٹھانا اور اس کے بعد اس کے فرزند عبدالحی کا عنوان شباب میں مرنا اور اس کی بیوی کا تباہ کن طریق پر کسی اور جگہ نکاح کر لینا، یہ باتیں کچھ کم عمر انگیز نہیں۔“

کیا کہتا ہے ”پیغام صلح“ کا موجودہ مضمون نویس کہ یہ سچا ہے یا ”پیغام صلح“ کا وہ نامہ نگار جس نے ”گنجینہ صداقت“ شائع کیا تھا اور جس کی عبارت کو ”الفضل“

۱۔ منقول از اخبار ”الفضل“ قادیان شماره نمبر ۱۹، جلد نمبر ۹، مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۲۲ء۔

نے نقل کیا ہے؛ اور اسی ”پیغام صلح“ نے مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۱۷ء کو یہ خبر شائع کی تھی جو پوس منظر کا پورا پتہ دیتی ہے کہ:

”فروری کا مہینہ وہ مہینہ ہے جب حضرت مولانا نور الدین صاحب ...

بسترِ علالت پر تھے اور آپ کی حالت دن بدن تشویشناک تھی“

اور پھر انہی مرزائیوں کی جانب سے مرزا بشیر الدین پر کیا کیا الزام لگاتے گتے، کہ اس نے نور الدین کی اولاد کا خاتمہ کیا، اس کی بیٹی اور اپنی بیوی امہ الحی کو قتل کر دیا اور نور الدین کے بیٹے عبدالحی کو زہر دلو کر مروا دیا، اور پھر یہ توکل کی بات ہے، اسی نور الدین جس نے مرزائیت کی خاطر اپنا سب کچھ، دین، ایمان، مذہب، ضمیر اور روپیہ ہر چیز ٹھادیا تھا، اور جس نے بقول ”پیغام صلح“ اپنے ”نور بصیرت“ سے مرزا قادیانی کے دعوے مسیحیت کو مان لیا تھا، اس کے دوسرے بیٹے عبدالمنان سے خلیفہ تاریمان نے جو کچھ کیا تھا، وہ کسی سے پوشیدہ نہ ہوگا۔ کہ اسے منافق قرار دیا، اس کا سوشل بائیکاٹ کر دیا اور ربوہ میں اس کا داخلہ ممنوع قرار پایا اور اسے اس جماعت سے نکال باہر پھینک دیا جس کی خاطر اس کے باپ نے ہزار ذلت و رسوائی مول لی تھی اور اس طرح نور الدین کی عبرت انگیز اور ذلت آمیز موت پر ہی اکتفا نہ کیا، بلکہ اس کی رسوائی میں اس کی موت کے بعد اور اصرانے کیے گئے اور اس کا نام و نشان تک مٹا دیا گیا۔

ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے پھر کسی دوسرے پر حملہ آور ہونا اپنے گھر سے بے خبری کی دلیل نہیں تو اور کیا ہے؛ یا شاید ”پیغام صلح“ کے مضمون نویس کو نور الدین کی زندگی کے احوال یاد رہ گئے ہوں، جنہیں وہ حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی علیہ الرحمۃ کے حالات سمجھتا رہا ہو، وگرنہ ذلت و رسوائی کی موت نور الدین

کے مقدر ہوتی نہ کہ مولانا بٹالوی کے، اور پھر موت کے بعد بھی تباہیاں اور نامردیاں نور الدین کو نصیب ہوتیں کہ مرزائیوں کے بقول ”بچے بھی انھوں نے مردائے جن کی خاطر اُس نے اپنا سب کچھ حتیٰ کہ عزت کی موت کو بھی سچ دیا تھا اور یہ رسوائیاں صرف اسی کا مقدر نہیں بنیں بلکہ اس کا مقدر بھی جس کی خاطر اُس نے اپنا ایمان اور مذہب تک قربان کر دیا تھا کہ خدائے جبار و قہار نے اس پر اس دُنیا میں ہی انواع و اقسام کی بیماریاں اور عذاب نازل کیے اور موت سے پہلے ہی رسوائیاں اور ذلتیں اس پر مسلط کر دی گئیں :

”دایاں ہاتھ ٹوٹ دیا اور آخر عمر تک شل رہا، کہ اس ہاتھ سے

پانی تک اٹھا کر نہ پیا جاسکتا۔“ ۱۵

”دانت خراب اور ان میں کیڑا لگا ہوا“ ۱۶

”آنکھیں اس قدر خراب کہ کھولنے میں تکلیف ہو“ ۱۷

”حافظہ اس قدر خراب کہ بیان نہیں ہو سکتا“ ۱۸

”دورانِ سر اور بردِ اطراف کی اس قدر تکلیف کہ موت سے تین برس پہلے

تک اور اس سے پہلے بھی متعدد سال رمضان کے روزے نہ رکھے“ ۱۹

”اور کبھی درس سے اس قدر سخت پڑتے کہ ٹانگوں کو بانڈ دیا جاتا“ ۲۰

۱۵ ”سیرۃ المہدی“ حصہ اول، مصنفہ مرزا بشیر احمد فرزند مرزا قادیان۔

۱۶ ”سیرۃ المہدی“ حصہ دوم، ص ۱۳۵۔

۱۷ ”سیرۃ المہدی“ حصہ دوم، ص ۷۷۔

۱۸ ”مکتوبات احمدیہ“، ج ۵، ص ۲۱۔

۱۹ ”سیرۃ المہدی“ حصہ اول، ص ۵۱۔

۲۰ ”سیرۃ المہدی“ حصہ اول، ص ۲۲۔

”اور کبھی اس قدر غشی پڑ جاتی کہ چیخیں نکل جاتیں۔“ ۱۷
 ”اور اس کے علاوہ ذیابیطس اور تشنج قلب اور دق کی بیماری اور حالت

مردمی کا لعدم اور دل دماغ اور جسم نہایت کمزور۔“ ۱۸
 مد اور پھر ان سب پر مستزاد مایخولیا اور مراق کا موذی مرض۔ ۱۹ اور
 ہسٹریا بھی۔“ ۲۰

”اور پھر خدائے منتقم و شدید العقاب نے روائے نبوت کے سرقہ کے جرم
 کی پاداش میں اس طرح رسوا اور ذلیل کیا کہ،
 ”قریب سو دفعہ کے دن رات میں پیشاب آتا ہے اور اس سے ضعف
 ہو جاتا ہے۔“ ۲۱

اور اس وجہ سے رات کو مٹی کا برتن پاس ہی رکھ لیا جاتا اور اس میں پیشاب
 کر کے خود ہی مرزا قادیانی پیشاب کے برتن کو صاف کرتا، ۲۲
 اور آخر کار موت نے اس کی تمام ذلتوں اور رسوائیوں پر مہر تصدیق ثبت
 کر دی، چنانچہ مرزا قادیان کے اپنے الفاظ جو اس نے شیخ الاسلام مولانا شامی اللہ
 رحمۃ اللہ علیہ کو دعوتِ مباہلہ میں لکھے خود اس کی ذلت آمیز اور رسوا کن موت
 پر زبردست گواہ ہیں، وہ لکھتا ہے کہ،

۱۷ ”سیرۃ المہدی، حصہ اول“ ص ۱۳۔

۱۸ نزول المسیح، ص ۲۰۹، مصنفہ مرزا قادیانی۔

۱۹ سیرۃ المہدی، حصہ دوم ص ۵۵۔

۲۰ ریویو قادیان اگست ۱۹۲۶ء۔

۲۱ ضمیمہ براہین احمدیہ ج ۵ ص ۲۰۱۔

۲۲ ”الفضل“ مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۲۰ء۔

” اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں، جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے
پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو
جاؤں گا، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی عمر بہت نہیں
ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں
کی زندگی میں ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔“ لہ

اور وہی ہوا کہ اس کے صرف ایک سال اور ایک ماہ بعد مرزا قادیانی ذلت
حسرت کے ساتھ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہؒ ایسے دشمنوں کی زندگی میں اس
بری مرض میں مبتلا رہ کر مر گئے جسے ہیضہ کہتے ہیں اور اس رسوائی کا نقشہ بھی خود
اس کے بیٹے نے کھینچا ہے جو اسے مرض موت میں لاحق ہوئی، وہ اپنی والدہ کے
حوالے سے لکھتا ہے:

” پہلے ایک پاخانہ آیا اور اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا مگر اب
اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانے نہ جاسکتے تھے، اس لیے چار پانی کے پاس
ہی بیٹھ کر فارغ ہوتے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی، مگر
ضعف بہت ہو گیا تھا، اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک
اور قے آئی جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ
پشت کے بل چار پانی پر گر گئے، اور آپ کا سر چار پانی کی ٹکڑی سے ٹکرایا اور
حالت دگر گوں ہو گئی۔“ لہ

اور پھر اسی پیغام صلح میں شائع ہوا کہ:
” بعض لوگ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کی موت کے وقت ان کے

لہ تبلیغ رسالت، ج ۱۰، ص ۱۲۰۔

لہ سیرۃ المہدی ص ۱۰۹۔

منہ سے پاخانہ نکل رہا تھا“ لے

اب بتلائیے کہ رسوائی اور ذلت کی موت کون مرا؟ مرزائی نور الدین بھڑی

مرزا غلام احمد قادیانی یا حضرت مولانا محی الدین علیہ الرحمۃ ؟

اس لیے ہم نے کہا تھا کہ جو لوگ مرزا قادیانی کے مخالفین پر اس قسم کے گھٹیا،

بے بنیاد اور جھوٹے الزام تراشی کر اپنے سوارپوں کو خوش کرنے کی کوشش کرتے ہیں

وہ مرزا غلام احمد اور اس کے ساتھیوں کے دوست نہیں بلکہ دشمن ہیں اور چاہتے

ہیں کہ ان کی ذلتوں اور رسوائیوں کو ان لوگوں کے سامنے بے نقاب کیا جائے

جو پہلے اس سے بے خبر ہیں۔

ہمیں امید ہے کہ ہماری یہ مختصر سی تحریر جو ہنوز تازہ ہے، ان لوگوں کے

لیے فکر و عبرت کے کافی سامان مہیا کر دے گی۔

(سجوالہ الاعضاء، ۱۴، جون ۱۹۶۸ء)

مرزا غلام احمد کا دعویٰ

مرزائیوں کی لاہوری پارٹی کے امیر صد الدین صاحب کا ایک بیان مرزائی ترجمان ”پیغام صلح“ مورخہ ۱۲-جون ۱۹۶۸ء میں شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے اپنے اور اپنی جماعت کے عقائد بیان کیے ہیں کہ :

” احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اس بات پر محکم یقین رکھتی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور جو شخص حضور کو خاتم النبیین یقین نہیں کرتا اس کو بے دین سمجھتی ہے اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتی ہے، اور جو شخص حضور کے بعد دعویٰ کرتے ہوئے اس کو لعنتی گردانتی ہے۔“

اور آگے چل کر کہتے ہیں :

” احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور یہ اعتقاد رکھتی ہے.....“

مرزا غلام احمد رئیس قادیان موجودہ دور کے مجدد ہیں۔“

اس بات سے قطع نظر کہ لاہوری مرزائیوں کے اصل عقائد کیا ہیں اور جناب صد الدین صاحب کے اس بیان میں کس قدر واقعیت اور حقیقت ہے؟ ہم صرف اس وقت یہ پوچھنے کی جسارت کریں گے کہ اگر واقعی لاہوری مرزائیوں کے یہی عقائد ہیں جن کا اظہار اس لمبے چوڑے بیان میں کیا گیا ہے تو پھر ان کی مرزا غلام احمد سے نسبت کیا معنی رکھتی ہے؟ جب کہ ان کے مذکورہ قول کے

مطابق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعوائے نبوت کرنے والا لعنتی ہے اور
مرزا قادیانی بیانگ دہل اپنی نبوت کا اعلان کر رہے ہیں، وہ اپنی کتاب ”حقیقۃ الوحی“
میں لکھتے ہیں:

”اس امت میں نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا

اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں“ ۱۷

ایک اور جگہ اس سے بھی زیادہ وضاحت سے رقمطراز ہیں:

”ہلاک ہو گئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا، مبارک

ہے وہ جس نے مجھ کو پہچانا، میں خدا کی سب راہوں سے آخری راہ ہوں،

اور اُس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بد قسمت ہے وہ

جو مجھے چھوڑتا ہے، کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے“ ۱۸

اور پھر ان سب سے بڑھ کر:

”پس میں جب کہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیش گوئی کے قریب

خدا کی طرف سے پاکر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری

ہو گئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر

سکتا ہوں اور جب کہ خود خدا نے یہ نام میرے رکھے ہیں، تو میں

کیونکر رو کر دوں یا کیونکر اس کے سوا کسی سے ڈروں“ ۱۹

صدر الدین صاحب اور اور ان کی جماعت بغور سنیں کہ مرزا غلام احمد

۱۷ ”حقیقۃ الوحی“ ص ۳۹۱، مصنف مرزا غلام احمد۔

۱۸ ”کشتی نوح“ ص ۵۶، مصنف مرزا قادیانی۔

۱۹ ”سب غلطی کا ازالہ“ مصنف مرزا قادیانی۔

کیا کہہ رہے ہیں :

”اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں“ ۱۱

اور اسی کتاب میں آگے چل کر لکھتے ہیں :

”خدا نے ہزار ہا نشانوں میں سے میری وہ تائید کی ہے کہ بہت ہی کم نبی گزرے ہیں جن کی یہ تائید کی گئی لیکن پھر بھی جن کے دلوں پر مہر ہے وہ خدا کے نشانوں سے کچھ بھی ناندہ نہیں اٹھاتے“ ۱۲

اور اپنی ایک دوسری کتاب میں اسی مفہوم کو یوں بیان کرتے ہیں :

”اور خدا نے اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی

طرف سے ہوں، اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ وہ ہزار نبی پر بھی

تقسیم کیے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے“ ۱۳

کیا ان عبارات سے صدر الدین صاحب اور ان کی جماعت کو معلوم

ہوا کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ کیا ہے اور وہ ان کے بیان کے مطابق کیا ٹھہرتے

ہیں؟ اور اگر اب بھی انہیں مرزا کے دعویٰ سے کا علم نہ ہوا ہو تو وہ اپنے علم میں اضافہ

۱۱ ”تمہ حقیقۃ الوحی“ ص ۶۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

۱۲ ”تمہ حقیقۃ الوحی“ ص ۱۲۸۔

۱۳ ”چشمہ معرفت“ ص ۳۱، مصنفہ مرزا غلام احمد۔

کریں جسے مرزا قادیانی نے خود تحریر کیا ہے :

”سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بہر حال جب تک طاعون دنیا میں ہے گا، گو ستر برس تک رہے، قادیان کو اس خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا، کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لیے نشان ہے۔“ ۱۷

اور اسی وجہ سے اپنے آخری ایام میں مرزا غلام احمد نے لاہور کے اخبار عام کو ایک خط لکھا جس میں انھوں نے واشکاف الفاظ میں اس بات کا دعویٰ کیا کہ وہ نبی ہیں، ان کے اپنے الفاظ ہیں :

”اور ان ہی امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا

ہے۔ سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار

کروں تو میرا گناہ ہو گا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے، تو

میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں، میں اس پر قائم ہوں۔“ ۱۸

اور اپنے اخبار ”بدر“ میں بھی اس بات کا اظہار کیا کہ :

”میں کوئی نیابنی نہیں ہوں، پہلے بھی کئی نبی گزرے ہیں جنہیں تم

لوگ سچا مانتے ہو۔“ ۱۹

۱۷ ”وانع البلا“ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

۱۸ مرزا غلام احمد کا خط، مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء بنام اخبار ”عام“ لاہور منقول از

قادیانی مذہب ۱۸۲۔

۱۹ اعلان مرزا غلام احمد قادیانی، مندرجہ اخبار ”بدر“ قادیان مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۰۸ء

ان واضح اور صحت دلائل کے ہوتے ہوئے لاہوری مرزائیوں کے امیر کا یہ کہنا کہ وہ مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتے اور حضور کے بعد دعوائے نبوت کرنے والے کو لعنتی سمجھتے ہیں کیا معنی رکھتا ہے؟ اگر وہ واقعی صدق دل سے خاتم النبیین محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا آخری نبی اور آخری رسول سمجھتے ہیں اور آپ کے بعد مدعی نبوت کو کذاب اور اس کے ماننے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں تو پھر ان کی مرزا غلام احمد کے بارے میں کیا رائے ہے؟ جب کہ ہم خود اس کی عبارات سے ثابت کر چکے ہیں کہ وہ نہ صرف مدعی نبوت ہے، بلکہ اس بات کا بھی دعوائے رکھتا ہے کہ جس قدر نشانات اس کی نبوت کے اثبات کے لیے ظاہر ہوتے ہیں اس قدر کسی اور نبی کے لیے ظاہر نہیں ہوتے، بلکہ وہ تو یہاں تک کہہ گیا ہے کہ:

”خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی

طرف سے ہوں، اس قدر نشان دکھلاتے ہیں کہ وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم

کیے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔“ لہ

کیا مرزا غلام احمد قادیانی اپنی ان عبارات اور اپنے ان دعویٰ کی بناء پر جناب صدر الدین صاحب کے بیان کے مطابق لعنتی قرار نہیں پاتے؟ اور اگر نہیں پاتے تو کیوں؟ جب کہ صدر الدین صاحب اپنے بیان میں بغیر کسی استثناء کے حضور کے بعد دعوائے نبوت کرنے والے کو لعنتی گردان چکے ہیں؟

اور اگر مرزا قادیانی ملعون ٹھہرتے ہیں تو کیا ایک ملعون شخص مجتہد ہو سکتا

ہے؛ یا اسے مجدد مانا جاسکتا ہے؛ امید ہے کہ لاہوری مرزائیوں کے امیر یا ان کے اخبار کے مدیر اخلاقی جرأت کا ثبوت دیتے ہوئے اس بارہ میں اپنی پوزیشن کو صاف کریں گے۔

یہ الگ بات ہے کہ اندرون خانہ خود لاہوری مرزائی بھی مرزا غلام احمد کو نبی مانتے اور تسلیم کرتے ہیں اور صرف ربوہ والوں سے لڑائی اور لوگوں کو دھوکہ دینے کی خاطر انہوں نے یہ لبادہ اوڑھ رکھا ہے، وگرنہ خود ”پیغام صلح“ میں مرزا قادیانی کو مسیح موعود اور علیہ السلام کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے، چنانچہ ”پیغام صلح“ کے اسی شمارہ میں ایک نظم چھپی ہے، جس پر لکھا ہوا ہے، از حضرت مسیح موعود ... علیہ السلام۔“

اور مسیح موعود کے بارہ میں خود مرزا غلام احمد کا یہ عقیدہ ہے کہ ”مسیح موعود جو آنے والا ہے، اس کی علامت یہ لکھی ہے، کہ وہ نبی اللہ ہوگا“

يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ

إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ -

(بحوالہ الاعتصام ۲۸ - جون ۱۹۶۸ء)

۱۱۳ ازالہ اوہام ص ۷۶، مصنفہ مرزا غلام احمد۔

مرزا غلام احمد و لاہوری مرزائی

لاہور کے مرزائی پرچے "پیغام صلح" نے اپنی دو اشاعتوں، مورخہ ۳۱ جولائی میں ہمارے اس مقالہ افتتاحی کا جواب دینے کی کوشش کی ہے، جس میں ہم نے لاہوری جماعت کے امیر کا ایک بیان نقل کیا تھا، کہ ان کے نزدیک :

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعوائے نبوت کرنے والا لعنتی ہے۔"

اور اسی کے ساتھ انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ :

"ہم مرزا غلام احمد کو مجدد مانتے ہیں۔"

ہم نے اس پر عرض کیا تھا کہ ایک طرف تو آپ سید الاولین والآخرین ، خاتم النبیین والمرسلین، رسول اللہ الصادق الالین کے بعد دعوائے نبوت کرنے والے کو لعنتی گردانتے ہیں، اور پھر اسی کو مجدد مانتے ہیں۔

ایں چہ بوالعجبی است ؟

اس سلسلہ میں ہم نے مرزا غلام احمد کی اپنی عبارات پیش کی تھیں جس میں انہوں نے صراحت کے ساتھ نبوت کا دعوائے کیا ہے، بلکہ اس دعوائے پر بتکرار مصر بھی ہیں اور دوسروں کو اس کے قبول کرنے پر زور بھی دیتے ہیں۔

لیکن "پیغام صلح" کے مدیر اور اس کے خطیب خواہ مخواہ لوگوں کو بتلاتے فریب رکھنے کے لیے اس بات کی تردید کر رہے ہیں، کہ مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعوائے نہیں کیا، اور جن عبارات میں دعوائے نبوت کا ذکر ہے، وہاں نبوت سے حقیقی نبوت نہیں، بلکہ مجازی نبوت مراد ہے اور کہیں ہماری پیش کردہ عبارت

”اس امت میں نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا اور تمام دوسرے لوگ اس نام کے مستحق نہیں“ لہ

کی توجیہ و تاویل میں اس طرح اپنی بوکھلاہٹ کا اظہار کیا کہ :
 ”اس فقرہ میں بھی نبی کا نام پانے کا ہی ذکر ہے منصب نبوت پر فاتر ہونے کا نہیں۔“

پتہ نہیں، پیغام صلح“ اس عبارت سے کون سی گتھی کو سلجھانا چاہتا ہے کہ مرزا غلام احمد نے نبی کا نام پایا ہے اور منصب نبوت پر فاتر نہیں ہوا۔ نبی نام بھی رکھا گیا اور پوری امت میں سے اس کے لیے مخصوص بھی کیا گیا، لیکن نبوت نہیں ملی؟ اس تضاد بیانی کے کیا کہنے! خداوند عالم نے خوب فرمایا ہے،
 ”لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا“

اصل میں لاہوری مرزائی خواہ مخواہ تکلف برتتے ہیں کہ مرزا غلام احمد نبی نہیں تھے اور ان کا ماننا ضروری اور فرض نہیں ہے، اور اس مقصد کے حصول کے لیے دھوراز کار تاویلیں تلاش کرتے ہیں، حالانکہ معاملہ بالکل واضح اور صاف ہے اور خود یہ بھی اندر سے اس بات کو مانتے ہیں، لیکن صرف اس بات کی وجہ سے کہ ان کے سربراہ اور موسس (مولوی محمد علی) کو مرزا بشیر الدین محمود وغیرہ نے بددیانتی اور خیانت کے الزام میں قادیان سے نکال دیا تھا۔ اس کے انتقام میں انہوں نے مرزا بشیر الدین کے باپ مرزا غلام احمد کی نبوت کا تو گلا انکار کر دیا، یعنی بیٹے کا انتقام باپ کے لیے۔ حالانکہ یہ خود اس حقیقت کے معترف تھے اور ہیں کہ مرزا مدعی نبوت تھے اور مرزائیوں کا سوادِ اعظم انہیں نبی مانتا اور جانتا اور کہتا ہے یعنی گردہ ثانی جس کی تیادت پہلے قادیان اور اب ربوہ کرتا ہے۔ مرزا غلام احمد کو

لہ ”حقیقۃ الوحی۔“

لہ ”پیغام صلح“ مورخہ سہ جولائی۔

دل اور زبان دونوں سے نبی جانتا ہے اور کہتا ہے اور گروہ اول جس کے قائد پہلے مولوی محمد علی اور اب صد الدین صاحب ہیں۔ مرزا کو دل سے نبی جانتے ہیں لیکن زبان سے انکار کرتے ہیں، گویا گروہ اول اس بارہ میں نفاق کا شکار ہے اور گروہ ثانی اس بارہ میں مخلص۔ اور یہ بات ہم بلا تحقیق نہیں بلکہ دلائل و براہین سے کہتے ہیں۔ چنانچہ دیکھیے لاہوری مرزائیوں کے امیر اول محمد علی کس طرح مرزا غلام احمد کی نبوت کے اقرار می ہیں، وہ لکھتے ہیں:

”ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ آخری زمانہ میں ایک اوتار کے ظہور کے متعلق جو وعدہ انہیں دیا گیا تھا وہ خدا کی طرف سے تھا، اور اس کو ہندوستان کے مقدس نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود میں خدا تعالیٰ نے پورا کر دکھایا۔“

اور دیکھیے کہ اس سے بھی زیادہ واضح کاف الفاظ میں کہتے ہیں:

”اس آخری زمانہ کے لیے تجدید دین کے واسطے بھی اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ عظیم الشان ضلالت کے وقت میں جو اخیر زمانہ میں ظہور میں آئے والی ہے، اپنے ایک نبی کو دنیا کی اصلاح کے لیے مامور کرے گا اور اس کا نام مسیح موعود ہوگا سو ایسا ہی ہوا“

اور:

”ہر ایک نبی نے جو خدا کی طرف سے آیا ہے، دو باتوں پر زور دیا ہے، اول یہ کہ لوگ خدا پر ایمان لائیں اور دوسرا یہ کہ اس کی نبوت کو اور اس کو منجانب اللہ ہونے کو تسلیم کر لیں۔۔۔۔۔ بعینہ اس

قدیم سنت الہی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب کو
بھی مبعوث فرمایا، ۱۷

یہ ہے ”پیغام صلح“ کے مؤسس اور لاہوری مرزائیوں کے قائد امیر محمد علی
صاحب کا حقیقی عقیدہ جسے بعد میں انتقاماً اور نفاقاً چھپانا شروع کر دیا اگرچہ
خفیۃً اس کو مانتے رہے اور ”پیغام صلح“ بھی اب تک مانتا ہے، جیسا کہ ہم
نے اپنے سابقہ مقالہ میں ذکر کیا تھا کہ خود ”پیغام صلح“ میں مرزا غلام احمد کو مسیح
موعود علیہ السلام کے لقب و خطاب سے یاد کیا جاتا ہے، اور مرزا غلام احمد نے
تصریح بھی کر دی ہے کہ مسیح موعود نبی ہو گا۔ ۱۸

اور اس سے بھی زیادہ کھل کر لکھتے ہیں:

”اس لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا، اگر
خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر
بتلاؤ اس کو کس نام سے پکارا جاتا؟ (ایڈیٹر ”پیغام صلح“ ذرا آنکھیں
کھول کر دیکھیں کہ مرزا غلام احمد کس طرح ان کے جھوٹے اور تاویلوں
کے تار پوز بکھیرتے ہیں، جس کے نام پر انھوں نے دھوکے کی
چار بن رکھی ہے، وہ آگے چل کر کہتے ہیں) ”تو پھر بتاؤ اس کو
کس نام سے پکارا جاتے، اگر اس کا نام محدث رکھا جاتے دیا ہے
کہ ”پیغام صلح“ نے نبی کے معنی محدث لیے ہیں، ۱۹

تو میں کہتا ہوں کہ محدث کے معنی کسی لغت کی کتاب

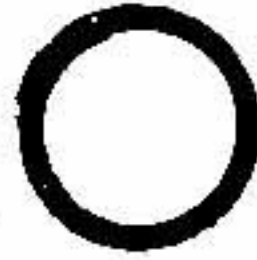
۱۷ ریویو آف ریلیجیوز ”جلد نمبر ۱۲ ص ۲۶۵۔

۱۸ حقیقۃ الوحی ص ۲۹۔ مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی۔

۱۹ پیغام صلح ۱۰۔ جولائی۔

میں اظہارِ غیب نہیں مگر نبوت کے معنی اظہارِ غیب ہیں۔
 آپ بتلاتیں کہ ہم بتلاتیں کیا؟

(بحوالہ "الاعتصام" ۳۶۔ جولائی ۱۹۶۸ء)



لہ "ٹریکٹ ایک غلطی کا ازالہ" مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

ہم نے گذشتہ شمارہ میں مرزائی پرچے "پیغام صلح" کا جواب دیتے ہوئے خود لاہوری مرزائیوں کے مؤسس اول، مولوی محمد علی صاحب، اور مرزا غلام احمد قادیانی کی عبارات پیش کی تھیں کہ اول الذکر، ثانی الذکر کو عرصہ دراز تک سول مانتے رہے اور ثانی الذکر نے واشکاف الفاظ میں نبوت کا دعوائے کیا، اور اس پر آخر تک مصر ہے، اس لیے "پیغام صلح" کے مدیر و خطیب کا یہ کہنا کہ مرزا غلام احمد نے دعوائے نبوت نہیں کیا، بلکہ مجددیت، ملہیت اور ہدویت کا دعوائے کیا ہے، حقائق سے کوئی تعلق نہیں رکھتا اور اس پر تو مدعی سست اور گواہ چست والی مثال صادق آتی ہے، کہ مدعی تو اپنے جرم کا اعتراف کرتا ہے اور گواہ خواہ مخواہ لوگوں کے سامنے لفظوں کے ہیر پھیر سے مدعی کی برأت کے لیے تکلف و تکلیف میں مبتلا ہوا چاہتا ہے، حالانکہ جیسا کہ ہم نے کسی گذشتہ شمارہ میں لکھا تھا، کہ خود لاہوری مرزائی مرزا غلام احمد کو "مسیح موعود علیہ السلام" لکھتے اور کہتے ہیں اور مسیح کے بارہ میں مرزا قادیانی نے یہ تصریح کر دی ہے کہ "مسیح موعود نبی ہو گا اور ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا" ۱۷۷

اور:

» آنے والا علیہ باوجود امتی ہونے کے نبی بھی کہلاتے گا ۱۷۷
 اور "تمہ حقیقۃ الوحی" میں آیت "وما کنا معدن بین حتیٰ نبعث مرسولا
 کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

۱۷ "حقیقۃ الوحی" ص ۲۹۔

۱۸ "نزول مسیح" ص ۲۸۔

۱۹ "براہین احمدیہ" حصہ پنجم ص ۱۸۲۔

”آخری زمانہ میں ایک سول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی

مسیح موعود ہے۔“ ۱۷

اور اس کے تین صفحے بعد رقمطراز ہیں :

”اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان

ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے، اور

اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے، اور اسی نے میری

تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے ہیں۔“ ۱۸

لاہوری مرزائیوں کے خطیب توجہ فرمائیں کہ ان کے اور ان کے مقتدا کے

الفاظ و عبارات میں کس قدر تضاد اور تناقض ہے کہ وہ مسیحیت کو طہیت اور

مہر دیت کے معنوں میں لے کر اس سے نبوت کی نفی کرتے ہیں جس کے نام پر یہ کھیل

کھیلا جاتا ہے وہ خودیوں کہتے ہیں کہ قرآن حکیم میں ”لفح فی الصور“ جو فرمایا گیا ہے،

”اس جگہ صور کے لفظ سے مراد مسیح موعود ہے، کیونکہ خدا کے نبی صور ہوتے

ہیں۔“ ۱۹

”اور اس فیصلہ کے لیے خدا آسمان سے قرنا میں اپنی آواز چھونکے

گا! وہ قرنا کیا ہے؟ اس کا نام نبی ہو گا۔“ ۲۰

اور یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ جتنے حوالہ جات ہم نے نقل کیے ہیں یہ سب کے

سب ۱۹۰۱ء کے بعد کے ہیں، جب کہ مرزا غلام احمد لوگوں کو اپنے واضح تہذیبی

پھنسا چکے تھے اور مہر دیت و مہر دیت کے تدریجی مقامات بڑھی چلائی و چابکدستی

سے لے کر کئی نبوت پر اٹھ صفات کرنے کا اعلان کر چکے تھے اور صحیح الفاظ میں کہہ چکے تھے:

۱۷ ”تمہ حقیقۃ الوحی“ ص ۶۵۔

۱۸

۱۹ ”چشمہ معرفت“ ص ۷۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

۲۰ ”ایضاً“ ص ۳۱۸۔

”ہمارا دعوایے ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔“

ان سب دلائل کے ہوتے ہوئے نہ جانے لاہوری مرزائی کیوں یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ مرزا قادیانی کے بارے میں لوگوں کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہو سکتے ہیں اور نہ معلوم احمدیہ بلڈنگ کے خطیب کیوں اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ وہ اپنے خطبوں میں اپنی پارٹی کو اکسا رہے ہیں کہ:

”ضرورت اس بات کی ہے کہ حضرت صاحب (مرزائے قادیانی)

کے صحیح مقام کو وسیع تر بنیادوں اور عظیم تر پروگرام کے تحت لوگوں کو روشناس کرایا جائے اور انہیں بتایا جائے کہ حضرت صاحب

(مرزا) نے جو دعوایے کیا ہے وہ چودھویں صدی کے مامور و مجدد ہونے

کا ہی ہے۔“

حالانکہ اس تکلف کی قطعی ضرورت نہیں، کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کا دعوایے نبوت اپنے اندر کوئی انخفا اور انخاص نہیں رکھتا، رہ گئی بات ”پیغام صلح“ کے اصطلاحات کی، تو حضور! اصطلاح اسے نہیں کہتے جسے آپ گھر بیٹھ کر گھڑ لیں اور اسے نبوت اور نبی کے معنی سمجھنے کے لیے جھست قرار دیں۔ اگر نبی اور نبوت کی اصطلاح معلوم کرنی ہے تو امت مسلمہ کی کتابوں کی طرف رجوع کیجیے کہ ان کے نزدیک نبی اور نبوت کی اصطلاح کن معنوں میں مستعمل ہے یا پھر اپنے مستند کی بات ہی کو مان لیجئے۔

”میرے نزدیک نبی اس کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام قطعی اور یقینی اور بکثرت نازل ہو جو خلیفہ پر مشتمل ہو، اس لیے خدا نے میرا نام

۱۔ مرزائی اخبار ”بدر“ ۵۔ مارچ ۱۹۶۹ء

۲۔ ”پیغام صلح“ ۲۴ جولائی ۱۹۶۹ء

نبی لکھا ہے: "۱۰

دیکھیے! خود آپ کے پیشوا نے آپ کی قلعی کھول کر رکھ دی، اصطلاح بھی بیان کر دی اور خود کو اس اصطلاح کے بموجب بنی بھی قرار دے دیا جاتے اور جا کے اپنے امیر صدر الدین صاحب سے کہیے کہ انہوں نے حضور اکرم، سید المرسلین، خاتم النبیین کے بعد دعوتے نبوت کرنے والے کو کیوں لعنتی قرار دیا؟ جب کہ مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں:

"ہمارا دعوتے ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں" ۱۱

۱۲ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

ہم پر آپ کی خفگی بالکل ناروا اور نامناسب ہے کیونکہ ہم نے تو آپ کو نہیں کہا، آپ اپنے پرچہ میں اپنے امام و راہنما کو گالیاں دیں، اس کے بیٹوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیں اور اس کو ماننے والی اپنے سے نسبتاً بڑی عمت کو بے دین شمار کریں۔ یہ تو خود آپ کی وساطت سے اور آپ کے امیر کی جانب سے ہوا ہے۔

چنانچہ یہ ہے آپ کے امیر کا بیان آپ کے پرچہ میں:

"احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اس بات پر محکم یقین رکھتی

ہے کہ جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین نہیں

کرتا اس کو بے دین سمجھتی ہے اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج قرار

دیتی ہے اور جو شخص حضور کے بعد دعوتے نبوت کرے، اس کو لعنتی

گردانتی ہے" ۱۳

۱۰ "تجلیات اللہ ص ۲۶۔

۱۱ "بدر" ۵۔ مارچ ۱۹۰۸ء۔

۱۲ "پیغام صلح" لاہور، شمارہ نمبر ۲۲، ۲۳، جلد ۵۶۔ مورخہ ۱۲ جون ۱۹۶۸ء۔

لیے ہمارا مخلصانہ مشورہ ہے۔

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
 سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا!
 (بحوالہ الاعتصام ۲ اگست ۱۹۶۸ء)



مرزائی اکابر الفرقان کے نام

اس دفعہ کا مرزائی ماہنامہ "الفرقان" ربوہ دیکھا تو اس کی فہرست میں مدیر
"الاعتصام" کا نام دیکھ کر تعجب کا کہ صاحب سے

مجھ تک کب ان کی بزم میں آتا تھا دورِ جام
ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں!

اور اراق پلٹے تو دیکھا کہ مدیر "الفرقان" نے اپنے مذہب اور بانیان مذہب
کی دیرینہ روایات پر عمل کرتے ہوئے دو بھائیوں "مدیر الاعتصام" اور "مدیر المنیر"
کے باہمی اختلافِ فکر اور اختلافِ رائے کو اچھال کر اپنی مقصد براری کی کوشش
کی ہے۔

ہم نے بانیان مذہب لفظ جمع کو قصداً استعمال کیا ہے، کیونکہ ہمارے
نزدیک مرزائیت بے چارے اکیلے مرزا غلام احمد ایسے بیمار آدمی کی تنہا
کوششوں اور کاوشوں کا نتیجہ نہیں بلکہ ایک پورے غدار، خائن اور مسلم دشمن
خانوادے اور ٹولے کی غداری، خیانت اور اسلام دشمنی کا ثمرہ ہے جس کی
تخم پاشی آبیاری اور افزائش اسلامیوں سے پٹے ہوتے صلیبی عیسائیوں اور
شیوجی کے پجاریوں نے کی ہے۔

اور اس بات کے ثبوت کے لیے مرزا غلام احمد نے اپنے اعترافات

سہ بمصدق آیت قرآنی "انما المؤمنون اخوة"

اور علامہ اقبالؒ کی تردید اور مرزائیت کی تائید میں پنڈت جواہر لال نہرو کے
 مضامین اور ڈاکٹر شنکر داس کا ۲۲ اپریل ۱۹۳۲ء کے اخبار "بند سے ماترم"
 میں شائع شدہ مضمون کافی بڑی شہادت ہیں۔

اس سلسلہ میں ہم تفصیل میں جاتے بغیر مرزا غلام احمد کے اپنے
 و تین اقرار نامے ضرور نقل کرنا چاہتے ہیں، وہ اپنی ایک درخواست میں
 جو انگریز لفٹیننٹ گورنر کو ارسال کی گئی تھی، کہتا ہے:
 "میں ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ نے
 ایک مدت دراز سے قبول کیا ہے کہ وہ خاندان اول درجہ پر
 سرکار دولت مدار انگریزی کا خیر خواہ ہے... میرے
 والد صاحب اور خاندان ابتداء سے سرکار انگریزی کے بدل جان
 ہوا خواہ اور وفادار رہے اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کے معزز
 افسروں نے مان لیا کہ یہ خاندان کمال درجہ پر خیر خواہ سرکار انگریزی ہے"

میرا باپ اور میرا بھائی اور خود میں بھی روح کے جوش سے اس
 بات میں مصروف رہے کہ اس گورنمنٹ کے فوائد و احسانات کو
 لوگوں پر ظاہر کریں اور اس کی اطاعت کی فرضیت کو لوگوں کے
 دلوں پر جما دیں۔" لہ

لہ درخواست بھنور نواب لفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ
 منجانب خاکسار غلام احمد از قادیان، مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۰۸ء، مندرجہ
 تبلیغ رسالت جلد ہفتم، ص ۸ تا ۱۱، مرتبہ میر قاسم علی قادیان

اور میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے،
میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور
خیر خواہ آدمی تھا۔۔۔۔۔ ۱۸۵۷ء میں جب مسلمان انگریزوں سے اپنی
آخری موت و ذلیت کی لڑائی لڑ رہے تھے انھوں نے اپنی طاقت
سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی یعنی پچاس سوار اور گھوڑے
بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیے
تھے۔۔۔ پھر میرے والد کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی، مرزا
غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا۔۔۔

اور اپنے گرامی مرتبت، خاندان کی خدمات جلیلہ برائے سرکار انگریزی

گنوائے کے بعد اپنا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں!

”میں بذات خود سترہ برس سے سرکار انگریزی کی ایک مثالی خدمت
میں مشغول ہوں کہ درحقیقت وہ ایک ایسی خیر خواہی گورنمنٹ عالیہ کی مجھ
سے ظہور میں آتی ہے کہ میرے بزرگوں سے زیادہ ہے اور وہ یہ کہ
میں نے بلیسیوں کتابیں عربی، فارسی اور اردو میں اس غرض سے
تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ سے ہرگز جہاد درست نہیں بلکہ
سچے دل سے اس کی اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔۔۔
اور جو لوگ میرے ساتھ مریدی کا تعلق رکھتے ہیں وہ ایک ایسی جماعت
تیار ہوتی جاتی ہے کہ جن کے دل اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی سے لبالب
ہیں۔۔۔ اور میں خیال کرتا ہوں، کہ وہ تمام اس ملک کے لیے بڑی برکت

ہیں اور گورنمنٹ کے ولی جانثار سلسلہ

کیا مدیر "الفرقان" مرزائیت کے بارے میں بھی مدیر
"الاعتصام" کی اس گواہی کو، جو خود ان کے مقتدار کی اپنی تحریرات
سے آراستہ و پیراستہ اور تائید یافتہ ہے، اپنے پرچہ میں درج
کرنے کی جرات کریں گے۔

آئینہ دیکھ اپنا سامنے لے کے رہ گئے
صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا!

اور اگر مدیر "الاعتصام" کی مسلمان ہونے کے ناطے مدیر "المنبہر" کے
بارہ میں گواہی نقل کی جاسکتی ہے تو خان احمد دین خان قادیانی کی
مرزائی بہو کی گواہی مرزائی خلیفہ میاں بشیر الدین محمود کے بارے میں
کیوں نقل نہیں کی جاسکتی جس میں اس مظلومہ و بے بس نے
مرزا محمود پر عصمت درسی کا الزام لگایا تھا اور پھر مدیر "الفرقان" کا
میاں فخر الدین مرزائی ملتانی کی شہادت کے بارے میں کیا خیال
ہے کہ جسے اس نے مرزا بشیر الدین محمود کے بارہ میں مرزائی ہما نشہ
محمد عمر کے حضور ثبت کروایا تھا کہ مرزا محمود کو تحریک جدید کا ایک
فائدہ ضرور ہوا ہے کہ پہلے تو لڑکوں کو تلاش کرنا پڑتا تھا اور اب
لڑکے جمع شدہ مل جاتے ہیں۔" ۱۷

۱۷ عریضہ بعالی خدمت، گورنمنٹ عالیہ انگریزی

منجانب مرزا غلام احمد قادیانی، مسند "تبلیغ رسالت" جلد ۶، ص ۲۵

۱۸ اخبار "الفصل" قادیان جلد ۲۵، نمبر ۱۶۵۔ مورخہ ۸ جولائی ۱۹۳۷ء

اور اگر گواہی کی بات چل نکلی ہے تو میاں محمود کے بارہ میں عبدالرحمن
 مصری قادیانی، ہستری عبدالکریم قادیانی، حکیم عبدالعزیز قادیانی، محمد علی
 امیر جماعت لاہوری مرزائی پارٹی، عمر الدین شملومی، راحت ملک
 اور مسماۃ سلمیٰ ابوبکر اور دیگر لاتعداد مرزائی لڑکوں، لڑکیوں اور مردوں
 عورتوں کی گواہیاں کیوں "والفرقان" کے صفحات کی زیب و زینت
 نہیں بنائی جاتیں جو آپ کے دوسرے خلیفہ راشد اور نبی مہندی کے
 بیٹے کی زندگی کے بہت سے رخنوں کی نقاب کشائی کرتے ہیں؟

نہ ہم سمجھتے نہ آپ آتے کہیں سے

پسینہ پونچھے اپنی جبیں سے

اور اگر مدیر "الفرقان" کو گواہیاں شائع کرنے کا بڑا ہی شوق ہو تو انہیں
 بشیر الدین کے با اور اپنے "مسیح موعود" کے بارہ میں بھی مرزائی
 حلقوں سے کافی گواہیاں مل سکتی ہیں۔ پہلی گواہی خود "مسیح موعود"
 کی اپنے ہی بارہ میں ہے، وہ اپنے ایک مرید محمد حسین کو لکھتے ہیں:

"مجھی انویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"

"اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خود کوئی

خود خریدیں اور ایک بوتل ٹانک و آتن کی پلو سر کی دکان سے خرید

دیں مگر ٹانک و آتن چاہیے، اس کا لحاظ رہے، باقی خیریت ہے۔ والسلام

مرزا غلام احمد عفی عنہ

۱۵ خطوط امام بنام ص ۵ مجموعہ مکتوبات مرزا بنام محمد حسین قریشی۔

اور ٹانگ و آٹن کے متعلق دکان پلوں سے پوچھا گیا کہ چلیتے؟
 تو جواب ملا، ٹانگ و آٹن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب
 ہے جو ولایت سے سر بند بوتلوں میں آتی ہے اس کی قیمت ۸ روپے
 اور دوسری گواہی خود مرزا بشیر الدین کی اپنے "اباسیح افیونی" کے
 بارہ میں ہے، افیون دواؤں میں اس کثرت سے استعمال ہوتی ہے
 کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ بعض اطباء کے
 نزدیک وہ نصف طب ہے... حضرت مسیح موعود علیہ السلام
 نے تریاق الہی دوا خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا ایک
 بڑا جزو افیون تھا۔ اور یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد
 حضرت خلیفہ اول (نور الدین) کو حضور (مرزا) چھ ماہ سے زائد تک
 دیتے رہے۔ اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوروں کے
 وقت استعمال کرتے رہے۔

اور اب ذرا مرزا تبت کے "مبلغ اعظم" خواجه کمال الدین کی
 شہادت بھی قلمبند کر لیجئے :

"پہلے ہم اپنی عورتوں کو یہ کہہ کر ابیاب اور صحابہ والی زندگی
 اختیار کرنی چاہیے کہ وہ کم اور خشک کھاتے اور خشن پہنتے تھے اور
 باقی بچا کر اللہ کی راہ میں دیا کرتے تھے، اسی طرح ہم کو بھی کرنا چاہیے
 غرض ایسے وعظ کر کے کچھ روپیہ بچایا کرتے تھے اور پھر وہ تاربان

۱۵ (۲۱- ستمبر ۱۹۳۳ء) منقول از سوائے مرزا صفحہ ۳۹۔

۱۶ مضمون از مرزا بشیر الدین محمود مندرج اخبار الفضل، جلد ۱۷۔

منبر ۶ مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۲۹ء

بھیجتے تھے، لیکن جب ہماری بیبیاں خود قادیان گئیں، وہاں پر رہ کر اچھی طرح وہاں کا حال معلوم کیا تو واپس آ کر ہمارے سر پر چڑھ گئیں کہ تم جھوٹے ہو، ہم نے تو قادیان میں جا کر خود انبیاء اور صحابہ کی زندگی کو دیکھ لیا ہے، جس قدر آرام کی زندگی اور تعیش وہاں پر عورتوں کو حاصل ہے۔ اس کا عشرِ عشر بھی باہر نہیں، حالانکہ ہمارا روپیہ اپنا کمایا ہوا ہے اور ان کے پاس جو روپیہ جاتا ہے وہ قومی اغراض کے لیے قومی روپیہ ہوتا ہے۔ لہ

اور لدھیانہ کا ایک مرزائی یوں لوحہ کناں ہے:

”جماعت مفروض ہو کر اور اپنی بیوی بچوں کا پیٹ کاٹ کر چندہ میں روپیہ بھیجتی ہے مگر یہاں بیوی صاحبہ (غلام احمد کی بیوی) کے زیورات اور کپڑے بن جاتے ہیں اور ہوتا ہی کیا ہے“ لہ

اور جناب محمد علی مفسر مرزائیت کی اپنے ”سیح موعود“ کے بارہ میں گواہی

کیا ہے وہ بھی قابل اشاعت ہے:

”حضرت صاحب (مرزا غلام احمد) نے اپنی وفات سے پہلے جس دن وفات ہوئی، اسی دن بیماری سے کچھ ہی پہلے کہا کہ خواجہ (کمال الدین) صاحب اور مولوی محمد علی صاحب مجھ پر بدظنی کرتے ہیں کہ میں قوم کا روپیہ کھا جاتا ہوں، ان کو ایسا نہ کرنا چاہیے تھا۔ (وا حسرتاً) ورنہ انجام اچھا نہ ہو گا دس کا؟ اپنا؛ واقعی اچھا نہ ہوا

لہ ”کشف الاختلاف“ ص ۱۳، مصنفہ سرور شاہ قادیانی۔

لہ اخبار ”الفضل“ قادیان جلد ۶، ص ۳۰۰۔ مورخہ ۲۱ اگست ۱۹۳۸ء

چنانچہ آپ نے فرمایا کہ آج خواجہ صاحب مولوی محمد علی کا ایک خط لے کر آئے اور کہا کہ مولوی محمد علی نے لکھا ہے، لنگر کا خرچ تو تھوڑا سا ہوتا ہے، باقی ہزاروں روپیہ جو آتا ہے وہ کہاں جاتا ہے اور گھر میں آکر آپ نے بہت غصہ ظاہر کیا کہ کیا یہ لوگ ہم کو حرام خور سمجھتے ہیں ان کو روپیہ سے کیا تعلق۔“

اور آخر میں کیا مدیر "الفرقان" ربوہ ایک بہت بڑے مرزائی کی شہادت کو بھی اپنے موقریہ میں شائع کرنے کی زحمت گوارا فرمائیں گے، کہ مرزا غلام احمد سر دیوں کی ٹھٹھرتی ہوئی تاریک اتوں میں غیر محرم عورتوں سے اپنی ٹانگیں دبویا کرتے تھے؛ اور اگر ضرورت محسوس کریں تو اس کا نام اور پتہ بھی بتایا جاسکتا ہے۔

آئی نہ بڑھاپا کی دامان کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند ببادیکھ

ہم بارہا حکومت کو "الاعتصام" کے ان کالموں میں اس بات سے آگاہ کر چکے ہیں کہ:

”انگریزوں نے مرزائیت کو برصغیر پاک و ہند میں وجود ہی اس لیے بخشا تھا کہ یہ اسلامیان برصغیر کے اندر انتشار و افتراق کے بیج بوئیں اور یہ آج تک اپنے آقا جان ولی نعمت کی تربیت اور ہدایت کے مطابق اس فریضہ شہر

۵۰ مرزا بشیر کا خط حکیم نور الدین کے نام سے ترجمہ حقیقت اختلافات ص ۵۰
مصنفہ محمد علی قادریانی امیر جماعت لاہوری مرزائی

کو انجام دے رہے ہیں اور اگر اس پر ان کی گرفت کی جاتے تو
 واویلا اور چیخ و پکار شروع کر کے حکومت سے مدد و معاونت کی
 التجائیں اور فریادیں شروع کر دیتے ہیں اور اندرون پر وہ حکومت
 کے مختلف شعبوں میں سرگرم عمل مرزائی کارندے مسلمانوں کو گزند
 پہنچانے اور پہنچوانے کی جدوجہد میں مشغول ہو جاتے ہیں جس
 سے پاکستان میں بسنے والی عظیم اکثریت مسلمان قوم کے اندر حکومت
 کے خلاف ناراضگی اور نفرت کے جذبات کا پیدا ہونا ایک قدرتی امر
 ہوتا ہے اور ہم پورے یقین و وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ صدر ایوب
 کی حکومت کے سنگھاسن کے ڈولنے کی ایک بہت بڑی وجہ
 ان کی مرزائیت نوازی اور ان کے گرد مرزائی افسروں کا جھگڑا بھی
 ہے۔ آئندہ بننے والی حکومتیں اور آتے والے حکمران شاید اس
 سے نصیحت حاصل کر سکیں۔“

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَآيٰتٍ لِّمَنْ اَعْيُنٌ رَّاهِيَةٌ

(بحوالہ الاعتصام) ۱۲/۲۱ مارچ ۱۹۶۹ء

پاکستان میں مرزائی ریاست

حال ہی میں خبر آئی ہے کہ محکمہ اوقاف ان اداروں کو بھی اپنی تحویل میں لینے کے بارے میں سوچا جا رہا ہے جو ہنوز اس کے "سایہ عاطفت" میں نہیں آئے ہیں۔ اس وقت اس بارے میں بحث نہیں کہ محکمہ اوقاف کا یہ اقدام درست ہے یا نہیں، بلکہ ہم اس وقت محکمہ اوقاف کے کارپردازوں سے خصوصاً اور ارباب حکومت پاکستان سے عموماً اس سوال کا جواب چاہتے ہیں کیا وجہ ہے کہ حکومت اور اس کے قائم کردہ محکمہ اوقاف نے بلا رعایت ہر گروہ اور ہر فرقے کے دینی اداروں اور مدارس، مکاتب، مساجد اور ان کی املاک کو تو اپنی تحویل میں لیا اور ان کی آمدنی پر اپنے پرے بٹھا دیے لیکن ایک مخصوص مذہب کے تمام ادارے اور اس کی تمام املاک اس حکم سے مستثنیٰ رہیں، اب جبکہ ان اداروں پر قدغن لگانے کے متعلق سوچا جا رہا ہے، جن کی اپنی کوئی پرارپی نہیں اور جن کا تمام بار چند اہل شیعہ حضرات کے کندھوں پر ہے، تب اس مذہب کے ان بے پناہ سرپا پر اداروں کے بارے میں کیوں لب کشائی نہیں کی جاتی؟ ہمارے ہر ادیب و ستارے نے مرزا غلام احمد انجمنی کی امت اور ان کی جماعت سے ہے جنہوں نے حکومت پاکستان کے اندر بیٹھے ہوئے ایک ایسے حکومت کی تشکیل کر رکھی ہے پاکستان میں بسنے والے اس بات پر اضطراب کا اظہار کیے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ان پر تو بلا کے تمام قوانین و ضوابط لاگو ہوں لیکن چند ایسے لوگوں کو ان قوانین و ضوابط سے مستثنیٰ قرار دیا جائے جنہوں نے اپنی عقیدتوں کا مرکز و محور عربی و صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے غلام ہندسی کو بنا

رکھا ہے اور جن کے ہناں خانہ ذل میں پاکستان میں بستے ہوتے بھی ہندوستان
 کی ایک بستی رچی اور سی ہوتی ہے، اگر اوقاف بورڈ، اہل حدیث، بریلوی، دیوبندی
 شیعہ اور دیگر مسلمان فرقوں کے دینی اور صاحب املاک اداروں پر اپنے پرے بٹھا
 سکتا ہے تو مرزائی صاحب جامداد اداروں پر کیوں پرے نہیں بٹھاتے جاتے
 کہ جن کی سالانہ آمدنی ایک کروڑ روپے سے زیادہ ہے اور جنہوں نے جناب کے
 کنارے آباد بستی یعنی باقاعدہ حکومتی طرز پر سیکٹر ٹیک بنا رکھا ہے اور جس بستی میں مرزائی
 آقاؤں کی مرضی کے بغیر کوئی شخص کو ٹھہری تک کی تعمیر نہیں کر سکتا اور جہاں کے باسی بڑے
 فخر و مباہاتے کرتے ہیں کہ ہماری بستی میں بعض سرکاری دفاتر موجود تو ہیں لیکن ان دفاتر کے
 سربراہ ہماری امت کے ہی لوگ ہیں جن کی وجہ سے ان سرکاری دفاتر کی حیثیت عملاً مرزائی اداروں کی ہو
 گئی ہے اور صرف اسی پر بس نہیں بلکہ آئے دن مرزائی اخبارات میں اس
 نوعیت کے اشتہارات آتے رہتے ہیں کہ ملک کے فلاں شعبہ میں اس قدر
 اسمیاں خالی ہیں اور فلاں میں اس قدر۔ اس لیے فوری طور پر اپنی درخواستیں
 ربوہ میں فلاں کے نام ارسال کر دی جاتیں۔ اس قسم کے اشتہارات کو پڑھ کر
 ایک عام آدمی فوری طور پر یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ ربوہ کو درخواستیں
 لینے کے اختیارات کس نے تفویض کر رکھے ہیں؟ حکومت نے؟ یا ان مرزائی
 آفیسروں نے جو مختلف شعبوں کے سربراہ ہیں؟ اور پھر آیا ان آفیسروں کو یا ان
 کے گمشدوں کو قانون پاکستان کی رو سے یہ حق حاصل ہے کہ وہ ملازمت کی درخواستیں
 ایک مخصوص غیر مسلم مذہب کے توسط سے طلب کرے؟ وگرنہ کیا یہ امور حکومت
 میں مداخلت تو نہیں؟ پاکستان میں بسنے والی مسلمان اکثریت کہ جس نے اور
 جس کے لیے اس ملک کو حاصل کیا گیا تھا، اس بات پر بھی بے چینی کا اظہار
 کیے بغیر نہیں رہ سکتی کہ انگریزوں کی پروردہ، وظیفہ خوار اور جاسوس جماعت

کو جو مسلمانوں کو تحریک آزادی دے جس کے نتیجہ میں پاکستان ظہور میں آیا، میں شمولیت سے باز رکھتی اور انگریزوں کی ذلہ خواری پر آمادہ کرتی رہی، اس طرح کی بے جا مراعات سے نوازا جائے جو نہ صرف یہ کہ عام مسلمانوں کے مفادات کے منافی ہیں بلکہ خود حکومت پاکستان اور ملک کے قوانین سے ٹکراتی ہیں اگر مرزائی اپنے چند گماشتوں کے بل پر من مانی کاروائیاں کر سکتے ہیں تو مسلمان اپنے ملک کے حکام جن کی اکثریت اُپر سے لے کر نیچے تک بے شک تعالیٰ مسلمانوں سے تعلق رکھتی ہے، یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ ان کو وہی گئی خصوصی مراعات ختم کی جائیں اور اس بات کی تحقیق کی جائے کہ یہ لوگ ملکی امور میں مداخلت بے جا کے ترکیب تو نہیں ہو رہے؟ نیز ان کو ان تمام قوانین و ضوابط کا پابند کیا جائے جن کی پابندی پاکستان کے عام شہریوں پر لازم قرار دی گئی ہے اور ان سرکاری آفیسروں کو قرار واقعی سزا دی جائے جنہوں نے ان کو اس قسم کی رعایت دینے میں حصہ لیا ہو۔

اس سلسلہ میں محکمہ اذیت کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ مرزائیوں کی گڑبگڑوں کو روکنے کی وقت جاگزیاد کی تحقیقات کر کے انہیں اپنے قبضہ میں لے لے اور عام مسلمانوں کی بے اطمینانی کو دور کرے۔

دبچوالہ الاعتصام، ۶ جون ۱۹۶۹ء

مرزا محمد خلیفہ و شاہان

ساتی مرے خلوص کی شدت تو دیکھنا

پھر آگیا ہوں شدت دوران کو ٹال کے

آج سے تقریباً چار ماہ پیشتر جولائی کے اوائل میں کسی دوست سے ربوہ کے ایک مرزائی پرچہ "الفرقان" کو دیکھنے کا اتفاق ہوا، جس میں اس کے مدیر ابو العطاء اللہ دتہ جالندھری نے یا وہ گوئی اور کذب بیانی کے طومار باندھے ہوئے تھے اس پر اور مرزائیوں کے دیگر پرچوں کے مضامین پر تبصرہ کرتے ہوئے ہم نے ہفت روزہ "اہل حدیث" لاہور کے شمارہ نمبر ۱۲، بابت ۳۳ جولائی ۱۹۱۶ء میں ایک ادارہ بعنوان "امت مرزائیہ اور اہل حدیث" رقم کیا جس میں ہم نے لکھا:

"اہل حدیث کا ادارہ"

وہ ربوہ اور لاہور کے چند مرزائی پرچوں نے کچھ عرصہ سے میدان خالی سمجھ کر اہل حدیث کے خلاف ہرزہ سرائی کا اچھا خاصا بازار گرم کر رکھا ہے۔ اس سلسلہ میں "الفرقان" لاہور اور "پیغام صلح" خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آخر الذکر پرچے "پیغام صلح" کو چھوڑ کر کہ لاہوری مرزائیوں کا ترجمان ہے اور ہم سابق میں دو تین مرتبہ اس کی دریدہ دہنیوں کا اچھی طرح نوٹس لے چکے ہیں، پہلے دونوں چھپڑوں کا انداز تہمت شرافت سے بالکل عاری ہوتا ہے۔

وہ "الفرقان" ربوہ کے مدیر ابو العطاء اللہ دتہ جالندھری نے اہل حدیث کے خلاف یا وہ گوئی کی ابتداء اس وقت کی، جب ہم "الاعتصام"

کی ادارت سے الگ ہو گئے۔ اس کے بعد اس نے ہماری مصروفیت کو دیکھتے ہوئے جھوٹ اور غلط بیانی کا ایک طومار باندھ دیا اور مزیداً بات کہ باوجود ہفتہ وار "اہل حدیث" اور ماہنامہ ترجمان الحدیث کے تبادلہ جاری ہونے کے "الفرقان" دفتر "اہل حدیث" میں ارسال کرنے سے گریز کیا، تاکہ ہم ان کے کذب کو آشکار نہ کر سکیں۔

پچھلے دنوں اچانک ہی "الفرقان" کے چند پرچے دیکھنے کا اتفاق ہوا تو ہم حیران رہ گئے کہ اس اخبار کا مدیر جو ہمارے سامنے بھگی بلی بنا رہا کرتا تھا، ہمارے میدان سے ہٹتے ہی کس طرح شیر بن گیا ہے کہ اسے یہ کہتے ہوئے بھی شرم محسوس نہیں ہوتی کہ :

"اس نے اپنی طالب علمی کے زمانہ میں شیخ الاسلام، وکیل المسلمین مولانا شامہ اللہ الامر تیسری کو اسلام اور مرزائیت کے موضوع پر شکست فاش سے دوچار کر دیا تھا، اور بڑے صغیر کے نامور عالم دین اور مناظر اسلام حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ اس سے گفتگو کی تاب نہ لاسکے تھے"۔

خدا کی شان تو دیکھو کہ کلپتری گنجی حضور بلبل بستان کیسے ذرا سنجی حالانکہ یہ وہی مرزائی مناظر ہے کہ جس نے "الاعتصام" کے زمانہ ادارت میں ایک دفعہ اور عرف ایک دفعہ ہمارے سامنے آنے کی جرأت کی تھی اور پھر دوسری بار سامنے آئے گا تو صلہ اپنے اندر نہ پاسکا اور جس کا تعاقب ہم نے روبرو کی ہمارے دیواری

تک کیا تھا، لیکن باوجود لکارنے اور ابھارنے کے اسے گفتگو کی ہمت نہ ہوتی، کیا اسے "الاعتصام" کے وہ گیارہ اداریے بھول گئے ہیں جن کا جواب نہ پاتے ہوتے اس نے اپنے آقا یوب کی بارگاہ میں دہائی دینا شروع کر دی تھی، یا مدیر "النہیر" کے بارہ میں ہماری شہادت پر مدیر "الفرقان" کے نام ہمارا وہ تازمانہ اسے یاد نہیں رہا جس کی ٹیس وہ مدتوں تک محسوس کرتا رہا؟

اور اس نے یہ بھی فراموش کر دیا ہے کہ ہم نے اس کے دفتر ربوہ بیٹھ کر اسرائیل اور مرزائیت کے تعلق اور روابط پر اسے گفتگو کی اور مرزائیت اور اسرائیل دونوں کو مسلمانوں کے خلاف انگریز کی تخلیق اور سازش ثابت کیا تو اس نے اڑھی ہوئی رنگت اور خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے پھکی مسکراہٹ کے ساتھ ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث سے جو اس سفر میں راقم الحروف کے ساتھ تھے، کہا تھا کہ احسان صاحب..... دو دھاری تلوار ہیں اور اس سے بھی پہلے ۱۹۶۲ء میں جب میں مدینہ یونیورسٹی سے رخصت پر گھر آیا تھا اور اپنے سپاہی لکوٹ کے چند مرزائی لڑکوں کے ذریعہ مجھے ربوہ آنے کی دعوت دی تھی اور جناب جلال الدین شمس کے بکترہ میں بیٹھ کر صداقت مرزا کے موضوع پر بحث کا آغاز کرتے ہوئے میں نے مرزا غلام احمد کی پیش گوئیوں کو پیش کیا تھا تو آپ نے اپنے سامنے ایک نوخیز طالب علم کو دیکھتے ہوئے بڑے وثوق اور اعتقاد کے ساتھ دعوت کی کیا تھا کہ مرزا غلام احمد کی کوئی پیش گوئی ایسی نہیں جو پوری نہ ہوئی ہو اور محمدی سلیم کی پیش گوئی

کے متعلق ایسی توجیہ پیش کی تھی، جسے سُن کر حاضرین اور خود
جلال الدین شمس بھی سکر اتے بغیر نہ رہ سکے تھے تو آپ نے اپنی
پیشانی سے پیشانی کے قطرے پونچھتے ہوتے کہا تھا کہ "پیش گوئی
کابھی کی زندگی میں پورا ہونا ضروری نہیں جس طرح کہ حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیاں بعد میں پوری ہوئیں تو میں نے جواب
دیا تھا کہ جناب محمدی بیگم کی پیش گوئی تو تعلق ہی مرزا کی زندگی سے
رکھتی ہے وگرنہ شادی قبر مرزا سے ہوگی؟ تو شمس صاحب نے
آپ کی مدد کرتے ہوئے کہا کہ نبیوں کی تمام پیش گوئیوں کا پورا ہونا
ضروری نہیں ہوتا۔ جس طرح کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض
پیش گوئیاں پوری نہیں ہوئیں اور جب میں نے چیلنج دیا کہ ایسا کہنا
بالکل غلط اور جھوٹ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گوئی
پیش گوئی ایسی نہیں جو وقت پر پوری نہ ہوتی ہو تو آپ نے دونوں بغلیں
جھانکنے لگے تھے اور پھر آپ کو یاد ہے کہ آپ نے کسی دوسرے
موضوع پر گفتگو کے لیے کہا تو میں نے مرزائی معتقدات کا مسلمانوں
کے عقائد کے خلاف ہونا ثابت کیا۔ اثنائے گفتگو جب ختم نبوت
کا تذکرہ آیا تو آپ نے اسے موضوع بحث بنانے اور مرزائیت پر
دلیل ٹھہرانے کے لیے زور دیا۔ میں تصدًا اس سے گریز کرتا رہا
کیونکہ میں اس موضوع پر ان ہی دنوں ایک مفصل اور مبسوط مقالہ
عربی میں تحریر کر چکا تھا اور چاہتا تھا کہ میرے انکار کو اس مسئلہ
میں عدم علم پر محمول کرتے ہوئے آپ اور اصرار کریں اور اس
بحث کو صدق و کذب مرزا پر فیصلہ کن قرار دین اور یہی ہوا، لیکن چند

ہی محوں بعد آپ نے محسوس کیا کہ اس موضوع پر میری گرفت
دیگر مواضع سے کہیں زیادہ مضبوط ہے اور جب میں نے آپ
کی اس باخستگی سے اور زیادہ لطف لینے کے لیے آپ کو خبر دی
کہ اس موضوع پر میرا ایک مفصل اور مبسوط مقالہ عربی پرچوں میں
چھپ چکا ہے تو آپ کی حالت دیدنی تھی۔ آپ فوراً اٹھے، اور
چھٹکارا پانے کے لیے جلدی سے اسی موضوع پر اپنا ایک رسالہ
اپنے دستخطوں سے مجھے دیا۔ کہ جب دونوں طرف سے اس مسئلہ
پر تحریریں موجود ہیں تو اس بحث سے کیا فائدہ اور میرے شدید
اصرار پر بھی آپ آنا وہ گفتگو نہ ہوئے اور آپ کا وہ رسالہ آج
بھی آپ کی شکست کی یادگار کے طور پر میرے پاس محفوظ

ہے۔

اور پھر مجھے سیالکوٹ کے ان مرزائی لڑکوں نے یہ بھی بتلایا
کہ جب انہوں نے آپ کو پوچھا کہ آپ اتنے بڑے مناظر ہو کر ایک
صحوبی طالب علم کو لاجواب نہیں کر سکے، جس کے متعلق آپ کا خیال
تھا کہ وہ پانچ منٹ سے زیادہ عرصہ آپ سے گفتگو نہیں کر سکے گا،
تو آپ نے فرمایا تھا، مجھے افسوس ہے کہ میں نے اس لڑکے کو سمجھنے
کا یہ سہارا نہ دیا جو میرے کوئی خاص تیاری نہیں کر سکا۔ کہ نہ
اس کا بات کرنا دیکھ رہا تھا اور پھر "لڑکے نے" "الاعتصام"
کے صفحات میں آپ کی اور آپ کے متنبی کی اپنی تحریروں
سے آپ کے فہم و سائنسہ مذہب کے پورے اٹھارے، لیکن
ہندو آپ کی تیاری نہیں ہو سکی اور یہ ان شمارہ نمبروں میں

تک ہو سکے گی، اور آج آپ بایں بے بضاعتی، بے علمی اور بے مائیگی، ایک فریب خوردہ قوم کو اور زیادہ دھوکے میں مبتلا کرنے کے لیے کہتے ہیں کہ آپ نے شیخ الاسلام مولانا شاہ اسماعیل اور مناظر المسلمین مولانا محمد حسین بٹالوی کو شکست دی۔ لعنتہ اللہ علی الکاذبین!

حضرت! کہاں راجہ بھوج اور کہاں گنگو اتیلی؟

نہ ہم سمجھے نہ آپ آئے کہیں سے۔ پسینہ پونچھے اپنی جہاں سے آپ کی لاف زنی کے دن ختم ہو گئے، آئیے ہم آج بھی آپ کو سر عام دعوت دیتے ہیں کہ جس موضوع پر اور جہاں چاہیں ہم سے تقریری یا تحریری گفتگو کر لیں تاکہ لوگوں کو آپ کی کذب بیانی کے ساتھ آپ کے مذہب اور متنبی کے جھوٹے کا بھی علم ہو جائے۔

رہ گئی بات "لاہور" کی تو اس چھیٹے نے سوائے ہرزہ سرائی اور بیہودہ گوئی کے کبھی دلیل و سند سے بات ہی نہیں کی۔ اگر گالی کا جواب گالی میں ہی سننا اس کا شوق ہے تو اسے سن لینا چاہیے کہ ہم امتِ مرزائیہ کو واٹرہ اسلام سے خارج اور سرور کائنات علیہ السلام کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والے کو کذاب اور جہاں سمجھتے ہیں۔ اور ان کی عبادت گاہیں ہمارے نزدیک مسجد حزار سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں کہ جب بھی اس دین میں صحیح اسلامی حکومت قائم ہوتی انہیں مسمار کر دیا جائے گا اور اس میں آنے والوں کو اسلام میں واپس لوٹنا پڑے گا یا اسلامی دین میں ایک لگ اقلیت

بن کر رہنا پڑے گا جن کے معاہدہ کو اور تو سب کچھ کہا جاسکے گا، مساجد
 نہیں کہ یہ نام صرف مسلمانوں کی عبادت کا ہوں سے مشخص ہے۔“
 اس ادارے کے بعد ہمیں چند مرزائیوں کی جانب سے دھمکی آمیز
 اور دشنام سے لبریز خطوط کے علاوہ کوئی جواب موصول نہ ہوا۔ ہم نے
 ان گالیوں اور دھمکیوں کا نوٹس لینا اس لیے گوارا نہ کیا کہ ایک بروباختہ
 امت سے جن کا رہنا اور مقصد گالی کے سوا بات ہی نہیں کر سکتا تھا، اس
 دشنام طرازی کے علاوہ اور توقع بھی کیا کی جاسکتی ہے، اس کے بعد اپنی تعلیمی،
 تبلیغی اور دیگر مصروفیات کے باعث میں تقریباً مسلسل تین ماہ تک دفتر سے
 غیر حاضر اور منقطع سا رہا، ہفتہ وار ”اہل حدیث“ اور ماہنامہ ”ترجمان الحدیث“
 میں میرے رفقاء تبادلتہ آنے والے پرچوں کے قابل توجہ مضامین پر نشان لگا
 کر مجھے بھجوا دیتے اور میں ان کے بارہ میں انہیں اپنا مشورہ دے دیتا اور
 میرے وہ اجاب جو میرے طرزِ تحریر کو جانتے پہچانتے ہیں، انہیں معلوم
 ہو گا کہ میں نے ”اہل حدیث“ میں تو تین ماہ سے کچھ لکھا ہی نہیں، البتہ
 ”ترجمان الحدیث“ کا مختصر سا ادارہ اور ایک آدھ مضمون ضرور لکھتا رہا۔
 اس دوران ”الفرقان“ کا کوئی پرچہ نہ تو دفتر میں موصول ہوا اور نہ ہی
 میں اپنی گونا گوں مصروفیات اور اسفار کی وجہ سے اس کی طرف توجہ دے
 سکا۔ اکتوبر کو دفتر اہل حدیث سے نائب مدیر نے مجھے بتلایا کہ ”الفرقان“ بابت
 ستمبر میں آپ کے خلاف اور جماعت اہل حدیث کے خلاف کافی ہرزہ سہرائی
 کی گئی ہے۔ میں نے پرچہ منگوا کر دیکھا تو حیران رہ گیا کہ مزرائیت کا وہی
 بھگوڑا اور بزدل جسے ”خالہ احمدیت“ کا لقب دیا گیا ہے اور جس کی شکست
 اور بزدلی کا شاہکار ”الاعتصام“ میں ہمارے وہ گیارہ ادارے اور اُس کے

اپنے نام ایک کھلا خط ہے جن کا جواب اس سے ابھی تک نہیں بن بڑا آج کس طرح لن ترانیاں کر رہا اور دو لٹیاں جھاڑ رہا ہے حالانکہ اسے اس کا بھی اعتراف ہے کہ وہ ماضی میں ہمارا جواب دینے سے قطعاً طور پر قاصر رہا ہے اور اس کا اظہار اس نے خود "الفرقان" کے شمارہ جولائی میں بھی کیا ہے، جو اس وقت ہمارے پیش نگاہ ہے۔

مدیر "الفرقان" کا جھوٹ اور شکست اور ہماری سچائی اور فتح خود اس کی تحریر سے نمایاں ہے کہ اس نے ان تمام مسائل سے قطع نظر کر کے جن کا ہم نے اپنے ادارہ پر مذکورہ بالا میں ذکر کیا ہے، دو ایسے مسائل زیر بحث لانے کی تجویز رکھی ہے، جن کا ذکر کردہ مسائل سے کوئی تعلق نہیں کہ آیت "فلما توفیتی" میں توفی کے معنی موت اور قرآن مجید کی آیات میں نسخ پر تحریری گفتگو کر لی جاتے۔ گویا کہ وہ اس بات کا کھلم کھلا اقرار ہی ہے کہ :

- ۱- اسرائیل اور مرزائیت کا آپس میں گہرا ربط اور تعلق ہے۔
- ۲- مرزائیت اور اسرائیل دونوں ہی انگریز کی تخلیق اور سازش کا نتیجہ ہیں۔
- ۳- مرزا غلام احمد کی پیش گوئیاں جھوٹی ہیں۔
- ۴- محمدی بیگم کے بارہ میں مرزا غلام احمد کی پیش گوئی جھوٹی ثابت ہوئی۔
- ۵- مرزائیوں کے معتقدات مسلمانوں کے عقائد کے خلاف ہیں۔
- ۶- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور مرزا غلام احمد کا دعوائے نبوت جھوٹ ہے۔

وگرنہ جان مرزا! یہ کیا کہ سوالات تو سامنے ہوں اور جوابات کے لیے ایسے موضوعات کو تلاش کیا جائے جن سے مقصود سوائے بات اکھانے اور اس بہکی ہوئی قوم کو اور زیادہ بہکانے کے اور کچھ نہیں۔ بھلا آیت نسخ وغیرہ

سے مرزا غلام احمد کی نبوت کا کیا تعلق ہے؟ کیا مرزا غلام احمد سے پیشتر آیات نسخ کے بارہ میں کسی نے کچھ نہیں کہا اور کیا ان کا آیات نسخ کے بارہ میں وہی کچھ کہنا جو مرزا نے ان سے نقل اور سرتہ کر کے کہہ دیا ہے۔ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ بھی نبی اور رسول تھے؟ وگرنہ ایسی باتوں کو صدق و کذب مرزا کی دلیل ٹھہرانا، چہ معنی وارد؟

رہ گئی بات معنی "توفی" کی تو ابھی تک پوری امت مرزا کیہ امام العصر مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کی مقروض ہے۔ کہ آج تک اس کے بڑوں سے لے کر خوردوں تک سے اس کا جواب نہیں بن پڑا، کسی سے کہو کہ اس کا جواب لکھے، پھر ہم بھی دیکھیں گے کہ اس کا قرصہ کیسے اتارا جاسکتا ہے، ذرا خود ہی کوشش کر کے دیکھو تو سہی ہے۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو کے آزماتے ہوتے ہیں !

ہمارا آج بھی چیلنج ہے آؤ اور مسائل مذکورہ پر ہم سے جہاں تمہارا دل چاہے گفتگو کر لو۔ لاہور آؤ تو چینیالوالی مسجد میں انتظام کے ذمہ دار ہم ہیں ربوہ میں انتظام تم کو تو ہم آنے کو تیار ہیں، اور اگر ان موضوعات پر آپ کو اپنی شکست تسلیم ہے تو آؤ، کسی بھی ایسے موضوع پر گفتگو کر لو جس کو تم منتخب کرو۔ بشرطیکہ اس کا تعلق مرزا غلام احمد کی نبوت اور اس کے صدق و کذب سے ہو، تاکہ ہمارا قیمتی وقت صرف ہو تو اس میں آپ کے ساتھ ساتھ آپ کے متنبی کے جھوٹ کا بھی لوگوں کو علم ہو جائے۔ ہمارے تین جولائی کے الفاظ آج بھی آپ کو لکار رہے ہیں۔

”آپ کی لاف زنی کے دن ختم ہو گئے، آئیے ہم آج بھی آپ کو سرعام دعوت دیتے ہیں، کہ جس موضوع پر اور جہاں چاہیں ہم سے تحریری یا تقریری گفتگو کر لیں، تاکہ لوگوں کو آپ کی کذب بیانی کے ساتھ ساتھ آپ کے مذہب اور متنبی کے جھوٹ کا بھی علم ہو جائے۔“

ہماری اس عبارت کو دوبارہ پڑھ لیجیے اور آئیے ہم آپ کے منتظر ہیں، رہ گئی بات مرزائی لڑکے کے خطوط کی تو ایک جھوٹے مدعی نبوت کی امت کے ایک فرد سے جھوٹ اور افتراء کے علاوہ اور توقع بھی کیا کی جاسکتی ہے، نیز ان ایسے لونڈوں کی کیا حیثیت ہے کہ انہیں قابل التفات سمجھا جاتے، جن کی اپنی تحریریں غلط گوئی اور کذب بیانی کی غمازی کرتی ہیں، کہ ایک طرف تو وہ ... میرے بارہ میں لکھتا ہے کہ :

”میری گفتگو اور بحث سے بہائیوں کا ایک ایرانی مبلغ جس سے میری فارسی

میں بحث ہوتی بوکھلا گیا اور بعد ازاں بہائیت سے تائب ہو گیا۔“

اور دوسری طرف میرے ہی متعلق لکھتا ہے کہ :

”مدیر ”الفرقان“ کی عربی میں گفتگو سن کر بچوں کی طرح اس کا منہ دیکھ

رہا تھا اور دل ہی دل میں آپ کی علمیت کا اعتراف کر رہا تھا۔“

حالانکہ جس بہائی مبلغ کی طرف اشارہ ہے، اس نے سیالکوٹ کے

مرزائیوں کا ناطقہ بند کر رکھا تھا اور ایرانی الاصل والنسل ہونے کے ساتھ ساتھ

فلسفہ اور الہیات میں تہران یونیورسٹی سے ایم۔ اے اور یون یونیورسٹی جرمنی

سے پی۔ ایچ ڈی تھا اور مزے دار بات کہ اس سے میری بحث مدیر ”الفرقان“

سے گفتگو سے بھی تین سال پیشتر ہوتی تھی جب کہ ابھی میری مسیحا بھی نہیں بھنگی

تھیں اور میں فارسی کا ایک معمولی طالب علم تھا، جب کہ اللہ دتہ جالندھری

ایسے بر خود غلط ان پڑھ سے گفتگو کے وقت میں نہ صرف یہ کہ علوم عربیہ کی تکمیل کر چکا تھا... بلکہ مدینہ یونیورسٹی میں بھی دو سال گزار چکا تھا، جبکہ میرے مضامین عالم عرب کے ممتاز ترین مجلات و جرائد میں شائع ہوتے تھے اور میری عربی تحریر و تقریر کو خود مدینہ یونیورسٹی کے اساتذہ اور عالم عرب کے نامور ادیب اور خطیب سمراہ چکے تھے (ایک ایسی بات جسے شاید مدیر "الفرقان" بھی نہ کہہ سکا... رہا علمیت کا اعتراف اور وہ بھی دل ہی دل میں، یہ بات بھی خوب رہی، مجھے معلوم نہ تھا کہ راون کے دیس میں سارے ہی راون گزرے ہیں۔ مرزا غلام احمد نے وحی و الہام کا دروازہ کیا کھولا، کہ غالب کے الفاظ ہیں :

ہر بوا الہوس نے حسن پرستی شعار کی

اب آبرو سے شیوہ اہل نظر گئی !

ایکے اور باتے، اسی مرزائی لڑکے نے لکھا کہ :

” اس وقت تو ہم احسان صاحب کے گھر کے افراد، یعنی

مسلمان تھے اور اب ہم پر کفر کے فتوے دیتے ہیں۔“

حالانکہ مرزائیوں کے کفر کے بارہ میں اس وقت بھی میرے ایقان اور ایمان

کا عالم یہ تھا کہ ربوہ میں رہنے کے باوجود پانی کی ایک بوند اور کھانے کا ایک

لقمہ تک منہ میں نہ ڈالا تھا کہ کفار کے برتنوں میں کھانا درست نہیں۔ کیس

مرزائی لڑکے اور خود مدیر "الفرقان" اس کے خلاف پر حلف اٹھانے کو تیار ہیں

کہ میں پورا دن ربوہ میں بھوکا رہا تھا، اور ان دنوں ربوہ میں کوکا کولا وغیرہ

مشروبات میسر نہ تھے، اور جب مدیر "الفرقان" نے پیش کش کی کہ وہ میرے لیے

ربوہ اسٹیشن سے جہاں کہ مسلمانوں کی دوکانیں ہیں، کچھ کھانے پینے کو منگوا

لیتے ہیں تو میں نے شکر یہ سے ٹال دیا تھا۔ اس جھوٹ پر یہی کہتا ہوں کہ

خوبِ خدائے پاک دلوں سے نکل گیا

آنکھوں سے شرم سرور کون مکان گئی

”الفرقان“ نے ”اخبار اہل حدیث کے مدیر کے نام“ کے بعد ایک

نئے عنوان ”مساجد کے لیے خدائی غیرت“ کے تحت راقم الحروف کے

خلاف پھر یا وہ گوئی اور اپنے خبیث باطنی کا طومار باندھا،

وہ ہم پر تاملانہ حملہ کی طرف اشارہ کرتے ہوتے لکھتا ہے کہ:

”مرزائیت کے خلاف لکھنے کی پاداش میں مرزا غلام احمد کا الہام

کیسے پورا ہو کہ انی مہین من اراد اہانتک، کہ جس نے تجھے ذلیل

کیا اسے میں ذلیل کروں گا۔“

اگر مدیر ”الفرقان“ کا مقصد یہ ہے کہ اس حملہ کا سبب مرزائیت کے خلاف

ہمارا قلمی اور لسانی جہاد ہے تو حکومت کو اس طرف توجہ کرنی چاہیے۔

اور اگر اس کا مطلب ہے کہ یہ قدرت کی طرف سے سزا بنتی تو ہم

کہہ سکتے ہیں کہ اس کے برعکس یہ قدرت کی طرف سے ایک انعام تھا کہ اس نے

ہماری ان حقیر خدمات کو شرف قبولیت بخشے ہوئے (جو ہم کفر، ہر قسم کے کفر،

جن میں سرفہرست مرزائیت ہے، کے خلاف سرانجام دے رہے ہیں) اپنے

فضل و کرم سے ہمیں محفوظ رکھا تو بات زیادہ درست ہوگی۔

اور اگر مدیر ”الفرقان“ کی مراد لاہور کے ایک کمیونسٹ ہفت روزہ کی وہ

ہرزہ سرائی ہے جس کا ہر مومن مسلمان اور محب وطن پاکستانی نشاۃ بنا ہوا ہے

تو شاید شاعرانہ طور پر یہ کہا جاسکے کہ معاملہ بالکل برعکس ہے اور مرزا غلام احمد کا الہام

اپنے بارہ میں نہیں بلکہ ہمارے بارہ میں تھا کہ ادھر اس کے مدیر نے ہمارے خلاف

بہتان طرازی شروع کی ادھر زنجیریں پہن کر خود رسوا ہو گئے۔

اور اللہ تبارک و تعالیٰ صاحب! اگر قاتلانہ حملہ باعثِ ذلت ہوتا تو اس ذاتِ گرامی پر حملہ کی کوشش نہ کی جاتی، جس کی چادرِ نبوت پر انگریزوں کے ایک ذلہ خوار نے ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی اور جس کے جوتوں پر تم نہیں، تمہارے متنبی مرزا غلام احمد ایسے کرڈروں افراد وارے جاسکتے اور قربان کیے جاسکتے ہیں۔ سید الکونین رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی ایک نہیں کتنی کوششیں کی گئیں۔ جاؤ سیرت اور سوانح کی کتابوں کو اٹھاؤ تمہیں غلامِ ہندی سے فرصت کہاں کہ رسولِ عربی علیہ السلام کی سیرت کے اوراق الٹ سکو!

رہ معاملہ "الاعتصام" کا تو اس کے بارہ ہیں اہل حدیث امرتسر کے نامور مدیر شیخ الاسلام حضرت مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک پسندیدہ شعر ہی نقل کیے دیتا ہوں۔

ان یحسدونی فانی غیر لاشہم
قبلی من اهل الفضل قد حسدا

اور آؤ پھر اسی پہ مناظرہ کر لو، تحریری یا تقریری جیسے تم چاہو اور جہاں تم چاہو کہ ذلیل کون ہو؟ مرزا غلام احمد اور اس کی اولاد اخلاف کہ ثناء اللہ اور اس کے ساتھی اور رفیق؟

مرزا کی موت کب ہوئی؟ کیسے ہوئی اور کب؟

نور الدین کیسے مرا؟ اور بشیر الدین کا انجام کیا ہوا؟ اور ہمیں امید ہے کہ لاحق کا انجام بھی سابق سے مختلف نہ ہوگا۔ ان شاء اللہ العزیز۔

مدیر "الفرقان" نے اپنے بعض باطنی اور رذالتِ طبعی کا مظاہرہ کرتے ہوئے لاہور کے ایک سوشلسٹ روزنامہ سے ایک خبر بھی نقل کی ہے جس میں مدیر "ترجمان الحدیث" کے بارہ میں ایک الزام تراشا گیا تھا، "والفرقان" نے اس کے نیچے لکھا ہے :

"ہم ان اقتباسات کو بھی تاریخ میں محفوظ کرنے کے لیے شائع کر رہے ہیں۔"

قارئین صرف اسی سے اندازہ لگالیں کہ امتِ مرزا اپنے متنبی کی پیروی میں دیانت و امانت سے کس حد تک عاری ہو چکی ہے، کیونکہ اس روزنامہ نے دو سکر دن ہی اس خبر کے جھوٹ اور بے بنیاد ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے اس کی تردید شائع کر دی تھی لیکن مرزائیوں کے اس "پوپ" کی بددیانتی اور افترا پردازی کو دیکھیے کہ اس نے خبر نقل کرتے ہوئے اس کی تردید کے بارہ میں کچھ کہنے کی زحمت تک گوارا نہیں کی، حالانکہ اگر اسے تاریخ میں محفوظ کرنے کا اتنا ہی شوق تھا تو ہم اسے غلام احمد، اس کی امت اس کے بیٹوں، پوتوں اور ان کی بیویوں کے بارہ میں ایسی خبریں فراہم کر دیتے جن کی تردید کی جرأت آج تک کسی مرزائی کو نہیں ہو سکی، چند خبریں تو آج کی صحبت میں محفوظ کر لیں اور مزے کی بات کہ ایک بھی بیگانے سے نہیں۔

مرزا غلام احمد کا اپنا بیٹا اور مرزائیت کا یکے از اصناؤید مرزا بشیر احمد اپنے باپ کے سوا سچ میں لکھتا ہے :

"بیان کیا مجھ سے میری والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلے گئے۔"

جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھرتا رہا۔ جب آپ نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام) اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے اور چونکہ ہمارے دادا کا نشانہ تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں اس لیے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچھری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔

مرزا غلام احمد کا بڑا لڑکا اور مرزا بیوں کا دوسرا خلیفہ اپنے باپ کے بارہ بیوں کو ہر افشانی کرتا ہے۔

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام تریاق الہی وواحد تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی، اور اس کا ایک بڑا بیٹا وانشیون تھا اور یہ دو کسی قدر اور انبیوں کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول کو حضور چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے، اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے۔“

اور خود مرزا غلام احمد اپنے بارہ بیوں کو خبر دیتے ہیں :
 محبی انور حکیم محمد حسین صاحب
 اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے، آپ اشیاء خوردنی خود

۱۔ سیرۃ المہدی ج ۱، ص ۲۲۲، مصنفہ مرزا بشیر احمد قادیانی۔

۲۔ مضمون میاں محمود، مندرجہ اخبار ”الفضل“ قادیان ۱۹ جولائی ۱۹۲۹ء۔

خریدیں اور ایک بوتل ٹانک واٹن کی پلومر کی دکان سے خریدیں، مگر ٹانک واٹن چاہیے، اس کا لحاظ رہے باقی خیریت ہے۔“ لہ

اور پلومر کی دکان سے جب پوچھا گیا کہ ٹانک واٹن کیا ہے تو انھوں نے جواب دیا:

”ٹانک واٹن ایک قسم کی طاقت ور اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولایت سے سر بند بوتلوں میں آتی ہے، اس کی قیمت

۸ روپے۔ ۳۱ ستمبر ۱۹۳۳ء“ لہ

اور اگر خبر درج ہی کرنی تھی تو اپنے خلیفہ اول کی کی ہوتی۔ مرزائی اخبار ”پیغام صلح“ کا نامہ نگار ایک اشتہار گنجینہ صداقت میں لکھتا ہے:

”کہاں مولوی نور الدین صاحب کا حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نبی اللہ اور رسول اللہ اور اسمہ احمد کا مصداق یقین کرنا اور کہاں وہ حالت کہ وصیت کے وقت مسیح موعود کی رسالت کا اشارہ تک نہ کرنا، استقامت میں فرق آنا اور پھر بطور سزا گھوڑے سے گر کر بڑی طرح زخمی ہونا۔ آخر مرنے سے پہلے کئی دنوں تک بولنے سے بھی لاچار ہو جانا اور نہایت مفلسی میں مرنا اور آئندہ جہاد میں بھی کچھ سزا اٹھانا اور اس کے جوان فرزند عبدالحی کا عنقوان شباب میں مرنا اور اس کی بیوی کا تباہ کن طریق پر کسی اور

لہ خطوط امام بنام غلام ص ۵۔

لہ منقول از سورتے مرزا ص ۳۹، حاشیہ مصنفہ حکیم محمد علی پرنسپل طبیہ کالج امرتسر۔

جگہ نکاح کر لینا وغیرہ۔ یہ سب باتیں کم عبرت انگیز نہیں تھیں، بلکہ

اب ذرا سینہ تمام کے ان خبروں کو تاریخ کے سینہ میں محفوظ رکھنے کا بندوبست کیجئے، جو ان کے خلیفہ ثانی اور مرزا غلام کے بڑے بڑے رٹکے کے بارہ میں چھی اور جن کی تردید کی جرأت نہ آج تک کسی کو ہوتی اور نہ خود مرزا بشیر الدین کو اس کا حوصلہ ہوا اور وہ خبریں ہیں باقاعدہ گواہوں کی ایک فوج کے ساتھ، حضرت خلیفہ مرزائیت مرزا بشیر الدین محمود کے بارہ میں ایک مرزائی خاتون خود اپنا واقعہ بیان کرتی ہیں :

میں میاں صاحب کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں اور لوگوں میں ظاہر کر دینا چاہتی ہوں کہ وہ کیسی روحانیت رکھتے ہیں۔ میں اکثر اپنی سہیلیوں سے سنا کرتی تھی کہ وہ بڑے زانی شخص ہیں مگر اعتبار نہیں آتا تھا، کیونکہ ان کی مومنانہ صورت اور سچی شرمیلی آنکھیں ہرگز یہ اجازت نہیں دیتی تھیں کہ ان پر ایسا بڑا الزام لگایا جاسکے۔ ایک دن کا ذکر کہ میرے والد صاحب نے جو ہر کام کے لیے حضور سے اجازت حاصل کرتے ہیں اور بڑے مخلص احمدی ہیں۔ ایک رقعہ حضرت صاحب کو پہنچانے کے لیے دیا، جس میں اپنے ایک کام کے لیے اجازت مانگی تھی۔ خیریں رقعہ لے کر گئی۔ اس وقت میاں صاحب نئے مکان میں مقیم تھے۔ میں نے اپنے ہمراہ ایک لڑکی لی جو وہاں تک میرے ساتھ گئی اور ساتھ ہی واپس آگئی۔ چند دن بعد مجھے پھر ایک رقعہ لے کر جانا پڑا۔ اس وقت

منقول از الفضل قادیان مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۲۲ء۔

بھی وہی لڑکی میرے ہمراہ تھی۔ جوں ہی ہم دونوں میاں صاحب کی نشست گاہ میں پہنچیں تو اس لڑکی کو کسی نے پیچھے سے آواز دی میں اکیلی رہ گئی۔ میں نے رقعہ پیش کیا اور جواب کے لیے عرض کیا، مگر انھوں نے فرمایا کہ تم کو جواب دے دوں گا، گھبراؤ مت۔ باہر ایک دو آدمی میرا انتظار کر رہے ہیں ان سے مل آؤں، مجھے یہ کہہ کر اس کمرے کے باہر کی طرف چلے گئے اور چند منٹ بعد پیچھے کے تمام کمروں کو قفل لگا کر اندر داخل ہوئے اور اس کا بھی باہر والا دروازہ بند کر دیا۔ اور چٹکیاں لگا دیں۔ جس کمرے میں میں تھی وہ اندر سے چوتھا کمرہ تھا، میں یہ حالت دیکھ کر سخت گھبرائی اور طرح طرح کے خیال دل میں آنے لگے۔ آخر میاں صاحب نے مجھ سے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور مجھ سے برا فعل کروانے کو کہا، میں نے انکار کر دیا، آخر زبردستی انہوں نے مجھے پلنگ پر گرا کر میری عزت برباد کی اور ان کے منہ سے اس قدر بدبو آ رہی تھی کہ مجھ کو چکر آ گیا اور وہ گفتگو بھی ایسی کرتے تھے کہ بازار ہی آدمی بھی ایسی نہیں کرتے، ممکن ہے جسے لوگ شراب کہتے ہیں انھوں نے پی ہو، کیونکہ ان کے ہوش و حواس بھی درست نہیں تھے۔ مجھ کو دھمکایا کہ اگر کسی سے ذکر کیا تو تمہاری بدنامی ہوگی۔ مجھ پر کوئی شک نہ کرے گا۔“

۱۔ انجاء مبارکہ بابت جون ۱۹۲۹ء، خادم قادیانی، منقول از ”ربوہ کا مذہبی آمر“
مصنفہ راحت ملک برادر خورد عبدالرحمن۔

اللہ و نامر زائی صاحب! اگر خبر نقل ہی کرنی تھی تو یہ کی ہوتی ہے

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے مہرے کا جگر

مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

ذرا اور آگے چلیے! اور دیکھیے کہ اس امت مرزاتیہ کے سربراہ کا کردار

کیسا ہے جس کی رفاقت و غلامی پر مدیر "الفرقان" نازاں ہے اور جس کے

بجائے ہوتے شیش محلوں میں بیٹھ کر مرزاتیت کا یہ بزمِ خویش اور بر خود غلط

"خالد" دوسروں پر پتھر پھینکتا ہے۔

ایک خاندانی مرزاتی اور خلیفہ قادیان کے خاندان سے انتہائی قربت

رکھنے والا نوجوان محمد یوسف لکھتا ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و

اشھد ان محمدا عبیدہ ورسولہ۔

میں اقرار کرتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نبی

اور خاتم النبیین ہیں اور اسلام سچا مذہب ہے۔ میں احمدیت کو بھی

برحق سمجھتا ہوں اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے

دعوے پر ایمان رکھتا ہوں اور مسیح موعود مانتا ہوں اور اس اقرار

کے بعد میں تو کہد بعد اب حلف اٹھاتا ہوں۔

میں اپنے علم اور مشاہدہ اور روایت عینی اور آنکھوں دیکھی

بات کی بنا پر خدا کو حاضر ناظر جان کر اس کی پاک ذات کی قسم

کھا کر کہتا ہوں کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ ربوہ نے اپنے

سامنے اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد سے زنا کروایا، اگر میں اس حلف میں جھوٹا ہوں تو خدا کی لعنت اور عذاب مجھ پر نازل ہو۔ میں اس بات پر مرزا بشیر الدین کے ساتھ بالمقابل حلف اٹھانے کے لیے بھی تیار ہوں۔" لے

اے چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی،

یہ گھر جو جلی رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو!

اب ذرا اس پر خود مرزائیوں کی اپنی گواہیاں بھی شمار کر لیجیے! اچھا ہوا کہ آپ نے ہمیں توجہ دلا کر ایک اہم بات کو تاریخ کے سینوں میں ہمیشہ کے لیے محفوظ کرنے کا سامان نبیا کر دیا وگرنہ آج شاید ہی کسی مسلمان کے حافظہ میں یہ بات موجود رہ گئی ہوتی۔

نہ تم صدے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سر بستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

اور:

عدو شرے برا نگیزو کہ خیر مداراں باشد

۱۔ محمد یوسف معرفت عبدالقادر تیرتھ سنگھ جے پلوان روڈ عقب شالیماں ہوٹل، کراچی۔ منقول از ربوہ کا مذہبی آمر، ص ۱۶۹، مصنفہ راحت ملک قادیانی برادہ خور و عبدالرحمن خادم، مبلغ قادیانی۔

گواہی منبر

شیخ مشتاق احمد قادیانی مرزا محمود کے متعلق خبر سنا تے، اور ان کے متعلق
گواہی دیتے ہیں :

” خاکسار پرانا قادیانی ہے اور قادیان کا ہر فرد بشر مجھے نوب
جاتا ہے۔ ہجرت کا شوق مجھے بھی دامن گیر ہوا اور میں قادیان میں
ہجرت کر آیا۔ قادیان میں سکونت اختیار کی۔ خلیفہ قادیان کے
حکمہ قضا میں بھی کچھ عرصہ کام کیا مگر دل میں آرزو آزاد روزگار
کی تھی اور اخلاص مجبور کرتا تھا کہ اپنا کاروبار شروع کر کے خدمت میں
بجالاؤں۔ چنانچہ خاکسار نے ”احمدیہ دو اکھر“ کے نام ایک دو خانہ
کھولا جس کے اشتہارات عموماً اخبار ”الفضل“ میں شائع ہوتے
رہے ہیں مگر میں یہ کہوں تو بجا ہوگا کہ قادیان کی رہائش میسر ہی
عقیدت کو زائل کرنے کا باعث ہوئی، وگرنہ اگر میں اور قادیانی
بھائیوں کی طرح دور دور رہی رہتا تو آج مجھے اس تجارتی کمیٹی
کے ایکٹروں کے سر بستہ رازوں کا انکشاف نہ ہوتا، یا اگر میں خاص
قادیان میں اپنا مکان بنا لیتا، یا خلیفہ قادیان کا ملازم ہو جاتا، تو
مجھے آج اس اعلان کی جرأت نہ ہوتی۔ . . .“

(خاکسار شیخ مشتاق احمد، احمدیہ دو اکھر قادیان)

گواہی منبر

ڈاکٹر محمد عبداللہ قادیانی کہتے ہیں :

” میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر، اسی کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی
 قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے، یہ شہادت دیتا ہوں کہ میں اس
 ایمان اور یقین پر ہوں کہ موجودہ خلیفہ مرزا محمود احمد دنیادار،
 بدچلن اور عیش پرست انسان ہے۔ میں ان کی بدچلنی کے متعلق
 خانہ خدا، خواہ وہ مسجد ہو، یا بیت اللہ شریف یا کوئی اور مقدس
 مقام ہو، میں حلف ہو کہ بعد اب اٹھانے کے لیے ہر وقت
 تیار ہوں، اگر خلیفہ صاحب مباہلہ کے لیے نکلیں تو میں مباہلہ
 کے لیے حاضر ہوں۔“

یہ الفاظ میں نے دلی ارادہ سے لکھ دیے ہیں، تاکہ دوسروں
 کے لیے ان کی حقیقت کا انکشاف ہو سکے۔ والسلام۔“
 (ڈاکٹر محمد عبداللہ آنکھوں کا ہسپتال قادیان جال لاپٹو)

گواہی نمبر ۳

ستری اللہ بخش قادیانی، خلیفہ قادیان کی پاک بازی کا قصہ یوں بیان
 کرتے ہیں:

” میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر یہ تحریر کرتا ہوں
 کہ موجودہ خلیفہ مرزا محمود احمد دنیادار، عیش پرست اور بدچلن
 انسان ہے۔ میں ہر وقت اس سے مباہلہ کے لیے تیار
 ہوں۔“

(ستری اللہ بخش احمدی قادیانی)

گواہی نمبر ۴

بیگم صاحبہ ڈاکٹر عبداللطیف صاحب مرحوم ہم زلف خلیفہ ربوہ فرماتی ہیں:

” مرزا محمود احمد خلیفہ ربوہ بدچلن، زنا کار انسان ہیں۔ میں نے ان کو خود زنا کرتے دیکھا۔ اور میں اپنے دونوں بیٹوں کے سر پر ہاتھ رکھ کر موکد بجزاب حلف اٹھاتی ہوں۔“

(بیگم ڈاکٹر عبداللطیف)

گواہی نمبر ۵

خان عبدالرب برہم صدر انجمن کے دفتر بیت المال میں کام کرتے، اور سر محمد ظفر اللہ کی کوٹھی کے ایک حصہ میں رہائش پذیر تھے۔ آپ نے مرزا محمود کی ہمیشہ کا دودھ پیا ہوا ہے، اس سے آپ کے گھر سے مراسم کا اندازہ لگائیے وہ کہتے ہیں:

” میں شرعی طور پر پورا پورا اطمینان حاصل کرنے کے بعد خدا کو حاضر و ناظر جان کر یہ کہتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ صاحب یعنی مرزا محمود احمد کا چال چلن نہایت خراب ہے۔ اگر وہ مباہلہ کے لیے آمادگی کا اظہار کریں تو میں خدا کے فضل سے ان کے مقابل مباہلہ کے لیے ہر وقت تیار ہوں۔ والسلام“ (عبدالرب خاں برہم)

گواہی نمبر ۶

عتیق الرحمن فاروق سابق مرزائی مبلغ لکھتے ہیں:

”میرسی قادیانی جماعت سے علیحدگی کے وجوہات منجملہ دیگر دلائل و
 براہین کے ایک وجہ اعظم، جناب خلیفہ صاحب کی سیاہ کاریاں
 اور بدکاریاں ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ خلیفہ صاحب مقدس اور
 پاکیزہ انسان نہیں بلکہ نہایت ہی سیاہ کار اور بدکار ہے۔
 اگر خلیفہ صاحب اس امر کے تصفیہ کے لیے مباہلہ کرنا
 چاہیں تو میں بطیب خاطر میدان مباہلہ میں آنے کے لیے
 تیار ہوں۔ فقط“

(شاہکار عتیق الرحمن فاروق، سابق مبلغ جماعت احمدیہ قادیان)

گواہی نمبر

علی حسین قادیانی اپنی والدہ کا واقعہ بیان کرتے ہیں :
 ”میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم
 کھانا لعینوں کا کام ہے، مندرجہ ذیل شہادت لکھتا ہوں :
 بیان کیا مجھے میری والدہ نے کہ میں حضرت خلیفہ مرزا محمود احمد صاحب
 کے ہاں رہا کرتی تھی۔ میں نے دیکھا کہ حضرت صاحب جو ان نامحرم
 لڑکیوں پر عمل مسموم کر کے انہیں سلا دیا کرتے تھے، پھر آپ ان کو
 کئی جگہ سے ہاتھ سے کاٹتے، تب بھی انہیں ہوش نہ ہوتی تھی۔

۲۔ ایک دفعہ حضرت صاحب کے گھر میں سیڑھیاں چڑھ رہی تھی
 کہ اوپر سے حضرت صاحب انہیں سیڑھیوں پر سے اترتے آئے
 تھے۔ جب میرے متقابل پہنچے تو انہوں نے میری چھاتی پکڑ لی۔ میں

نے زور سے پھڑپھڑائی۔“

(خاکسار علی حسین قادریانی)

گواہی منبر

ملک عزیز الرحمن جنرل سیکریٹری احمدیہ حقیقت پسند پارٹی لاہور قادریانی جماعت کے مشہور و معروف سرگرم مبلغ ملک عبدالرحمن خادم گجراتی، مصنف احمدیہ پاکٹ بک کے حقیقی برادر ہیں۔ آپ واقف زندگی ہو کر ربوہ میں عرصہ تک قیام پذیر رہے۔ اور دفتر پرائیویٹ سیکریٹری میں بطور سپرنٹنڈنٹ کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اور آپ فارن مشن اکاؤنٹس کے انچارج بھی تھے، فرماتے ہیں:

”میں اس قہار خدا کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے

یہ بیان کرتا ہوں کہ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض واقف زندگی ربوہ

(حال راولپنڈی) نے میرے سامنے میرے مکان واقعہ لاہور پر

کئی ایسے واقعات بیان کیے جن سے خلیفہ صاحب ربوہ کے

اول درجہ بدکار ہونے کا یقین کامل ہو جاتا ہے، اس نے میرے اور

چند دوستوں کے سامنے بالوضاحت یہ بیان دیا کہ خلیفہ صاحب

ربوہ معہ اپنی بیویوں کے باقاعدہ پروگرام کے تحت بدکاری کرتے ہیں

ڈاکٹر صاحب نے مزید فرمایا کہ میں نے اس تمام بدکاری کو چشم خود

دیکھا ہے۔ اگر ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض اس بیان مذکورہ بالا

سے انحراف کریں تو میں ان سے حلف مؤکد بعد اب کا مطالبہ

کروں گا۔ مزید برآں مجھے چونکہ خلیفہ صاحب کے دفتر

پرائیویٹ سیکرٹری میں بطور سپرنٹنڈنٹ کام کرنے اور خلیفہ صاحب
کو نزدیک سے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ میں بھی خلیفہ صاحب سے
اس ضمن میں اور ان کے چھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے بارہ میں
مباحثہ کرنے کو ہر وقت تیار ہوں۔ فقط
دکتر عزیز الرحمن جنرل سیکرٹری احمدیہ حقیقت پسند پارٹی لاہور

گواہی نمبر ۹

مشہور مرزائی مبلغ شیخ عبدالرحمن جن کو مرزا محمود اپنے دورہ انگلستان
میں اپنے ہمراہ لے کر گیا تھا۔ یوں گواہی ناماں ہیں:

”موجودہ خلیفہ سخت بدچلن ہے۔ یہ تقدس کے پردہ میں عورتوں کا

شکار کھیلتا ہے، اس کام کے لیے اس نے بعض مردوں اور بعض

عورتوں کو بطور ایجنٹ رکھا ہوا ہے۔ ان کے ذریعہ یہ معصوم

لڑکیوں اور لڑکوں کو قابو کرتا ہے۔ اس نے ایک سوسائٹی بنائی

ہوتی ہے جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں۔ اس سوسائٹی میں

نہ نہ ہوتا ہے۔“

(عبدالرحمن مری قادیانی)

گواہی نمبر ۱۰

عبدالحمید قادیانی جو اپنی خدماتِ جلیلہ کی بنا پر خدام الاحمدیہ حلقہ مسجد اقصیٰ

کا جنرل سیکرٹری رہ چکا ہے، رقمطراز ہے:

”قسم ہے مجھ کو خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی، قسم ہے مجھ کو

قرآن پاک کی سچائی کی، قسم ہے مجھ کو حبیب کبریا کی معصومیت
 کی کہ میں اپنے قطعی علم کی بنا پر جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد
 صاحب خلیفہ ربوہ کو ایک ناپاک انسان سمجھنے میں حق الیقین پر
 قائم ہوں۔ نیز اس بات پر بھی شرح صدر حاصل ہے کہ آپ
 جیسے شعلہ بیان یعنی (سلطان البیان) مقرر سے قوت بیان کا
 چھن جانا اور دیگر بہت سے امراض کا شکار ہونا، مثلاً تسیان فالج وغیرہ
 یقیناً خدائی عذاب ہیں جو کہ خدائے عزیز کی طرف سے اس کی
 قدیم سنت کے مطابق مقرر بیان کے لیے مقرر کیے گئے ہیں۔

علاوہ دیگر واسطوں کے آپ کے مخلص ترین مریدوں کی
 زبانی وقتاً فوقتاً آپ کے گھناؤنے کردار کے بارہ میں عجیب و غریب
 انکشافات اس عاجز پر ہوتے۔ مثال کے طور پر آپ کے ایک
 مخلص مرید جناب محمد صدیق صاحب شمس نے بارہا میرے سامنے
 جناب خلیفہ صاحب کے چال چلن اور غیر شرعی افعال کے ترکیب
 ہونے کے بارہ میں بہت سے دلائل و ثبوت اور خلیفہ صاحب
 کے پرائیویٹ خط پیش کیے۔

اس جگہ میں احتیاطاً یہ لکھ دینا ضروری خیال کرتا ہوں کہ
 اگر محترم صدیق کو میرے بیان بالا کی صحت کے بارہ میں کوئی اعتراض
 ہو تو میں ہر دم ان کے ساتھ اپنے اس بیان کی صداقت پر مباہلہ
 کے لیے تیار ہوں۔“

(احقر العباد عبد المجید اکبر مکان نمبر ۵، بلاک ڈی ٹی ٹی ریل روڈ لاہور)

گو اہی منبر اللہ

حافظ عبدالسلام مرزائی شہادت دیتا ہے:
 ”میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر جس کے ہاتھ میں میری جان
 ہے، جو جبار و قہار ہے، جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتی اور مردود
 کا کام ہے، حسب ذیل شہادت دیتا ہوں۔“

میں ۱۹۳۲ء سے لے کر ۱۹۳۶ء تک مرزا گل محمد صاحب
 رئیس قادیان کے گھر میں رہا۔ اس دوران میں کئی مرتبہ ایک
 عورت مسماة عزیزہ بیگم صاحبہ کے خطوط خفیہ طریقہ سے ان
 کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے کہ ان خطوں کا کسی سے بھی ذکر نہ
 کرنا، خلیفہ محمود کے پاس لے جاتا رہا۔ خلیفہ مذکور بھی اس طریقہ
 سے اور ہدایت بالا کو دہراتے ہوئے جواب دیتا رہا۔ خطوط انگریزی
 میں تھے۔

اس کے علاوہ ایک عورت کو رات کے دس بجے بیرونی راستہ
 سے لے جاتا رہا جب کہ اس کا خاوند کہیں باہر ہوتا۔ عورت غیر معمولی
 بناؤ سنگھار کر کے خلیفہ کے دفتر میں آتی تھی۔ میں بموجب ہدایت
 اسے گھنٹہ یا دو گھنٹہ بعد لے آتا تھا۔

ان واقعات کے علاوہ بعض اور واقعات سے اس نتیجہ پر
 پہنچا ہوں کہ خلیفہ صاحب کا چال چلن خراب ہے اور میں ہر وقت
 ان سے بے بہا ہلکہ کرنے کے لیے تیار ہوں۔“

حافظ عبدالسلام سپر حافظ سلطان حامد خاں صاحب استاد میاں ناصر احمد

گواہی نمبر ۱۲

مرزائی غلام حسین کہتا ہے :

” میں خدا کو حاضر ناظر جان کر اور اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں

کہ میں نے اپنی آنکھ سے حضرت صاحب (یعنی مرزا محمود احمد

کو صادقہ کے ساتھ زنا کرتے دیکھا ہے، اگر میں جھوٹ لکھ رہا ہوں

تو اللہ کی مجھ پر لعنت ہو۔“

(غلام حسین احمدی)

گواہی نمبر ۱۳

مرزا منیر احمد نصیر قادیانی حلفاً کہتا ہے۔

مجھے دلی یقین ہے کہ مرزا البشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ

قادیان نہایت بدچلن، لوز کر سیکر انسان ہے۔ بیشمار علنی شہادتیں

جو مجھ تک پہنچ چکی ہیں، جن کی بنا پر میں یہ جاننے کے لیے تیار

ہوں کہ واقعی خلیفہ صاحب قادیان زانی اور غلام باز (فعل و مفعول)

بھی ہیں۔

اس دلی یقین کا ثبوت میں یہاں تک دے سکتا ہوں، اگر

خلیفہ صاحب قادیان اپنے کر سیکر چال چلن کی صفائی کے لیے معافی

کرنے کو تیار ہوں تو ہر طرح سے قبول کرنے کو تیار ہوں۔“

(مرزا منیر احمد نصیر قادیانی)

گواہی نمبر ۱۴

شیخ بشیر احمد مصری قادیانی یوں گہرا رہے،
 "میں خداوند تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر بیان کرتا ہوں کہ
 میں نے مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو چشم خود زنا کرتے دیکھا
 ہے۔ اگر میں جھوٹ بولوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔"
 (شیخ بشیر احمد مصری قادیانی)

گواہی نمبر ۱۵

مرزائیوں کی اہم ترین جماعت، انجمن انصار احمدیہ قادیان کے
 سابق صدر فرماتے ہیں:

"میں خدا کو حاضر ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم
 کھانا لعنتیوں کا کام ہے، یہ تحریر کرتا ہوں کہ میں نے محمود احمد صاحب
 کی بیعت سے اس لیے غلیظہ ہوا تھا کہ مجھے ان کے خلاف احمدی
 لڑکوں، لڑکیوں اور عورتوں کے صحیح واقعات پہنچے تھے، جن کے
 ساتھ مرزا محمود احمد نے بدکاری کی تھی، اسی بنا پر میں نے مرزا
 محمود احمد صاحب کو لکھا تھا، کہ آپ کے خلاف احمدی لڑکے، لڑکیاں
 اور عورتیں اپنے واقعات بیان کرتی ہیں۔"

ایسی صورت میں آپ یا جماعتی کمیشن کے سامنے معاملہ
 پیش ہونے میں یا میدانِ مباحثہ کے لیے تیار ہوں، یا اعلف ہو کہ
 لعذاب اٹھائیں یا ہمیں موقعہ دیں کہ ہم تمام واقعات پیش کر کے

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر تمام احمدیوں کی موجودگی میں آپ کے سامنے حلف تو کد بغداد اٹھائیں تاکہ روز بروز کا جھگڑا ختم ہو کر حق کا بول بالا ہو۔ لیکن مرزا محمود احمد صاحب کو کسی طریق پر بھی عمل پیرا ہونے کی جرأت نہیں ہوتی۔ سوائے کفار والاحریہ بائیکاٹ مقابلہ استعمال کرنے کے۔

ساتھ سے لے کر آج تک میں اسی عقیدہ پر علی وجہ البصیرت قائم ہوں کہ میاں محمود احمد ایک زانی اور بدچلن انسان ہے جس کو خدا رسول اور اس کے خادم حضرت مسیح موعود سے کسی قسم کی کوئی نسبت نہیں۔ اگر میں اپنے اس عقیدہ میں باطل پر ہوں تو اللہ تعالیٰ کی مجھ پر لعنت ہو۔

(حکیم عبدالعزیز سابق پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ قادیان)

گواہی نمبر ۱۶

اور منیر احمد قادیانی کچھ اور اضافہ کرتے ہیں :
 ”میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر جس کی جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہے، یہ تحریر کرتا ہوں کہ میں نے حضرت مرزا محمود احمد صاحب قادیان کو اپنی آنکھ سے زنا کرتے دیکھا ہے۔
 اور میں اقرار کرتا ہوں کہ اس نے میرے ساتھ بھی بد فعلی کی ہے اور میں جھوٹ بولوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔
 میں بچپن سے وہیں رہتا تھا۔“

(منیر احمد قادیانی)

گواہی نمبر ۱۷

محمد عبداللہ مرزائی اس پر مزید اضافہ کرتے ہیں :
 ”مصری عبدالرحمن صاحب کے بڑے لڑکے حافظ
 بشیر احمد نے میرے سامنے ہاتھ میں قرآن شریف لے کے
 یہ لفظ کہے، خدا تعالیٰ مجھے پارا پارا کر دے اگر میں جھوٹ بولتا
 ہوں کہ موجودہ خلیفہ صاحب نے میرے ساتھ بد فعلی کی ہے۔
 میں خدا کی قسم کھا کر یہ واقعہ لکھ رہا ہوں۔“
 دبقلم خود محمد عبداللہ احمدی سیمینٹ فرنیچر ہاؤس مسلم ٹاؤن لاہور

گواہی نمبر ۱۸

سہن آباد لاہور کی ایک خاتون سیدہ ام صاحبہ بنت سید ابراہیم
 کہتی ہیں :

”مرزا گل محمد صاحب مرحوم د آپ قادیان کے رئیس اعظم
 تھے اور وہاں بڑی جائیداد کے مالک تھے اور مرزا غلام احمد
 صاحب کے خاندان کے رکن تھے اور ان کی دوسری بیوہ چھوٹی بیگم
 نے مجھے بیان کیا کہ خلیفہ صاحب کو میں نے اپنی آنکھوں سے
 ان کی صاحبزادی اور بعض دوسری عورتوں کے ساتھ زنا کرتے
 ہوئے دیکھا ہے، میں نے خلیفہ صاحب سے ایک دفعہ
 عرض کی کہ حضور یہ کیا معاملہ ہے؟

آپ نے فرمایا، کہ قرآن و سنت میں اس کی اجازت

صوفی صاحب کے پاس لیزرانہ ان کے گھر جا کر بیٹھے اور بسا اوقات صوفی صاحب کو قصہ سنتے ہیں اپنے ایک کمرہ خاص میں بھی لے جا کر ان کی خاطر و زیارت کرتے۔ انھوں نے مجھ سے بار بار بیان کیا کہ مرزا حنیف احمد خدا کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ :

جس کو تم لوگ خلیفہ اور مصلح الموعود سمجھتے ہو، وہ زنا کرتا ہے اور یہ کہ مرزا حنیف نے اپنی آنکھوں سے اپنے والد کو ایسا کرتے دیکھا۔ صوفی صاحب نے یہ بھی کہا کہ انھوں نے کئی دفعہ مرزا حنیف سے کہا کہ تم ایسا سنگین الزام لگانے سے قبل اچھی طرح اپنی یادداشت پر زور ڈالو۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ جس کو تم کوئی غیر سمجھے ہو، وہ دراصل تمہاری کوئی والدہ ہی تھیں۔ مبادا خدا کے قہر و غضب کے نیچے آ جاؤ تو اس پر مرزا حنیف احمد اپنی پوری رویت عینی پر حلفا مقرر ہے۔ کہ ان کا والد پاک سیرت نہیں ہے اور یہ بھی کہا کہ انھوں نے اپنے والد کی کبھی کوئی کرامت مشاہدہ نہیں کی۔ البتہ یہ تو شب سہارا کے ساتھ پاتی ہے کہ کسی طرح انہیں جلد از جلد دنیاوی شامہ حاصل ہو جائے۔

اگر میں اس بیان میں جھوٹا ہوں اور افراد جماعت، کو اس سے محض دھوکا دینا مقصود ہے تو خدا تعالیٰ مجھ پر از میری بیوی پر ایسا عبرت ناک عذاب نازل فرماتے جو مخلوق اور ہر دیدہ دنیا کے لیے از و یاد ایمان کا موجب ہے۔

البتہ ہم نہاد خلیفہ کی بدترتیبوں، بیانیوں اور دھاندلیوں کے ریکارڈ کی روشنی میں عینی شاہد ہیں، کیونکہ خدا کے بارے میں سارا

نوسال تحریک جدید اور انجمن احمدیہ کے مختلف شعبوں میں کاؤنسلنٹ

اور نائب ایڈیٹر کی حیثیت سے کام کیا ہے۔
 (خالسار چوہدری علی محمد عفی عنہ واقف زندگی حال
 نمائندہ خصوصی کوہستان، لاکھپور)

گوای مہینہ

مولوی محمد صالح نور واقف زندگی سابق کارکن و کالت، تحریک جدید ربوہ
 مولوی محمد یابین صاحب تاج کتب کے چشم و چراغ ہیں۔ مرزائی ہونے کے علاوہ
 سلسلہ مرزائیہ کا بے شمار لٹریچر شائع کرتے ہیں۔ یہ قادیان میں ۱۹۲۹ء میں پیدا
 ہوئے اور مولوی فاضل تک تعلیم حاصل کی، بعد ازاں مختلف شعبہ جات میں نہایت
 خوش اسلوبی سے خدمت سرانجام دیتے رہے، مثلاً،

- ۱۔ قادیان میں مسجد الاحمدیہ کے جنرل سیکریٹری کے عہدہ پر فائز رہے۔
- ۲۔ زعمیم مجلس خدام الاحمدیہ، دارالصدر ربوہ۔
- ۳۔ نائب منتظم تبلیغ مرکزیہ خدام الاحمدیہ ربوہ۔
- ۴۔ سندھ قومی کونسل اینڈ پروڈکٹس کے ہیڈ آفس میں کام کیا۔
- ۵۔ رسالہ ریولوشن آف ریلیجینز اور سن رائز اخبار کے ایڈیٹر بھی رہے۔
- ۶۔ محتسب امور عامہ کے معتمد خاص ربوہ بھی رہے۔

انہی شعبہ جات کے علاوہ بھی جماعتی طور پر جس خدمت پر بھی مامور کیا گیا
 آپ نے دیانت اور امانت کی راہ پر چل کر صحیح معنوں میں خدمت کی۔ آپ میاں
 عبدالرحیم احمد جو خلیفہ مرزا محمود کا داماد ہے اس کے پرسنل اسٹنٹ وکیل التحسین
 تحریک جدید ربوہ بھی تھے۔ آپ جس جاں فشانی اخلاص اور محنت سے کام کرتے

تھے، اس کی وجہ سے آپ کے ذمہ مزید کام سپرد کیے جاتے تھے۔ آٹھ دس شعبہ جات کی کارکردگی آپ کی مقبولیت کی شاہد ہے اور گہرے تعلقات کا اندازہ

بھی اس سے لگایا جاسکتا ہے، آپ کا حلیفہ بیان ہدیہ ناظرین ہے :

” میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر مندرجہ ذیل سطور صرف اس لیے

سپردِ قلم کر رہا ہوں کہ جو لوگ اب بھی مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ

کے تقدس کے قائل ہیں ان کے لیے راہنمائی کا باعث ہو۔ اگر

میں مندرجہ ذیل بیان میں جھوٹا ہوں تو خدا تعالیٰ کا عذاب مجھ پر

اور میرے اہل و عیال پر نازل ہو۔“

میں پیدائشی احمدی ہوں اور شہتہ تک میں مرزا محمود احمد

صاحب کی خلافت سے وابستہ رہا، خلیفہ صاحب نے مجھے ایک

خود ساختہ فتنہ کے سلسلہ میں جماعت ربوہ سے خارج کر دیا۔

ربوہ کے ماحول سے باہر آ کر خلیفہ صاحب کے کردار کے متعلق بہت

ہی گھناؤنے حالات سننے میں آئے، اس پر میں نے خلیفہ صاحب

کی صاحبزادی امۃ الرشید بیگم، بیگم میاں عبدالرحیم احمد سے ملاقات

کی، انھوں نے خلیفہ صاحب کے بدچلن اور بدقماش اور بد کردار ہونے

کی تصدیق کی۔ باتیں تو بہت ہوتی ہیں لیکن خاص بات قابل ذکر تھی

کہ جب میں نے امۃ الرشید بیگم سے کہا کہ آپ کے خاوند کو

ان حالات کا علم ہے تو انھوں نے کہا کہ صالح نور صاحب آپ

کو کیا بتلاؤں کہ ہمارا باپ ہمارے ساتھ کیا کچھ کرتا رہا ہے اور

اگر وہ تمام واقعات میں اپنے خاوند کو بتلا دوں تو وہ مجھے ایک

منٹ کے لیے بھی اپنے گھر میں لسانے کے لیے تیار نہ ہوگا

تو پھر میں کہاں جاؤں گی۔ اس واقعہ پر امتہ الرشید کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور یہ لرزہ خیز بات سن کر میں بھی ضبط نہ کر سکا۔ اور وہاں سے اٹھ کر دُوسرے کمرے میں چلا گیا۔ اس وقت میں ان واقعات کی بنا پر، جو میں ڈاکٹر نذیر احمد ریاض، محمد یوسف ناز، راجہ بشیر احمد رازی سے سن چکا ہوں، حقیقی یقین کی بنا پر خلیفہ صاحب کو ایک بد کردار اور بد چلن انسان سمجھتا ہوں اور اسی کی بنا پر وہ آج خدا کے عذاب میں گرفتار ہیں۔“

دخاکار محمد صالح نور واقف زندگی، سابق کارکن
وکالت تعلیم تحریک جدید ربوہ، ملہ

واعظاں کیں جلوہ بر مخراب و منبری کنند
چوں بخلوت می روند آن کار دیگر می کنند

فی الحال مشتے از خروارے کے طور پر خود مدیر ”الفرقان“ کے اپنے گھر کی گواہیاں، حلفی گواہیاں اللہ رتہ جالسندھری اور ان کے حوالیوں حوالیوں کے لیے پیش کی گئی ہیں۔ امید ہے وہ انہیں اپنے جرائد و مجلات میں درج کر کے ان کے لیے تاریخ کے سینے میں محفوظ رہنے کا انتظام کریں گے۔ بقیہ پھر کبھی ضرورت ہوگی تو پیش کر دی جائیں گی۔

آخر میں ایک اطالوی حسینہ اور مرزا محمود کے مشہور عالم واقعہ پر اس

۱۷۲ منقول از ”تاریخ محمودیت“ مصنفہ منظر ملتانی، شائع کردہ دفتر انصار احمدیہ
دیوساج ہوسٹل نمبر ۸، سنت نگر لاہور۔

مضمون کو ختم کرتے ہوئے مدیر "الفرقان" کے جواب کے منتظر ہیں، یہ
کہتے ہوئے کہ

ادھر آئے دلبر بہتر آزمائیں

تو تیرا ماہم جگر آزمائیں

لاہور میں ایک ہوٹل تھا۔ سسل اس کا نام اور منٹگمری روڈ پر واقع، وہاں
ایک اطالوی حسینہ مس روفو کام و دہن کی لذت کے ساتھ ساتھ قلب و نظر
کے سرور کا سامان بھی مہیا کرتی تھی۔ مرزا محمود اس ہوٹل کے ماکولات و مشروبات
سے زیادہ کشور اطالیہ کے باغ کی بہار میں زیادہ دلچسپی رکھتے تھے اور ایک دن
روزنامہ آزاد کے الفاظ میں کیا ہوا:

”مرزا بشیر الدین محمود کی آمد اور سسل ہوٹل کے منتظمین کی گمشدگی

تلاش کے باوجود اسے کافر نے پتہ نہیں مل سکا۔“

یکم مارچ سسل ہوٹل کی طرف سے مشتر ہوا تھا کہ جمعرات

یکم مارچ پانچ سے ۹ بجے رات تک ناچ اور اکاونٹ ڈرائیور

ہوگا۔ بڑے بڑے انعامات بدستور سابق تقسیم کیے جائیں گے،

تماشائی چار بجے شام سے جمع ہونے شروع ہو گئے۔ اور پانچ

بجے اچھا خاصا مجمع ہو گیا۔ ہر ایک شخص کھیل شروع ہونے کا منتظر

تھا، مگر خلافت توقع رسٹ ڈرائیور شروع ہوا۔ نہ ناچ کا بنیڈ بجا شروع

ہوا۔ آخر استفسار پر سسل ہوٹل کے ایک بیرے سے معلوم ہوا

کہ رسٹ ڈرائیور کا تمام سامان منتظمیہ کے کمرے میں ہے اور منتظمیہ کو

مرزا بشیر الدین محمود موٹر پر بٹھا کر لے گئے ہیں۔“

اس واقعہ کو زمیندار کے مدیر شہیر مولانا ظفر علی خاں نے زمیندار میں یوں

سم کیا:

اطالوی حسینہ

اے کشورِ اطالیہ کے باغ کی بہار
پنجمیرِ جہاں تیری چلبلی ادا
الہجے ہوئے ہیں دل تری لبتِ سیاہ میں
پورہ فسون، تیری آنکھ کا شمار
لاہور کا دامن ہے تیرے فیضِ چمن
پروردگارِ عشق تیرا دلر با چمن
ہیں جس کے ایک تار سے وابستہ سرفتن
اور وہ جنوں ہے تیری بونے پر ہن
بیجانہ نشاط تیری ساقِ صندلیں
جس پر فدا ہے شیخ تو لٹو ہے برہن
سب نشہ نبوتِ ظلی ہوا ہرن
جادو وہی ہے آج جو ہوا قاریاں شکن
جب قادیاں پہ تیری نشیلی نظرِ ٹپی
میں بھی ہوں تیری چشمِ رافسون کا معترف

اطالوی رفاصہ کا "الفضل" میں اعتراف

اس کے بعد مختلف اخباروں میں شور و غوغا ہوتے خلیفہ وقت دیان کی
خطبہ جمعہ کی تقریر شائع ہوتی جس میں اس اطالوی لیڈی کے لے جانے کا
اعتراف کیا، مگر اس کی وجہ یہ بتائی کہ:

"اس لیڈی کو اپنی بیویوں اور لڑکیوں کی انگریزی لہجہ کے لیے لایا تھا"

اس کا جواب اہل حدیث نے یوں لکھا:

"پس مطیع صاف ہو گیا، مگر سوال یہ ہے کہ اطالوی عورت خاص

ہوٹل کی خادمہ انگریزی کیا پڑھاتے گی۔ اطالوی لوگ تو خود انگریزی

ساز "الفضل" ۱۸ مارچ ۱۹۳۲ء۔

صحیح نہیں بول سکتے۔ انگریزی زبان میں دو حروف ڈی اور ٹی T
بالخصوص ممتاز ہیں۔ دونوں حروف اطالوی لوگ عربوں کی طرح
ادا نہیں کر سکتے۔ علاوہ اس کے ایسی معلمہ کا اثر معصومات لڑکیوں
اور پردہ نشین بیویوں پر کیا ہوگا؟

اطالوی حینہ

سسل ہوٹل لاہور کی ایک اطالوی منتظمہ جو ہوٹل میں مرزا محمود احمد
خلیفہ قادیان کے ایک وزہ قیام کے بعد اچانک غائب ہو گئی تھی۔ دوسرے
دن قادیان کی "مقدس سرزمین" میں دیکھی گئی۔ مولانا ظفر علی نے اس پر لکھا:

ہوٹل سسل کی رونقِ عربیہاں

ہوٹل سسل کی رونقِ عربیہاں کہاں گئی
کیا کیا نہ تھا جو لے کے وہ جانِ جہاں گئی
آنکھوں سے شرم سرور کون و مکاں گئی
لے کر گئی وہ شہر کا ساماں جہاں گئی
اب کس حریمِ ناز میں وہ جانِ جہاں گئی
اتنا ہی جانتا ہوں کہ وہ تاریاں گئی

عشاقِ شہر کا ہے "زمیندار" سے سوال
اس کے جلو میں جاں گئی ایساں کے ساتھ ساتھ
خوب خدائے پاکوں سے نکل گیا،
بن کے خردشِ حلقہ زندان لم یزل
روما سے ڈھل کے برق کے سانچے میں آتی تھی
یہ چپستان سنی تو زمیندار نے کہا،

نیز لکھا:

۱۷ "اہل حدیث" امرتسر

۱۸ زمیندار ۱۵ مارچ ۱۹۳۷ء

اطالوی حسینہ مس روفو

مہتیں مٹی فی النوم کی بھی خبر ہے؟
 ملے گا مہتیں یہ سبق قادیان سے
 دبستان میں جانا نہیں چاہتے ہو
 بہار آ رہی ہے خزاں جا رہی ہے
 کرشن اور نور سند کیا اس کو سمجھیں
 مہتیں داد و اس کی عیند الروفوا

زمانے کے اے بے خبر فیل سو فوا
 جہاں چل کے سوتے ہیں آتی ہے روفو
 تو پہنچو شبستان میں اے بے وقوفو
 مہنسو کھل کھلا کر دشتی شگوفو

جب اوقات موجود ہے تادریاں کی
 کہیاں مر رہی ہو۔ تفو اور زوفو

۱۳ مارچ ۱۹۳۲ء

دشنام طراز کون؟

گو میں رہا رہیں ستم ہاتے روزگار ،
لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا !

ہمارے نومبر کے مضمون "مدیر الفرقان ربوہ کے نام" پر تبصرہ کرتے ہوئے
لاہوری مرزائیوں کا اخبار "پیغام صلح" لکھتا ہے:

"جمعیت اہل حدیث کی طرف سے ایک ماہنامہ ترجمان الحدیث

کے نام سے لاہور سے شائع ہوتا ہے، جس کے مدیر اعلیٰ جناب

احسان الہی ظہیر ایم اے ہیں جو مدینہ یونیورسٹی کے فاضل ہیں۔

اس فضیلت علمی کے باوجود یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ جناب

ظہیر صاحب دشنام طراز ہی میں یدِ طولیٰ رکھتے ہیں۔ چنانچہ نومبر

۱۹۷۷ء کے شمارہ میں مولوی ابوالعطاء اللہ دانا مدیر "الفرقان" ربوہ

کو مخاطب کرتے ہوئے انھوں نے انہیں صفحات پر مشتمل ایک

مقالہ لکھا ہے جو شروع سے آخر تک گالیوں اور استہزاء سے

بھرا ہوا ہے۔ اور اس ضمن میں حضرت مسیح موعود تمام جماعت

احمدیہ پر بلا استثناء وہ لے دے کی گئی ہے کہ الامان۔"

جہاں تک اس مضمون کے اصل مخاطب مولوی اللہ دانا،

مدیر "الفرقان" کا تعلق ہے، وہی جو چاہیں اس کا جواب دیں۔

ہم صرف اس قدر عرض کریں گے کہ جماعت احمدیہ کی بدنامی اور
 مسیح موعود کو گالیاں دلوانے کی ذمہ داری انہیں کے سابق خلیفہ
 میاں محمود احمد پر عائد ہوتی ہے، جن کے کردار کے بارہ میں ان
 کے مریدین کی کئی ایسی شہادتیں اس مضمون میں نقل کی گئی ہیں جنہیں
 پڑھنے سے شرم و حیا مانع ہے۔

اس بات سے صرف نظر کرتے ہوئے کہ لاہوری مرزا کی پرچھے نے
 کسی طرح اشارہ نہیں بلکہ صراحتاً قادیانی مرزائیوں پر چوٹ کی ہے اور
 اپنے امام میاں محمود احمد خلیفہ ربوہ کی سیاہ کاریوں کو ان رسوائیوں کا باعث ٹھہرایا
 ہے۔ اگرچہ وہ اپنے امام اکبر مرزا غلام احمد کی ان "حسنات" کو گول کر گیا
 ہے جن کا مختصر سا تبصرہ ہم نے مذکورہ الصدر مضمون میں کیا تھا۔

رہی بات ... مدیر "ترجمان الحدیث" کے گالی دینے کی تو اس سلسلہ
 میں اس نے کچھ زیادتی اور کچھ کسر نفسی سے کام لیا ہے۔

اولاً اس لیے کہ مدیر "ترجمان الحدیث" نے اپنے پورے مضمون میں کسی
 کو کوئی گالی نہیں دی بلکہ مرزائیت کے مقابل صرف آئینہ رکھ کے یہ کہا ہے

آیا ہوں دل کے داغ نمایاں کیے ہوتے

ہاں یہ الگ بات ہے کہ بقول شخصے

آئینہ ان کو دکھایا تو بُرا مان گئے

ثانیاً: ہم نے حسب سابق اس دفعہ بھی ابتداء نہیں کی بلکہ پہل مرزائیت
 کی جانب سے ہوئی۔ اور "الفرقان" نے ہمارے خلاف ایک کمیونسٹ اخبار کی
 ایک انتہائی گھٹیا اور بے اصل خبر نقل کی، جس کی تردید بھی خود
 ہی وہ کمیونسٹ اخبار کر چکا تھا، جس نے یہ من گھڑت اور جھوٹی خبر
 لے پیغام صلح لاہور۔

شائع کی تھی، لیکن "الفرقان" اپنے اسلاف کی سنت پر عمل کرتے ہوئے
 اس تردید کو شیر مادر سمجھ کر پی گیا اور ایک بے بنیاد الزام کی بنیاد رکھ دی۔
ثالثاً "پیغام صلح" نے مدیر ترجمان الحدیث "پردشنام طرازی کا الزام لگاتے
 ہوئے اپنے گھر کو بالکل فراموش کر دیا ہے کہ اس میں یہ طوطے اور امامت
 کا درجہ کوئی اور نہیں، خود اس کے اکابر رکھتے ہیں اور خصوصاً اس کا مرموم
 "مجدد" اور "مصلح موعود" مرزا غلام احمد تو اس بارہ میں اپنا کوئی نظیر اور
 قیل نہیں رکھتا۔ چنانچہ آج کی صحبت میں آئینہ آپ کے مقابل ہے، خدارا
 دوسروں پر طعن توڑتے ہوئے اپنے گھر کو تو دیکھ لیا کرو، ہم کب تک تمہیں
 تمہارے گھر کی خبروں سے باخبر بناتے رہیں گے۔
 نہ تم صدے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
 نہ کھلتے راز سربتہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں؛
 مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے بارہ یوں لن ترانیاں کی ہیں کہ
 "لعنت بازی صد لقیوں کا کام نہیں۔ مومن لعان و لعنت
 کرنے والا نہیں ہوتا"۔ ۱۷

اور:

"گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں"۔ ۱۸

نیز:

"میری فطرت اس سے دور ہے کہ کوئی تلخ بات منہ پر لاؤں"۔ ۱۹

اور ان سب پر مستزاد:

۱۷ "ازالہ ادہام" ص ۶۶۰، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

۱۸ "اربعین نمبر ۴، ضمیمہ نمبر ۵، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

۱۹ "آسمانی فیصلہ" ص ۹، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

”خداوہ خدا ہے جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز (مرزا) کو تہذیب
اخلاق کے ساتھ بھیجا۔“ ۱۷

اور :

”کسی کو گالی مت دو، گو وہ گالی دیتا ہو۔“ ۱۸

اور آخر میں :

”میں نے جو ابی طور پر بھی کسی کو گالی نہیں دی۔“ ۱۹

اتنی بڑائی اور اتنا ڈھنڈھوہور اسے

اس قدر ناز ہے تمہیں گویا !

کوئی دنیا میں خوب رو ہی نہیں !

لیکن جس دل کی شورشوں کے زمانہ میں تذکرے تھے

جو چیرا تو اک تپڑا خون : مکلا

ع

اپنے وقت کے مشہور عالم وکیل المسلمین، مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ

کے بارہ میں مرزا کے ارشادات عالیہ ہیں :

”اس زمانہ کے مہذب ڈرم اور نقال بھی کھڑا بہت جیسا کو کام

میں لاتے ہیں اور پشتوں کے سفلی بھی ایسا کمینگی اور شیخی سے بھرا

ہوا تبکمر زبان پر نہیں لاتے۔“ ۲۰

نیز :

۱۷ اربعین نمبر ۳ ص ۲۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

۱۸ کشتی نورح ص ۱۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

۱۹ ”مواہب الرحمن“ ص ۱۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

۲۰ ”آسمانی فیصلہ“ ص ۱۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

”پلید، بے حیا، سفلہ، گندی کاروائی، گندے اخلاق، نفرتی اور ناپاک
شیوہ“ ۱۵

اور :

”بٹالوی کو ایک چھوٹے درندہ کی طرح تکفیر اور لعنت کی جھاگ
منہ سے نکالنے کے لیے چھوڑ دیا“ ۱۶

دیکھو ذرا سی شرم سب کچھ مٹا دیا،
وہ آنکھ وہ نگاہ وہ چہرہ کہاں اب

۱۸۵ء کے مجاہدین آزادی کے بارہ میں کیا گل کھلاتے ہیں۔

”ان لوگوں نے چوروں، قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ
پر حملہ شروع کر دیا“ ۱۷

اور شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے بارہ
میں غلام قادیان گوہر فشاں ہے :

”کفن فروش۔ کتا“ ۱۸

”ابن ہوا، غدار“ ۱۹

-
- ۱۵ ”ضیاء الحق“ ص ۱۳۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔
۱۶ ”آسمانی فیصلہ“ ص ۱۲۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔
۱۷ ”ازالہ اوہام“ ص ۱۲۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔
۱۸ ”اعجاز احمدی“ ص ۲۳، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔
۱۹ ”اعجاز احمدی“ ص ۲۳، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔
۲۰ ”تتمہ حقیقۃ الوحی“ ص ۲۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

ایک دفعہ متنبی قادیان نے شیخ الاسلام کی گرفت سے تنگ آ کر انہیں چیلنج دے دیا کہ اگر وہ سچے ہیں تو قادیان آ کر اس کی پیش گوئیوں کی پڑتال کریں اور ہر پیش گوئی کے غلط ہونے پر سو روپیہ انعام حاصل کریں۔ مرزا غلام احمد کا خیال تھا کہ مولانا ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ انگریز کے اس پروردہ کی غاریں آنا پسند نہیں فرمائیں گے اس لیے ساتھ ہی پیش گوئی جڑدی :

”وہ قادیان میں تمام پیش گوئیوں کی پڑتال کے لیے میرے پاس ہرگز نہیں آئیں گے“ ۱۷

اور اس پر اس قدر یقین اور اطمینان تھا کہ یہ بڑھی مار دی کہ :

”یہ پیش گوئی ایک نشان ہے“ ۱۸

لیکن دوسری جانب بھی اسلامی حمیت و عنایت کا نشان تھا۔ ادھر مرزا کی دھمکی آمیز پیش گوئی پہنچی، ادھر جواب بھیج دیا۔

”لو آ رہا ہوں میں!“

جب مولانا کا مکتوب ”ببارگاہ صاحب تہذیب اخلاق“ پیش ہوا تو وہاں مبارک کھل گیا اور موتی برسنے لگے :

”وخبیث، سور، کتابد ذات، گون خور، ہم اس (ثناء اللہ) کو بھی (جلسہ عام) میں بولنے نہیں گے، گدھے کی طرح لگام دے کر بٹھائیں گے اور گندگی اس کے منہ میں ڈالیں گے“ ۱۹

۱۷ ”اعجاز احمدی“ ص ۳۷، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

۱۸ ”اعجاز احمدی“ ص ۳۷، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

۱۹ بحوالہ الہامات از مرزا از شیخ الاسلام ص ۱۲۲ حاشیہ۔

واہ ع کیا منہ سے پھول جھڑتے ہیں !
 ایک اور شریف آدمی کی تواضع یوں کی ہے :
 " ملشی الہی بخش نے جھوٹے الزاموں کی نجاست سے اپنی کتاب ...
 کو ایسا بھر دیا ہے جیسا کہ ایک نالی اور بدر و گندگی کیچڑ سے
 بھری جاتی ہے یا جیسا کہ سنڈ اس پاخانہ سے " ۱۷
 مشہور اہل سنت عالم اور پیر حضرت نیر علی شاہ گولڑوی مرحوم پر یوں نظر کر م ڈالی :
 " کذاب، مزور، غلیب، بچھو کی طرح تیش زن، اسے گولڑہ کی
 زمین تجھ پر خدا کی لعنت ہو، تو ملعون کے سبب ملعون ہو گئی " ۱۸
 اور :

" فرومایہ، کمینہ، گمراہی کے شیخ، دیو، بد بخت " ۱۹
 اور ایک اور عالم دین، مولانا سعد اللہ دھیانویؒ کو یوں اپنی ننگہ ناز کا نشانہ بنایا :
 " غول، لیتیم، فاسق، شیطان، ملعون، لطفہ، سفہار، غلیب، ہفسد
 مزور، منحوس، کنجری کا بیٹا " ۲۰

ع اللہ اللہ خوش بیانی آپ کی !
 " پیغام صلح " کے مدیر صاحب آپ نے بدر " ترجمان الحدیث " کی دشمنی
 میں اپنے پھر کو بالکل ہی غمراہی میں کر دیا۔ اگر حضرت " کی شہادت اور شگفتہ

- ۱۷ حاشیہربعین ۱۲، ص ۲۷، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔
 ۱۸ " نزول المسیح " ص ۷۵، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔
 ۱۹ " نزول المسیح " ص ۷۵، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔
 ۲۰ " انجام آتھم " ص ۲۸۱، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

زبان آپ کے سامنے ہوتی تو آپ کبھی ہمیں الزام دینے کی کوشش نہ کرتے لیکن
وائے افسوس کہ

دل کے پھیپھوں لے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

آئیے اور ہمارے اس مضمون سے جسے آپ گالیوں سے بھرا ہوا قرار
دیتے ہیں کوئی ایک گالی اپنے "سیح موعود" کی ٹکڑی کی بنا دیجیے اور اگر مرزا محمود
کی سیاہ کاریوں کے بارہ میں ذکر کردہ گواہیاں آپ کی نظر میں "دشنام" کی زرد
میں آتی ہیں تو حضور یہ تو آپ ہی کی فراہم کردہ ہیں ہماری حاصل کردہ تو نہیں اور
نہ ہی ان میں سے ایک ہی گواہی ہمارے خانوادے کے کسی رکن کی ہے، بلکہ ان
سب کا تعلق آپ ہی کے گھرانے سے ہے۔ عبدالرحمن مصری آپ ہی کے تو ہیں
اور اس کا بیٹا بشیر احمد بھی اور حکیم نور الدین کے اخلاف بھی اور فخر الدین ملتانی کے
فرزند بھی اور وہ سب بھی جن کو آج اسٹوڈنٹس مہم کی اپنی استعینت اور خاص "غلام احمدی"
"زبان میں" منافق "مخربین" اور نابکار افتراء پر "داز"، قرار دے رہا ہے، اور
جن کی توثیق کھلے لیکن چھپیدہ الفاظ میں آپ بھی کر رہے ہیں کہ :
"جہاں تک اس مضمون کے اصل مخاطب مولوی اللہ دتہ، مدیر
"الفرقان" کا تعلق ہے وہی جو چاہیں اس کا جواب دین ہم صرف
اس قدر عرض کریں گے کہ جماعت احمدیہ کی بدنامی اور سیح موعود
(مرزا غلام احمد قادیانی) کو گالیاں دلوانے کی ذمہ داری انہیں کے
سابق خلیفہ میاں محمود احمد پر عائد ہوتی ہے، جن کے کردار کے

۱۹۴۰ء کے لیے دیکھیے الفرقان ربوہ شمارہ نمبر ۱۲، جلد ۲۰۔ بابت دسمبر ۱۹۴۰ء

بارہ میں ان کے مریدین کی کئی ایسی شہادتیں اس مضمون میں نقل
کی گئی ہیں۔" ۱۷

یہی یہ بات کہ "انہیں پڑھنے سے شرم و حیا مانع ہے،" تو حضور
آپ کو گواہی دیتے اور دلوالتے ہوتے تو شرم نہ آتی، آج اسے ہمارے
منہ سے سنتے ہوتے کیوں شرماتے ہیں، اتنی بھی کیا شرم
آپنے کی ہیں عبث شرم سے نیچی آنکھیں،
چھ گئی یہ بھی ادا دل میں نظر کی صورت !

جناب محترم! آپ کو اجازت ہے کہ ہمارے صرف نومبر والے مضمون
ہی میں سے نہیں، جتنے مضامین بھی آج تک ہمارے قلم سے نکلے ہیں، ایک
گالی بھی جناب مرزا اور اس کے اخلاف و اولاد کی ٹھکر کی نکال دکھلائیے ہم آپ کو
منہ مانگا انعام دیں گے۔ آئیے لگے ہاتھوں ہم آپ کے دو سکر اسلاف کے
منونے بھی دکھلا دیں۔ ۲۸ فروری ۱۹۳۵ء کے قادیانی مرزائی پرچے "فاروق"
میں آپ کے اپنے یعنی لاہوری مرزائیوں کے خلاف ایک سلسلہ وار مضمون شائع
ہوا۔ صرف ایک قسط میں آپ کے گروپ کے بارہ میں یہ "ارشادات عالیہ"،
صادر ہوتے،

"یہودیانہ فلا بازیاں، ظلمت کے فرزند، زمہریلے سائب، خباث
شرارت اور ذالت کے مظہر، عباد الدنیا و قود النار، دنیا کے بندے
جہنم کے ایندھن، کھینٹے، رذیل، احمق، دوغلی، (ماست باللہ)

۱۷ حوالہ کے لیے دیکھیے لاہوری مرزائی اخبار "پیغام صلح" شمارہ ۴۷ ج ۵۸، بابت
۲۵ نومبر ۱۹۴۰ء۔

نیمے دروں نیچے بروں، بد لگام، غدار، علی بابا چالیس چور، اڑھائی
 ٹوٹرو، بھیکگی بلی، کبوتر نما جانور، سترے سترے، کھوسٹ، جھوٹے،
 دورے، نمک حرام، دھوکے باز، فریب کار،
 ۱۰ جہاں تیرا نقش قدم دیکھتے ہیں،
 خیاباں خیاباں ارم دیکھتے ہیں!

اور یہ بالکل وہی انداز ہے جو مرزا غلام احمد نے اپنے "مریدانِ باصفا"
 کو سکھلایا، چنانچہ ایک آریہ سوامی دیانند پر اپنی پاکیزگی زبان کا اظہار ہوتا ہے،
 "در حقیقت یہ شخص سیاہ دل، جاہل، ناتق شناس، ظالم،
 پنڈت، نالائق، یا وہ گو، بد زبان، پر لے درجے کا متکبر، ریاکار،
 خود بین، نفسانی اغراض سے بھرا ہوا، خبیث مادہ، سخت کلام
 خوش دماغ، موٹی سمجھ کا نااہل آدمی ہے" ۱۰

اور:
 "کنجرو لد الزنا جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں، مگر اس آریہ
 میں اس قدر شرم بھی باقی نہیں رہی" ۱۱
 پناہ بخدا یہ کسی مجدد یا نبی کی زبان ہے؟ تو بہ!
 ۱۲ قادیان ہے چشمہ آبِ حیم،
 باپ پانی تھے تو بیٹے بھاپ ہیں!

۱۰ مرزائی اخبار "فاروق" قادیان ۲۸ فروری ۱۹۳۵ء۔

۱۱ ص ۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

۱۲ "شخصہ حق" ص ۶۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

اور لگے ہاتھوں بیٹے کی خوش کلامی کا نمونہ بھی دیکھ لیجیے۔ حضرت مولانا محمد حسین
بٹالوی کے بارہ میں ہرزہ سراسر ہے :

”اگر محمد حسین بٹالوی کے والد کو معلوم ہوتا کہ اس کے لطفہ سے
ایسا ابو جہل پیدا ہوگا تو وہ اپنے آلہ تناسل کو کاٹ دیتا۔“ ۱۷
بالکل وہی اپنے والد کا انداز اور اسلوب :

”عبدالحق (حضرت مولانا عبدالحق غزنوی) نے اشتہار دیا تھا کہ
اس کے گھر لڑکا ہوگا قطعاً جھوٹ جسے مرزائی آج لکھ ثابت
مہیں کر سکے) وہ لڑکا کہاں گیا تھا۔ اندر ہی اندر پیٹ میں تحلیل
پا گیا پھر رجعت، قہقہری کر کے لطفہ بن گیا۔“ ۱۸

اور :

”جو ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو اس کو دلہرا حرام بننے کا شوق ہے۔
حرام زادہ کی یہی نشانی ہے کہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے۔“ ۱۹
اور یہ پنجس گالی تو مرزا کی زبان پر اس طرح چڑھی ہوئی تھی کہ اس
کے استعمال اور تکرار سے سیر ہی نہیں ہوتا تھا، چنانچہ آریوں
سے کہتا ہے :

”ایسے ایسے حرام زادے جو سفلہ طبع دشمن ہیں۔“ ۲۰

- ۱۷ خطبہ مرزا محمود خلف مرزا غلام احمد قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۲ نومبر ۱۹۲۲ء۔
۱۸ ضمیمہ ”انجام آتھم“ ص ۲، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔
۱۹ ”انوار الاسلام“ ص ۳، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔
۲۰ ”آریہ دھرم“ ص ۵۲، مرزا غلام احمد قادیانی۔

اسی بنا پر ظفر الملت ضیغم اسلام مولانا ظفر علی خاں نے کہا تھا سہ

جو بات بات میں تم کو حرام زادہ کہے

ہر ایسے سفلیہ بد اصل و بد زباں سے بچو

خدا نے تم کو بہت سیراگر عطا کی ہے

تو قادیانیوں کے تیرے بے کماں سے بچو

اور یہ سب کچھ اس ادعا کے باوجود ہے :

”میں سچ سچ کہتا ہوں، جہاں تک مجھے معلوم ہے، میں نے

ایک لفظ بھی ایسا استعمال نہیں کیا جس کو دشنام دہی کہا جائے۔“

یہ معلوم مرزائیوں کے نزدیک مرزا غلام احمد کی مذکورہ بالا گالیساں ”دشنام“

کی تعریف میں بھی آتی ہیں یا نہیں؟

ع بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر!

ذرا اور اپنے ”میرج موعود“ کی زبان ملاحظہ کر لیں شاید آپ کو اس بارہ

میں متنبی قادیان کی بے نظیر اور بے مثال، بولانی طبع اور روانی دشنام کا

یقین ہو جائے، ارشاد ہے :

”کنجریوں کے بچوں کے بغیر جن کے دروں پر اللہ نے مہر لگا

دی ہے۔ باقی سب میری نبوت پر ایسا لاکھ ہے اور میرے

دشمن جنگلوں کے سوربن گئے ہیں، اور ان کی عورتیں کتیلوں سے

آگے بڑھ گئیں۔“ ۱۷

۱۷ ”ازالہ اوہام“ ص ۶ ج ۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

۱۸ ”نوحہ الہدیٰ“ ص ۱۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

اور:

” بعض خلیفہ طبع مولوی جو یہودیت کا ضمیر اپنے اندر رکھتے ہیں۔
 دُنیا میں سب جانوروں سے زیادہ پلید خنزیر ہے مگر خنزیر سے
 زیادہ پلید وہ لوگ ہیں۔ اسے مردار خور مولویو! اور گندی رو سواکے
 بذوات فرقہ مولویاں“ ۱۷

اور:

” اے شریر مولویو! اور ان کے چلیو اور غزنی کے ناپاک سکھو“ ۱۸

تیز:

” بعض کتوں کی طرح، بعض بھیرٹیوں کی طرح، بعض سوروں کی
 طرح اور بعض سانپوں کی طرح ڈنگ مارتے ہیں“ ۱۹

اور ملاحظہ کیجئے حسن بیان اور حسن ادا:

” کنجرو لڈالزنا جھوٹ بولتے ہوتے شرماتے ہیں، مگر اس آریہ میں

اس قدر شرم بھی باقی نہیں رہی“ ۲۰

اور گالی مرزا کی طبیعت کا اس قدر جزو اور حصہ بن گئی ہے، کہ وہ اس کے

بغیر بات بھی نہیں کر سکتا۔ حتیٰ کہ بارگاہِ صمدانی میں بھی اپنی دریدہ دہنی سے باز
 نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ مسلمانوں کے مسلمہ عقیدے کے اب وحی رسالت ہمیشہ

۱۷ ”انجام آتھم“ ضمیمہ وحاشیہ ص ۲۱، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

۱۸ ”تریاق القلوب“ ص ۳۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

۱۹ ”خطبہ الہامیہ“ ص ۱۵، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

۲۰ ”شخصہ حق“ ص ۶۰، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

کے لیے منقطع ہو گئی ہے، پر طعن توڑتے ہوئے کہتا ہے:
 ”کوئی عقل مند اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ اس زمانہ میں خدا
 سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ پھر اس کے بعد سوال ہو گا کہ کیوں
 نہیں بولتا۔ کیا زبان پر کوئی مرض لاحق ہو گئی؟“ اسے (عیاذ باللہ)
 ۵ دے مجھ کو شکایت کی اجازت کہ ستم گر
 کیا تجھ کو مزا بھی مرے آزار میں آدے

اور یہی دشنام دہی کی عادت تھی جس نے ۱۸ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں گورداس پور
 کی عدالت کو اس بات کے کہنے پر مجبور کر دیا کہ:

”ملازم تمبرا (مرزا غلام احمد قادیانی) اس امر میں مشہور ہے کہ وہ
 سخت اشتعال دہ تحریرات اپنے مخالفوں کے برخلاف لکھا کرتا
 ہے، اگر اس کے میلان طبع کو نہ روکا گیا تو غالباً اس عامہ میں نقص
 پیدا ہو گا۔“ ۶

اور اس سے پیشتر ۲۳ اگست ۱۸۹۶ء کو ڈیپٹی کمشنر مسٹر ڈگلسن اور ۱۸۹۹
 میں مجسٹریٹ ڈوٹی اس سے اقرار نامہ لے چکے تھے کہ وہ آئندہ کسی کے خلاف
 گندی زبان استعمال نہیں کرے گا۔ چنانچہ مسٹر ڈگلسن نے اپنے فیصلہ
 میں لکھا:

”مرزا غلام احمد کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ جو تحریرات عدالت میں
 پیش کی گئی ہیں، ان سے واضح ہوتا ہے کہ وہ (مرزا) فتنہ انگیز

۶ ”ضمیمہ نصرۃ الحق“ ص ۱۲۵۔ مرزا غلام احمد۔

۷ رویت داد مقدمہ مرتبہ مولوی کریم الدین جہلمی، ص ۱۶۰، بحوالہ محمدی پاکٹ بک ص

ہے" لہ

اور اس کا اعتراف خود مرزا کو بھی ہے کہ وہ کہتا ہے :
 "ہم نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے سامنے یہ عہد کر لیا
 ہے کہ آئندہ ہم سخت الفاظ سے کام نہ لیں گے" لہ
 لیکن باوجود ان عدالتی تنبیہات اور قول و اقرار کے مرزا غلام احمد مجبوراً
 یہ کہتے ہوئے دوبارہ اسی "شیرینی گفتار" پر اتر آتا کہ ع
 چھلتی نہیں یہ کافر منہ سے لگی ہوئی

نہ جانے مدیر "پیغام صلح"، کو کیا سوچھی کہ اس نے اپنے شیش محل میں
 بیٹھے بٹھاتے اپنے امام کی "عظمت" کا انکار کر کے ہم پر پتھر پھینکے شروع
 کر دیے۔ شاید انہیں اس بات نے دلیر کر دیا ہو کہ مدیر "ترجمان الحدیث"
 ملکی سیاسیات کے بکھڑوں میں الجھنے کے باعث ادھر توجہ نہ دے سکے گا
 اور اسی وجہ سے وہ ایام گذشتہ میں ہم پر مشق ناز فرماتے رہے۔ لیکن بقول
 غالب

گو میں رہا رہیں ستم ہاتے روزگار،

لیکن ترے خیال سے غافل نہیں ہا!

فلشی جی! ہم کسی کو گالی دینے کے عادی نہیں اور گالی دینا گناہ سمجھتے ہیں
 ہاں یہ الگ بات ہے کہ گالی دینے والے کا احترام بھی ہمارے نزدیک گناہ
 سے کم نہیں۔ مرزا غلام احمد کے لیے اسی لیے ہمارے قلم سے احترام کا کوئی

لہ بحوالہ رویت داد مقدمہ ص ۲۲، ص ۱۶۰۔

لہ دیباچہ کتاب البریہ ص ۱۳۰۔ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

لفظ نہیں نکلتا کہ اس "مرد شریف" سے کسی شخص کی عزت محفوظ نہیں رہی۔ ایک عام آدمی سے لے کر علماء فقہاء ائمہ محدثین اور صحابہ کرام (علیہم الرضوان) اور انبیاء عظام (علیہم السلام) تک اس کی دریدہ دہنی سے نہیں بچ سکے۔ اس لیے ہم مرزا غلام احمد کی مزعومہ نبوت اور امامت تو درکنار اس کی شرافت تک کے قابل نہیں ہو سکے، کیونکہ خود اس کے اپنے الفاظ میں:

"یہ بات نہایت قابل شرم ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاقِ رذیلہ میں گرفتار ہو اور درشت بات کا ذرا بھی متمحل نہ ہو سکے۔ اور جو امام زمان کہلا کر ایسی کچھ طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنیٰ بات میں منہ میں جھاگ آتا ہے۔ آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں، وہ کسی طرح بھی امام زمان نہیں ہو سکتا۔" ۱۷

اور اسی معیار پر جب ہم مرزا کو پرکھتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ نہ صرف تمام اخلاقِ رذیلہ اس میں پاتے جاتے ہیں بلکہ ادنیٰ بات میں منہ میں جھاگ آتا ہے اور آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں۔

ذرا دیکھیے تو سہی کہ اپنی کتاب "نور الحق" میں ص ۱۱۸ سے لے کر ص ۱۲۲ تک پورے چار صفحات ایک ہی حرف سے بھرے ہوئے ہیں اور وہ ہے اپنے مخالفین پر لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت اور لعنت! "استغفر اللہ! اللہ کے بندے، اتنی بھی کیا جھاگ کہ پورے چار صفحات کا ستیاناس کر دیا۔ اسی طرح اپنی کتاب "شخصہ حق" میں پوری دس سطریں مسلسل لفظ "لعنت" کے تکرار سے

۱۷ "نزورۃ الامام" ص ۸۔ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

۱۸ حوالہ کے لیے دیکھیے "نور الحق" ص ۱۱۸ تا ۱۲۲۔ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

پڑھیں لے

بھرم کھل جاتے ظالم ترے قامت کی درازی کا
اگر اس طرہ پر بیچ و خم کا بیچ و خم نکلے !

اور :

اگر لکھواتے کوئی اس کو خط تو ہم سے لکھواتے
ہوتی صبح اور گھر سے کان پر رکھ کر تسلیم نکلے !

اب آپ ہی بتلاتے کہ ایسے آدمی کا احترام کون کرے ! وگرنہ ہماری
آپ سے کئی دفعہ بحث ہوتی۔ ہم مذہب میں مشرقین کی دوری کے باوجود
کبھی آپ کی بجائے تم پر نہیں اترے الا یہ کہ آپ بھی اپنے اسلاف کی اتباع
میں اپنے امام کی سطح پر اتر آئیں تو مجبوراً ہم کو بھی یہ کہتے ہوئے قلم کو جنبش
دینی پڑی ہو۔

غیر لیں محفل میں بوسے جام کے

ہم رہیں یوں تشنہ لب پیغام کے !

سرکار! امید ہے کہ اب آپ کی تسلی ہو گئی ہوگی کہ دشنام طرازی میں
یڈیٹور "مدیر" ترجمان الحدیث "منہیں بلکہ آپ کے امام و اسلاف رکھتے ہیں۔ آخر
میں اپنے "مجدد" کی زبان مبارک سے دو گالیاں اور سن لیجئے، تاکہ آپ کو
علم ہو جائے کہ جس کی امامت کی آپ نے دھوم اور شریعت کا شور مچا رکھا ہے وہ
"اخلاق عالیہ" کے کس مقام بلند پر فائز ہے اور آپ کو احساس ہو جائے کہ دوسرے پر
دار کرنے سے پہلے اپنے گھر کو ضرور دیکھ لینا چاہیے۔ مرزا غلام احمد اپنے

سہ سوالہ کے لیے دیکھیے شخصہ حق ص ۶۰، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

ہر تن کا ڈھکنا اٹھاتا ہے :

”مگر بقول شخصے ہر ایک برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس کے اندر ہے۔“ لہ

كل مسلو يقبلن و يصدق دعوتى الا ذرية
البيغايا۔

کہ ”تمام مسلمانوں نے مجھے مان لیا اور میری دعوت کی تصدیق کر دی، مگر کنجریوں کی اولاد نے مجھے نہیں مانا۔“

اور:

”اے (سعد اللہ) کنجری کے بیٹے اگر تو ذلت کی موت نہ مرا تو میں سچا نہیں۔“ لہ

عشق میں تیسے فتنہ گر رنج اٹھائے اس قدر
تیکہ کلام ہے مرا کوئی کرے وفنا عبث
اسی پر عیسائیوں نے مرزا کے بارہ میں یہ شعر کہا تھا
وٹھیٹ اور بے شرم بھی علم میں ہوتے ہیں مگر
سب پر سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

لہ ”چشمہ معرفت“ ص ۱ مصنفہ مرزا غلام احمد

لہ اس سطر کی عربی عبارت میں جو غلطیاں ہیں وہ مرزا غلام احمد کی عربی دانی اور
جہالت علمی پر شاہد عدل ہیں۔ حیرت ہے کہ بایں بے بضاعتی و بے علمی علم و حکمت کا وہ غرہ
۲۰ آئینہ کمالات اسلام ص ۵۹۔ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

لہ ترجمہ انجام آتھم ص ۲۱۲۔

لہ بحوالہ الثابت مرزا ص ۳۱، ۳۰۔

ویسے اگر مدیر "پیغام صلح" اعضاء کو اور عداوت و مخالفت کو ایک طرف رکھ کر
چھپکے سے میری بات سنیں تو انہیں کہوں،

بڈزبانی کرنا اور اپنے مخالفانہ جوش کو انتہا تک پہنچانا۔ کیا اس
عادت کو خدا پسند کرتا ہے یا اس کو شیوہ شرفاء کہہ سکتے

ہیں؟

اور،

"لعنت بازی صد لقیوں کا کام نہیں۔ مومن لعان و لعنت کرنے
والا نہیں ہوتا۔"

اور،

"جو امام زمان کہلا کر کچھ ایسی طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنیٰ بات
میں منہ میں جھاگ آتا ہے۔ آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں وہ کسی طرح
بھی امام زمان نہیں ہو سکتا۔"

مانو شانو جان جہاں اختیار ہے
ہم نیک و بد حضور کو سمجھا دیتے ہیں!

بحوالہ "ترجمان الحدیث" ۱۹۶۱ء

۱۰ "آسمانی فیصلہ" ص ۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

۱۱ "ازالہ اوہام" ص ۶۶۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

۱۲ "ضرورت الامام" ص ۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

انگریز کا ایجنٹ کون تھا؟

اہل حدیث یا مرزائی

مرزائیوں نے پاکستان میں انتخاب کی گھاگھی سے فائدہ اٹھا کر مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کے خلاف عموماً اور اہل حدیث کے خلاف خصوصاً نہریان کوئی اور ہرزہ سرائی کا ایک طومار باندھ دیا اور سمجھا کہ ہم اس کا کوئی نوٹس نہیں لیں گے اس سلسلہ میں ربوہ کے ایک مرزائی پرچے "الفرقان" اور پاکستان کے دیگر مرزائی جو ائمہ و مجلات نے ایک سلسلہ مضامین شروع کیا جس میں تمام مسلمان مکاتب فکر کو انگریزوں کا آلہ کار اور اپنے آپ کو انگریزوں کی کاسہ لیبی سے برمی کرنے کی سعی لا حاصل کی گئی، ان کے دیگر مہفوات کا جواب تو "ترجمان الحدیث" کے نومبر ۱۹۶۰ء کے شمارہ میں تفصیل سے گزر چکا ہے۔ انگریزوں کی وفا کیشی کے بارہ میں اب حاضر ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ ہم اپنی بے شمار انتخابی و غیر انتخابی مصروفیات کی بنا پر اس کا جواب کچھ تاخیر سے لکھ رہے ہیں۔ لیکن ان شاء اللہ دیر آید درست آئیڈ کا مصداق ضرور ہے۔

زیر نظر مضمون میں ہم نے دلائل و براہین سے ثابت کیا ہے کہ انگریز کا ایجنٹ کون تھا، اہل حدیث یا مرزائی؟ اور اس سلسلہ میں ہم نے یہ التزام کیا ہے کہ اپنے بارہ میں اپنی کسی کتاب کا حوالہ نہ ہو اور ان کے بارہ میں کسی غیر کا ذکر بھی نہ آئے بلکہ جو کچھ ہو خود ان کے گھر سے ہو۔ اور ذرا دیکھیں کہ

اہل حدیث کو بیگانوں نے کیا کہا ہے اور مرزائیت اور مرزا کو خود مرزا اور اس کی امت کیا کہتی ہے۔

انگریز لیٹیروں نے جب اسلامی ہند سے مسلمانوں کی حکومت کا خاتمہ کر کے اپنی سیادت کا تخت بچھایا تو جہاں اور محب وطن عناصر نے ان کے خلاف مورچہ بندی کی۔ مسلمان سب سے زیادہ ان کی راہ میں مزاحم ہوتے اور ہندوستان کے چیمپ چیف میں آزادی و حریت کی جنگ لڑی جانے لگی۔ انگریزوں نے اپنے لامحدود وسائل اور بے پناہ عسکری قوت کے ساتھ ساتھ ہندوستان ہی کے غدار اور ضمیر فروش لوگوں کی مدد و معاونت سے اس بھڑکتے ہوئے لاد کو بجھا دیا اور اس کماری سے لے کر درہ خیبر تک پورے ملک ہند پر بلا شرکت غیرے قابض اور متصرف ہو گیا۔ لیکن اس شاطر سیاست اول روز ہی اس بات کو بھانپ لیا کہ اس جنگ کے جیتنے میں اس کے اسلحہ اور عساکر کی بجائے ہند کے غداروں اور خائتوں کا زیادہ حصہ ہے، اس لیے اُس نے برصغیر میں جہاں اپنے جوش پر خاص توجہ دی وہاں ان عناصر کو ہمیشہ اپنے الطاف و عنایات سے نوازتا رہا جنھوں نے اپنے ملک اور اپنی قوم کے خلاف اس کی تائید و حمایت کی تھی تاکہ آئندہ بھی ان کو ان کی ماں کے بیٹوں اور ان کے وطن کے سپوتوں کے خلاف استعمال کرتا رہے۔ اس کے نتیجے میں وہ جماعت (CLASS) پیدا ہوئی جن کو (FUDALIST) جاگیردار کہا جاتا ہے۔ کہ دیس کے جیالوں اور باجمیت، و با غیرت متوالوں کے خلاف جاسوسی اور سامراجی گوروں کے بوٹ چاٹنے کے عوض ان کو یہ جاگیریں عطا ہوتی تھیں اور یہ وہی جاگیریں تھیں جنھیں اس ملک کے رکھوالوں سے اس جرم میں چھینا گیا تھا کہ وہ پردیسی لیٹیروں سے نفرت اور ان کی حکومت کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے رہتے۔

ہندوستان میں استعمار کی تاریخ سے واقفیت رکھنے والے لوگ اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ انگریزوں نے جہاں ایسے خاتموں اور ان کی اولاد پر ہمیشہ اپنا سایہ عاطفت پھیلاتے رکھا ہاں اس امر کے لیے بھی کوشاں رہا کہ اس گروہ میں تازہ بتازہ اسیرانِ حرص و آرزو بھی شامل کرتا رہے، کیونکہ وہ اس حقیقت سے بھی بے خبر نہیں تھا کہ اٹھارہ سو ۱۸۵۷ء تا دن میں بھڑکنے والا شعلہ ابھی پوری طرح بجھا نہیں بلکہ اس کے خاکستر میں ابھی کئی چنگاریاں سلگ رہی ہیں جو کسی وقت بھی آتشِ فشاں بن کر اس کے خرمینِ عز و جاہ کو جلا سکتی اور خاک سا بنا سکتی ہیں اس لیے وہ بدستور اس جوڑ توڑ میں لگا رہا کہ کوئی ایسی تدبیر نکالی جائے جس سے برصغیر میں اپنے اقتدار کو مستحکم اور قیام کو دوام بخشا جاسکے، اسے ہندوستان میں مجموعی طور پر جنگِ آزادی کے بعد اگر کسی سے خطرہ تھا تو مسلمانوں سے تھا، کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ ایک تو مسلمانوں کو اپنی قیادت و سیادت کے ٹٹنے کا غم ہے کہ ہندوستان میں اس وقت مسلمانوں ہی کی حکومت تھی اور دوسری طرف ان کا دین۔ ان کی شریعت اور ان کے جذباتِ جہاد انہیں ہمیشہ غیر ملکی کافروں کے غلبہ و استبداد کے خلاف انگینت کرتے اور برہمن زن پر اکساتے رہیں گے اور پھر بالفعل برصغیر کے موحد مسلمانوں کا ایک گروہ اس کے خلاف برسرِ عمل اور برسرِ پیکار ہو بھی چکا تھا اور انگریز اس مٹھی بھر "گروہ عشاق" سے اس قدر ہراساں، لوزاں اور ترساں تھا کہ اسے ہندوستان کی سرزمین اپنے پیروں کے نیچے سے کھسکتی ہوئی معلوم ہونے لگی۔ موحدین کے نعرہ ہائے جہاد اس کے ایوانوں پر لرزہ طاری کرنے لگے اور دار و رسد ان کو بوسہ ہائے شوقِ مومنوں کے دلوں کے تاروں سے اس طرح کھیلنے لگے جس طرح زخمہ و مضراب کے تاروں سے اٹھکیلیاں کرتے ہیں اور عین اس وقت جب کہ علماء اہل حدیث اور زعماءِ موحدین خنجروں کے

نوک اور تلواروں کی دھار پر رقص کر رہے تھے اور سامراج کو برصغیر میں اپنا
سورج ڈوبتا ہوا نظر آ رہا تھا اس کے غدار اور ذلہ خوار اٹھے اور ان میں سے
چند نے تو اس جماعت مقدسہ پر "وہابیت" کا لیبل چسپاں کر کے اس کی
تحریک حریت کو دوسرے مسلمانوں تک پہنچنے سے باز رکھنے کی کوشش کی
اور چند نے اس جذبے ہی کو ختم کرنے کی کھٹانی۔ جس کے نتیجہ میں یہ جنگاری
پھر بھی کبھی بھڑک سکتی تھی۔ ہندوستان کی تحریک آزادی پر قلم اٹھانے والا
کوئی مورخ اس وقت تک آگے نہیں بڑھ سکتا جب تک کہ وہ رک کہ اہل تشدد
کی عظمت و رفعت کو سلام نہ کر لے اور ان کے جذبہ جہاد اور ان کی بے پناہ
قربانیوں کو خراج تحسین نہ پیش کر لے اور اسی طرح اس کی تاریخ تب تک مکمل
نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ ان خاتونوں اور انگریزوں کے خاندانی نمک خواروں کا تذکرہ
نہ کر لے جنہوں نے ان بدیشی کافروں کی خاطر اپنی ہر چیز کو داؤ پر لگا دیا اور اپنی
ہر متاع کو فروخت کر دیا تھا چاہے وہ ضمیر ایسی گراں مایہ اور دین ایسی والا قدرتی
ہی کیوں نہ ہو اور یہی سبب ہے کہ تاریخ کے اوراق ان دونوں کی تاریخ کو اپنے
سینے میں محفوظ کیے ہوئے ہیں اور آج ہم اسی تاریخ کے صفحات کو الٹا او
اسی کے اوراق کو پلٹ رہے ہیں کہ کچھ سفیمہان امت باطلہ، اور اہلہان کو چشم
حقائق کو الٹانے، مٹانے اور چھپانے کے درپے ہیں کہ شاعری میں تو ہمیں
گوارا ہے کہ یاران سر پہل خرد کا نام جنوں اور جنوں کا خرد رکھ دیں اور ہم اسے
آپ کے حسن کی کزشمہ سازی کہہ کر ٹال دیں لیکن تاریخ میں گوارا نہیں۔ تاریخ کا
ورق آپ کے سامنے ہے کہ

۱۸۴۶ء کو قادیان کے ایک انگریز دوست اور مسلم دشمن خاندان میں
حتم لینے والا چشم و چراغ پنجاب کے انگریز گورنر کے حضور اپنی پشتینی وفاداری

کا ذکر ن الفاظ میں پیش کرتا ہے:

”سب سے پہلے میں یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میں ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندانِ اول درجہ پسرکارِ دولت مدارِ انگریزی کا خیر خواہ ہے۔۔۔ میرے والد صاحب اور خاندانِ ابتدائی میں سے سرکارِ انگریزی کے بدل و جان ہوا خواہ اور وفادار رہے اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کے معزز افسران نے مان لیا کہ یہ خاندان

کمال درجہ پر خیر خواہ سرکارِ انگریزی ہے“ لہ

اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کے ”معزز افسران“ نے یہ کیونکر مان لیا تھا کہ یہ خاندان ”کمال درجہ پر خیر خواہ سرکارِ انگریزی“ ہے؟ اس لیے کہ جب سلمان اپنی آبر و اور اپنے ناموس اور اپنی آزادی کی جنگ لڑ رہے تھے اور اہل حدیث کے سرخیل شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی انگریزوں کے خلاف فتوے جہاد پر دستخط کر رہے تھے۔ اس خاندان کا سربراہ گوروں کے بوٹ چاٹتے ہوئے اپنے ہی ملکی بھائیوں کی پشتوں میں خنجر گھونپ رہا تھا، مرزا غلام احمد پر فخر کناں رقمطراز ہے:

”میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا۔ جن کو دربارِ گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گرiffin صاحب کی ”تاریخِ رتلیان پنجاب“ میں ہے، اور

لہ درخواست بحضور نواب لفٹنٹ گورنر دام اقبالہ منجانب خاکسار مرزا غلام احمد از

قادیان، مورخہ ۲۲ فروری ۱۸۹۷ء۔ مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۷ ص ۸-۹

۱۸۵۷ء میں انھوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی، یعنی سچا پاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر (جنگِ آزادی) کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیتے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو چٹھیاں خوشنودی حکام ان کو ملی تھیں۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہو گئی مگر تین چٹھیاں جو دست سے چھپ چکی ہیں۔ ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادی خدمات سرکاری میں مصروف رہا اور جب ”تمون“ کی گزر پر مفسدوں و محبِ وطن حریت پسندوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف لڑائی میں شریک تھا۔

جب سامراجی پٹھو انگریز کے آلہ کار اور مرزائیت کے اجداد اس خیانت کا ارتکاب کر رہے تھے۔ علماء یزدانی اور فقہاء ربانی انگریز کے خلاف فتوے جہاد پر دستخط کر رہے تھے۔ چنانچہ وہ فتوے مع استفتاء درج ذیل ہے۔

استفتاء

”کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس امر میں کہ اب جو انگریز

۱۷ ”کتاب البریہ“ ص ۳۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

دلی پر چڑھ آتے ہیں اور اہل اسلام کی جان و مال کا ارادہ رکھتے ہیں اس صورت میں اب اس شہر والوں پر جہاد فرض ہے یا نہیں؟ اور وہ لوگ جو اور شہروں اور بستیوں کے رہنے والے ہیں ان کو بھی جہاد کرنا چاہیے یا نہیں۔ بیان کر دے اللہ تم کو جزا دے۔“

جواب

در صورت مرقومہ فرض عین ہے اور پورے تمام اس شہر کے لوگوں کے اور استطاعت ضرور ہے اس فرضیت کے واسطے۔ چنانچہ اس شہر والوں کو طاقت مقابلہ اور لڑائی کی ہے، بہ سبب کثرت اجتماع افواج کے اور مہیا اور موجود ہونے آلات حرب کے تو فرض عین ہونے میں کیا شک رہا، اور اطراف و حوالی کے لوگوں پر جو دور ہیں باوجود خبر کے فرض کفایہ ہے، ہاں اگر اس شہر کے لوگ باہر ہو جائیں مقابلہ سے یا سستی کریں، اور مقابلہ نہ کریں تو اس صورت میں ان پر فرض عین ہو جاتے گا اور اسی طرح اور اسی ترتیب کے سارے اہل زمین پر شرف اور غرہا فرض عین ہو گا اور جو عدو اور بستیوں پر هجوم اور قتل و غارت کا ارادہ کریں تو اس بستی والوں پر بھی فرض ہو جائے گا بشرط ان کی طاقت کے۔

دستخط اور مواہب

نور جمال، محمد عبدالکریم، سکندر علی، سید نذیر حسین، مفتی محمد صد الدین وغیر ہم

پینتیس علماء کرامؑ لے
انگریز کے روحانی فرزند واسے

اولئك آباءى فبئلى بثلهم

اذاجعتنا یا جریر المدجامع

اور حیرت ہے کہ مرزا محمود احمد اور اس کے آباؤ اجداد کی ہندی
مسلمانوں سے یہ ساری خیانت اور انگریزی کافروں کی یہ ساری اعانت صرف
اس دنیاؤں کے حصول کے لیے تھی جو مردِ حُر کے نزدیک پرکاہ کے برابر بھی
حیثیت نہیں رکھتی۔ چنانچہ مرزا غلام احمد معترف ہے کہ:

”میرا باپ اسی طرح خدمات میں مشغول رہا، یہاں تک کہ
پیرانہ سالی تک پہنچ گیا اور سببِ آخرت کا وقت آگیا اور
اگر ہم اس کی تمام خدمات لکھنا چاہیں تو اس جگہ سمانہ سکیں
اور ہم لکھنے سے عاجز رہ جائیں۔ پس خلاصہ کلام یہ ہے، میرا
باپ سرکارِ انگریز کے مراہم کا ہمیشہ امیدوار اور عند الضرور
خدمتیں بجالاتا رہا یہاں تک کہ سرکارِ انگریزی نے اپنی خوشنودی
چٹھیات سے اس کو معزز کیا اور ہر ایک وقت اپنے
عطاؤں کے ساتھ اس کو خاص فرمایا اور اس کی عمِ خواری فرمائی
اور اس کی رعایت رکھی اور اس کو اپنے شیر خواہوں اور
مخلصوں میں سے سمجھا۔ پھر جب میرا باپ دناتہ پا گیا تب

لے احوال کے لیے دیکھیے کتاب ”اٹھارہ سو ستاون اخبار اور دستاویزیں“

مرتبہ عتیق صدیقی ص ۱۹۱، مطبوعہ مکتبہ شاہراہ اردو بازار دہلی۔ ہند۔

ان خصلتوں میں اس کا قائم مقام میرا بھائی ہوا۔ اما شاء اللہ
 ہمہ خانہ آفتاب است) جن کا نام مرزا غلام قادر تھا اور
 سرکار انگریزی کی عنایات ایسی ہی اس کے شامل حال ہو
 گئیں جیسی کہ میرے باپ کے شامل حال تھیں اور تاریخ
 کا منہ چڑانے والو! کلیجہ بھگام کے سنو اور میرا بھائی چند
 سال بعد اپنے والد کے فوت ہو گیا۔ پھر ان دونوں کی
 وفات کے بعد میں ان کے نقش قدم پر چلا اور ان کی
 سیرتوں کی پیروی کی۔" ۱۷

اہل حدیث۔ پدنگہ ناز کے تیر برس سنانے والو! آؤ اور دیکھو کہ جب ہمارے
 آباء انگریز کے خلاف مورچہ لگا رہے تھے تب ہمارے آباء کیا کر رہے
 تھے اور سید احمد، اسماعیل شہید، سید نذیر حسین دہلوی، عنایت علی،
 ولایت علی، علماء صادق پور، پٹنہ اور ان کے اخلاف تو غدار جنہوں نے
 راہ حق میں اپنا سب کچھ ٹٹا دیا، اور غلام برتھنے، غلام قادر، غلام احمد اور ان
 کی معنوی اور روحانی اولاد حریت پسند اور انگریز دشمن؛ جن کا خمیر ہی اسلام دشمنی
 اور کفر دوستی سے اٹھایا گیا تھا۔

بہیں تفاوت راہ از کجا تا کجا

مدیر "الفرقان" لکھتا ہے:

"انگریزی حکومت نے ملک ہند میں قیام امن اور آزادی

مذہب کی جو کوششیں کی تھیں ان کی وجہ سے تمام درویند

۱۷ "نور الحق" حصہ اول ص ۲۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

مسلمانوں نے اس حکومت کا شکر یہ ادا کیا اور اس سے
تعاون کے طریق کو اختیار فرمایا تھا۔ اس سے کسی کا یہ نتیجہ نکالنا
کہ ایسے لوگ انگریزوں کے آلہ کار تھے۔ انتہائی غلط فہمی ہے۔

اس سے قطع نظر کہ مرزائی ہمنوز انگریز کے مدح سراورثنا خواں ہیں اور اسی
طرح اپنے نبوت و رسالت کے عطا کرنے والے کا حق نمک ادا کر رہے ہیں
ان سے سوال کرو کہ وہ کونسا امن نٹھا جسے ہند میں انگریزی حکومت نے قائم
کیا۔ تیمور و بابر کی بیٹیوں کی عصمت درمی و رسوائی یا ہند کی مسلمان ماؤں کو ان
کے جگر گوشوں سے محروم کرنا؟

اس حریت کے دور میں ایک آزاد ملک کے باسیوں کو ان کی تعریف کرتے
ہوتے شرم کرنی چاہیے جنہوں نے اس ملک کو ڈیڑھ سو سال تک غلام بنائے
رکھا اور اس ملک میں امن کو قائم نہیں کیا بلکہ امن کو تاراج کیا۔ عفتوں پر ڈاکے
ڈالے، آبروؤں کو غارت کیا اور قوم کے جوان بیٹیوں کا خون پیا۔ ان کے
بڑھوں کو تلواروں کی دھاروں پر اور معصوموں کو نیزوں کی اینیوں پر رکھا۔
لیکن وہ لوگ جن کی پرورش اور پرداخت ہی انگریزوں نے کی ہو اور جنہیں ان
کی فرمانبرداری ورثہ اور مذہب میں ملی ہو وہ کب اس کو فراموش اور اس
کی وفاقیشی سے گریز کر سکتے ہیں۔

ع شرم تم کو مگر نہیں آتی

یاد رہے متنبی و تادیان نے انگریز کی وفاداری کو مرزائیت میں
داخلہ کے لیے شرط اور اصل الاصول قرار دیا تھا۔ چنانچہ وہ

لکھتا ہے:

”اب اس تقریر سے جس کے ساتھ میں نے اپنی سترہ سالہ مسلسل تقریروں سے ثبوت پیش کیے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ سرکار انگریزی کا بدل و جان خیر خواہ ہوں اور میں ایک شخص امن دوست ہوں اور اطاعت گورنمنٹ اور ہمدردی بندگانِ خدا کی میرا اصول ہے اور یہ وہی اصول ہے جو میرے مریدوں کی شرائطِ بیعت میں داخل ہے۔ چنانچہ پرچہ شرائطِ بیعت جو ہمیشہ مریدوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اس کی دفعہ چہارم میں انہی باتوں کی تصریح ہے۔“ ۱۷

رہی بات کہ مرزا اور مرزائیت صرف انگریز کے سپاس گزار تھے، آلہ کار نہیں تھے، اس کے بارہ میں خود مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے جانشین معترف ہیں کہ سرکار انگریزی کی کاسہ لیبسی میں وہ اپنے آباء سے کسی طرح پیچھے نہیں رہا۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی انگریزی استعمار کا حق نمک ادا کرتے ہوئے مسلمانانِ ہند کو انگریز کی غلامی کا درس دیتا اور غلامی کی زنجیروں کو مضبوط کرنے کی تلقین کرتا ہے:

”ہر ایک سعادت مند مسلمان کو دعا کرنی چاہیے کہ اس وقت

انگریزوں کو فتح ہو۔ کیوں کہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں، اور

سلطنتِ برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں۔

۱۷ ضمیمہ کتاب لبر یہ ص ۹، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

سخت جاہل اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے جو اس گورنمنٹ سے
کینہ رکھے، اگر ہم ان کا شکر نہ کریں تو پھر ہم اللہ تعالیٰ کے بھی
ناشکر گزار ہیں۔“

نیز:

”خدا نے ہمیں ایک ایسی ملکہ عطا کی ہے جو ہم پر رحم کرتی ہے
اور احسان کی بارش سے اور مہربانی کے عین سے ہماری
پرورش فرماتی ہے اور ہمیں ذلت اور کمزوری کی پستی سے
اوپر کی طرف اٹھاتی ہے۔“

اور ملکہ کے رحم اور اس کے احسان کی بارش اور مہربانی کے
میسز کا بدلہ مرزا غلام احمد کس طرح چکاتا ہے۔ خود اس کے اپنے
الفاظ میں ملاحظہ کیجئے:

” میرے اس دعوے پر کہ میں گورنمنٹ برطانیہ کا سچا خیر خواہ
ہوں۔ دو ایسے شاہد ہیں کہ اگر ”سول ملٹری“ جیسا لاکھ پرچہ بھی
ان کے مقابلہ پر کھڑا ہو تب بھی وہ دروغ گو ثابت ہوگا۔ اول
یہ کہ علاوہ اپنے والد مرحوم کی خدمت کے سولہ برس سے برابر
اپنی تالیفات میں اس بات پر زور دے رہا ہوں کہ مسلمانان
ہند پر اطاعت گورنمنٹ برطانیہ فرض ہے اور جہاد حرام ہے۔
دوسرے یہ کہ میں نے کئی عربی کتابیں عربی فارسی تالیف کے

۱۷ ”انزالہ ادبام“ ص ۵۰۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

۱۸ ”نور الحق“ حصہ اول ص ۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

غیر ملکوں میں بھیجی ہیں جن میں برابر یہی تاکید اور یہی مضمون ہے پس اگر کوئی بداندیش یہ خیال کرے کہ سولہ برس کی کارروائی میری کسی نفاق پر مبنی ہے تو اس بات کا اس کے پاس کیا جواب ہے، کہ جو کتابیں عزیزی و ناری روم اور شام، مصر اور مکہ اور مدینہ و عینہ و ممالک میں بھیجی گئیں اور ان میں نہایت تاکید سے گورنمنٹ انگریزی کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں، وہ کارروائی کیونکر نفاق پر محمول ہو سکتی ہے، کیا ان ملکوں کے باشندوں سے بجز کافر کہنے کے کسی اور انعام کی توقع تھی۔ کیا "سول ملٹری گورنٹ" کے پاس کسی ایسے خیر خواہ گورنمنٹ کی کوئی اور بھی نظر ہے؟ (ماشا اللہ، چشم بد دور) اگر ہے تو پیش کرے۔ لیکن میں دعوائے سے کہتا ہوں کہ جس قدر میں نے کارروائی گورنمنٹ کی خیر خواہی کے لیے کی ہے اس کی نظر نہیں ملے گی۔" لہ

اور صرف اسی پر بس نہیں بلکہ :

"میں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں بعض جاہل اور شیر۔ لوگ اکثر ہندوؤں میں سے اور کچھ مسلمانوں میں سے گورنمنٹ کے مقابل پر ایسی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں جن سے بغاوت کی بو آتی ہے بلکہ مجھے شک ہوتا ہے کہ کسی وقت باغیانہ رنگ ان کی طبائع میں پیدا

لہ اشتہار لائق توجہ گورنمنٹ جو جناب مکہ معظمہ قیصرہ ہند اور جناب گورنر جنرل ہند اور لفٹیننٹ گورنر پنجاب دیکر معزز حکام کے ملاحظہ کے لیے شائع کیا گیا۔ "منجانب خاکسار مزار غلام احمد قادیانی مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۸۹۴ء مندرجہ تبلیغ رسالت" ج ۳ ص ۱۹۶۔ مولفہ میر قاسم علی قادیانی۔

ہو جائے گا اس لیے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں جو بفضلہ تعالیٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے۔ نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری اس تعلیم کو خوب یاد رکھیں جو تقریباً سولہ برس سے تقریری اور تحریری طور پر ان کے ذہن نشین کرتا ہوں یعنی یہ کہ اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں کیونکہ وہ ہماری محسن گورنمنٹ ہے۔" ۱۷

اور

"میں اٹھارہ برس سے ایسی کتابوں کی تالیف میں مصروف ہوں کہ جو مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی محبت اور اطاعت کی طرف قائل کریں گو اکثر جاہل مولوی ہماری اس طرز اور رفتار اور ان خیالات سے سخت ناراض ہیں۔" ۱۸

اور ان جذبہ جہاد کو، جو مسلمانوں کے سینوں میں کروٹیں لے رہا اور انہیں دیوانہ وار شہادت کہ الفت میں کھینچے لیے جا رہا تھا، ختم کرنے کے لیے اپنی کوششوں کا ذکر ان الفاظ میں کیا جاتا ہے :

"یہ وہ فرقہ ہے جو فرقہ احمدیہ کے نام سے مشہور ہے، اور پنجاب

۱۷ اعلان مرزا غلام احمد قادیانی اپنی جماعت کے نام مورخہ ۱۹۰۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۱۰، ص ۱۲۲، مولفہ میر قاسم علی قادیانی۔

۱۸ درخواست سجنور نواب لفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب خاکسار غلام احمد از قادیان، مورخہ ۲۲ جنوری ۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۱۰، ص ۱۱۔

اور ہندوستان اور دیگر متفرق مقامات میں پھیلا ہوا ہے۔ یہی
 وہ فرقہ ہے جو دن رات کوشش کر رہا ہے کہ مسلمانوں
 کے خیالات میں سے جہاد کی بیہودہ رسم کو اٹھارے۔ چنانچہ
 اب تک ساٹھ کے قریب میں نے اپنی کتابیں عربی فارسی اور
 اردو اور انگریزی میں تالیف کر کے شائع کی ہیں جن کا یہی مقصد
 ہے کہ یہ غلط خیالات مسلمانوں کے دلوں سے محو ہو جائیں۔ اس
 قوم میں یہ خرابی اکثر نادان مولویوں نے ڈال رکھی ہے، لیکن اگر خدا
 نے چاہا تو امید رکھتا ہوں کہ عنقریب اس کی اصلاح ہو جائے
 گی۔" ۱۷

کیا انگریزوں کی کا سہ لیبسی اور ان کا آلہ کار ہونے کا اس سے بڑا بھی
 کوئی اور ثبوت ہو سکتا ہے اور یہ ساری دین فروشی اور قوم فروشی کس لیے تھی؟
 صرف چند سکوں کے لیے یا اس تاج نبوت کے لیے جس کی گدا می مرزا غلام احمد
 انگریزوں سے کرتا رہا۔ ع

تقویر تو اسے چرخ گردوں تلو

چنانچہ مرزا غلام احمد لکھتا ہے :

"میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں مع اسماہ
 مریدین روانہ کرتا ہوں، مدعا یہ ہے کہ اگرچہ میں ان خدماتِ خاصہ
 کے لحاظ سے جو میں نے اور میرے بزرگوں نے محض صدقِ دل

۱۷ قادری انجیل ریویو آف ریلیجیون "بیت السنۃ ۱۹۰۲" اقتباس از عمر لیبہ جو مرزا غلام احمد
 نے حکومت انگریزی ہند کو پیش کیا۔

اور اخلاص اور جوش و فدا داری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے

لیے کی ہے۔ عنایات خاص کا مستحق ہوں۔" لہ

نہ جانے ان لوگوں کی عقل پر کیسے پتھر پڑ گئے جو مرزا غلام احمد
کو نبی اور رسول شمار کرنے لگے۔ مقام نبوت اور منصب رسالت تو بڑی
بات ہے۔ رب کعبہ کی قسم اس طرح کی پستی کا مظاہرہ تو گدا یان میکدہ بھی نہیں
گرتے۔ چہ جائیکہ ایک شریف اور با غیرت انسان! اور اس پر طرہ یہ کہ رسالت
پیغمبری کا دعویٰ عیازا باشد ع

بہت کریں آرزو خدائی کی

اور :

ع

پستی کا کوئی حقد گزرنا دیکھے

صرف یہ التماس ہے کہ سرکارِ دولت مدار ایسے خاندان کی
نسبت جس کو پچاس سال کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار اور
جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ
کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ
گواہی دی ہے، کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ
اور خدمت گزار ہیں۔ اہل خود کاشتنہ پودہ کی نسبت نہایت حزم و
احتیاط سے اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام
کو اشارہ فرماتے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور

لہ درخواست بھنور لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبال منجانب خاکسار مرزا غلام احمد از
قاریان، مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۷۔

اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت
 اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں، ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی
 کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا۔
 اور نہ اب فرق ہے، لہذا ہمارا حق ہے کہ ہم خدمات گذشتہ
 کے لحاظ سے سرکار دولت مدار کی پوری عنایات اور خصوصی توجہ
 کی درخواست کریں۔ دینر ضمیمے میں اپنے تین سو سترہ مریدوں کے نام
 ہیں۔ حوالہ مذکور)

اللہ دتہ مرزائی اس عبارت کو پھر پڑھے۔ شاید اس کے بے غیرت وجود
 میں غیرت و حمیت اور عقل و خرد کی کوئی چیز بچی کبھی موجود ہو اور وہ اسے
 خبر دے سکے کہ نبی اور رسول اس قدر ذلیل اور ذلیل نہیں ہوا کرتے اور وہ آئندہ
 مرزا قادیانی کا وکیل صفائی بننے سے پہلے اس بات کو سوچ لیا کرے کہ ذلت و
 رسوائی کے ان عمیق گڑھوں سے کوئی بھی اس کے موکل کو نکال سکتا ہے کہ نہیں؟
 اور شاید وہ آئندہ اہل حدیث پر طعن توڑنے سے پہلے کچھ دیر رک کر غور کر لے
 کہ ابھی اہل حدیث کی صفیں "مردوں" سے اس قدر خالی نہیں ہوتیں کہ انگریز کے
 خود کاشتہ پودے کا ایک ٹمبے ٹمراں پروار کر کے چلا جاتے اور سمجھے کہ
 اس کا جواب اسے نہیں ملے گا۔ شناہ اللہ (رحمۃ اللہ علیہ) ابراہیم (رحمۃ اللہ علیہ)
 اور محمد گوندلوی (زید مجدہ) کے رب کی قسم ابھی ان کے بیٹوں میں کیس بل موجود
 ہے کہ وہ قادیانی کے اخلاف کا اسی طرح کس بل نکال سکیں اور انہیں اسی طرح
 لا جواب کر سکیں جس طرح وہ مرزا قادیانی کا نکال کرتے اور اسے لا جواب کیا کرتے

اپنی جفا کو دیکھ کر میری ونا کو دیکھ کر

بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

تھے

آؤ اور ذرا "مردانِ احرار" کو بھی دیکھو کہ انہی ایام میں جب مستثنیٰ قادیان مرزا غلام احمد انگریز کے سامنے کاستہ گدائی لیے کھڑا تھا اور مسلمانوں کو انگریز کی اطاعت کا سبق دے رہا تھا، اہل حدیث انگریز کے خلاف میدانِ جنگ میں سینہ سپر تھے اور ان کا زعم اور قائد مولانا عنایت علی صادق پوری کو ہستان سرحد سے مسلمانان ہند کے نام پر اعلامیہ جاری کر رہا تھا۔

۱۔ جس ملک پر کفار مسلط ہو جائیں وہاں کے مسلمانوں کا فرض ہے، کہ متحد ہو کر کفار سے لڑیں۔

۲۔ جو نہ لڑ سکیں وہ ہجرت کر کے کسی آزاد اسلامی ملک میں پہنچ جائیں۔

۳۔ ہجرت موجودہ حالات میں فرض ہے اور جو لوگ ہجرت سے باز رکھنے کی کوشش کریں وہ منافقت کی زد میں آتے ہیں۔

۴۔ جو لوگ ہجرت بھی نہ کر سکیں وہ حکومت سے علیحدگی پر عمل پیرا ہوں مثلاً کسی کام میں حکومت کی مدد نہ کریں اس کی عدالتوں میں نہ جائیں اپنے جھگڑوں کے لیے پنچائتیں بنائیں لہ

اور انہی مولانا عنایت علی کے تربیت یافتہ مجاہدین نے ستھما کی پہاڑیوں کے اوپر انگریزی فوج سے دست بدست جنگ کرتے ہوئے اس شان سے راہ حق میں اپنی جانوں کو نچھاور کیا کہ پھیپٹ اور مین ایسے مخالف کہ اٹھے کہ :

"ہر مجاہد یا شہید ہوا یا گرفتار کر لیا گیا، انہوں نے جوشِ حمیت

۱۵ سوال کے لیے دیکھیے "سرگزشتِ مجاہدین" ص ۴۰۴ مرتبہ مولانا غلام رسول قہر۔

کا غیر معمولی مظاہرہ کیا اور بہادرانہ پیش قدمی کرتے رہے۔ سب نے نہایت عمدہ لباس پہن رکھے تھے، نہ کسی کے قدم میں لڑکش ہونی نہ کسی کی زبان سے نعرہ بلند ہوا۔ چپ چاپ جانیں دیتے رہے۔ اور پھر یہی لوگ تھے جنہوں نے معرکہ ابدیلا میں مرزائیوں کے آقائے ولی نعمت جنرل جمیبر لین کے چھکے پھر ادریے۔ اس معرکہ کے بارے میں ڈبلیو ڈبلیو منٹر ایسا بدنام زمانہ مسلمان دشمن انگریز مورخ لکھتا ہے:

” ۱۸ تاریخ ۱۸۶۳ء کو دشمن مجاہدین نے جاں نشانی سے ہم پر حملہ کیا اور ہماری ایک چوکی پر قابض ہو گئے اور افسروں کے علاوہ ۱۱۴ آدمیوں کو زخمی یا قتل کرتے ہوئے پیچھے دھکیل دیا۔ دو سکردن دشمن نے ایک اور چوکی پر قبضہ کر لیا جسے پھر ایک خوزیز جنگ کے بعد جس میں ہمارے جنرل (جنرل جمیبر لین) صاحب بھی شدید طور پر زخمی ہوئے دوبارہ حاصل کر لی گئی، اور افسروں کے علاوہ ۱۲۵ آدمی جنگ میں کام آئے یا بالکل ناکارہ ہو گئے۔ ۲۰ تاریخ کو بیمار اور اور مجروحین کو واپس بھیج دینا ضروری سمجھا تھا جن کی کل تعداد ۴۳۵ ہو گئی تھی۔ جنرل صاحب نے جو تاریخ ۱۹ تاریخ کو دیا تھا، اس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔ فوجوں کو ایک مہینے تک دن رات سخت کام کرنا پڑا ہے اور تازہ دم دشمنوں کا مقابلہ ایسے نقصان کے ساتھ کرنا پڑا جو حوصلہ شکن ہے۔ اس لیے ہمیں کمک کی ضرورت ہے۔ میرے لیے دشمن

۱۔ نیویبل کی کتاب ص ۱۲۱ اور اوائل کی کتاب ص ۵۰ منقول از سرگزشت مجاہدین۔

کا مقابلہ کرنا، خوراک بہم پہنچانے کے لیے آدمی مہیا کرنا اور زخمیوں کو واپس بھیجنا بہت مشکل ہو گیا ہے۔“ ۱۷
اور آگے چل کر یہی ڈاکٹر ہینٹر لکھتا ہے:

مجاہدین نے سرحدی قبائل میں جو اقتدار حاصل کر لیا تھا۔ ہم نے اس کا غلط اندازہ لگایا تھا، وہ لوگ جو ان کے ساتھ مذہب کی بنا پر شامل ہوتے تھے، وہ فتح یا شہادت کی امید بڑے پر جوش اور بے صبر ہوئے تھے۔“ ۱۸

اور اس دور میں، جب کہ ہندوستان میں مسلمانوں کے خائن اور غدار انگریزوں کی حمایت میں جہاد کو ناجائز قرار دے رہے تھے اور ہندوستان کو دارالاسلام بتلا رہے تھے، اہل حدیث نہ صرف ہر طریقے سے قوم کو جہاد کا درس دے رہے تھے بلکہ عملاً جہاد میں شریک بھی تھے اور پورا ہندستان کے جہاد کے نعروں سے گونج رہا تھا۔ ڈاکٹر ہینٹر لکھتا ہے:

”انگریزوں کے خلاف ضرورت جہاد پر اگر وہابیوں کی نظم و نثر کی مختصر سے مختصر کیفیت بھی لکھنے کی کوشش کی جائے تو اس کے لیے ایک دفتر چاہیے۔ اس جماعت نے بہت ادب پیدا کر دیا ہے، جو

۱۷۔ ”جہاد“ ہندوستانی مسلمان، مصنفہ ڈبلیو ڈبلیو ہینٹر مترجم ص ۵، مطبوعہ

قومی کتب خانہ لاہور۔

۱۸۔ کتاب مذکور ص ۱۰۱۔

انگریزی حکومت کے زوال کی پیش گوئیوں سے پُر اور ضرورت

جہاد کے لیے وقف ہے۔“ ۱۵

اور جس وقت قادیان میں انگریزی ایجنٹ اپنے مریدوں کو یہ نصیحت کر رہا تھا کہ:

”میں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں میں بعض جاہل اور شریر لوگ اکثر ہندوؤں میں سے اور کچھ مسلمانوں میں سے گورنمنٹ کے مقابل پر ایسی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں، جن سے بغاوت کی بو آتی ہے، بلکہ مجھے شک ہوتا ہے کہ کسی وقت باغیانہ رنگ ان کی طبائع میں پیدا ہو جاتے گا۔ اس لیے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں، جو بفضلہ تعالیٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری اس تعلیم کو خوب یاد رکھیں جو تشریحاً سولہ برس سے تقریر ہی اور تحریر ہی طور پر ذہن نشین کرتا آیا ہوں۔ یعنی اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں۔“ ۱۶

اور :

”یاد رہے کہ مسلمانوں کے حقوق میں سے یہ فرقہ جس کا

۱۵ کتاب مذکورہ ص ۱۰۳۔

۱۶ مرزا غلام احمد کا اعلان اپنی جماعت کے نام مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۱۳۲۔

خدا نے مجھے امام اور پیشوا اور رہبر مقرر فرمایا ہے۔ ایک
 بڑا امتیازی نشان اپنے ساتھ رکھتا ہوں اور وہ یہ کہ اس
 فرقہ میں تلوار کا جہاد بالکل نہیں (ہمارا ج اور کس کا ہے؟)
 اور نہ اس کی انتظار ہے بلکہ یہ مبارک فرقہ نہ ظاہر طور پر اور
 نہ پوشیدہ طور پر جہاد کی تعلیم کو ہرگز جائز نہیں سمجھتا۔ ۱۷

اور

” میں نے صد ہا کتابیں جہاد کے مخالف تحریر کر کے عرب
 اور مصر اور شام اور افغانستان میں گورنمنٹ کی تائید میں
 شائع کی ہیں، کیا آپ نے بھی ان ملکوں میں کوئی ایسی کتاب
 شائع کی؟ (ماشا اللہ) ۱۸

نیز:

” میں ایمان اور انصاف کی رو سے اپنا فرض دیکھتا ہوں کہ
 اس گورنمنٹ کی شکرگزاری کروں اور اپنی جماعت کو اطاعت
 کے لیے نصیحت کرتا ہوں۔ سو یاد رکھو اور خوب یاد رکھو
 کہ ایسا شخص میری جماعت میں داخل نہیں رہ سکتا جو
 اس گورنمنٹ کے احسان کا شکر گزار نہیں۔“ ۱۹

۱۷ اشتہار مرزا غلام احمد مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۹ ص ۸۲۔

۱۸ اشتہار مرزا غلام احمد مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۴ ص ۲۶۔

۱۹ اپنی جماعت کے لیے ضروری نصیحت، منجانب مرزا غلام احمد قادیانی، مندرجہ
 ”تبلیغ رسالت“ ج ۱۰ ص ۱۲۳۔

۵ نصاریٰ کی رضا جوئی ہے مقصد اس نبوت کا

اور البطلان جہاد انجام مقصد کا وسیلہ ہے

لیسے ہی وقت میں اہل حدیث پٹنہ کے اندر ایک ایسے مرکز کی بنیاد رکھ چکے تھے جہاں انگریز کی اطاعت اور جہاد کے نسخ کی تلقین نہیں بلکہ انگریز کے خلاف بغاوت اور کفار کے مقابل جہاد کا دلولہ انگریز درس دیا جاتا تھا، چنانچہ سر ہربرٹ ایڈورڈ لکھتا ہے :

” غداری اور بغاوت کے ایک مرکزی دفتر کا وجود پٹنہ

میں بیان کیا جاتا ہے۔“

اور مردم شماری کی رپورٹ بابت ۱۹۱۱ء میں ہے :

” اس پوری مدت میں پٹنہ سازش کا مرکز تھا۔ وہابی

مبلغ بہت دستاں اور دوسرے قریب کے ملکوں میں اپنے مشن

کی تبلیغ کر رہے تھے۔ ان کے بڑے لیڈر ولایت علی اور

عنایت علی پٹنہ کے رہنے والے تھے۔“ ۱۷

اور منہتر لکھتا ہے :

” کتاب جتنی سخت اور باغیانہ ہوا تھی ہی عوام میں زیادہ مقبول

ہوگی۔ لیکن یہ اشتعال انگریز لٹریچر تو اس متشعل چہارگانہ

تنظیم کا ایک حصہ ہے جو وہابی لیڈروں نے بغاوت

۱۷ ”بندوستان میں اڑتیس برس“ مصنف ٹیلر ج ۲، ص ۲۸۲۔

۱۸ مردم شماری کی رپورٹ بابت ۱۹۱۱ء ج ۵ ص ۲۲۶ منقول از بندوستان کی پہلی

اسلامی تحریک، ص ۹۹، مصنف مولانا سعور عالم ندوی۔

پھیلانے کے لیے قائم کر رکھا ہے۔ اس کے علاوہ سب سے
مقدم پٹنہ کا مرکزی دارالاشاعت ہے۔

پٹنہ کے خلفاء جو ان تھک و اعظ خود اپنے آپ کے بے پروا
بے داغ زندگی بسر کرنے والے، انگریز کافروں کی حکومت
کو تباہ کرنے میں ہمہ تن مصروف اور روپیہ اور زرگروٹ
جمع کرنے کے لیے ایک مستقل نظام قائم کرنے میں نہایت
چالاک تھے، وہ اپنی جماعت کے اراکین کا نمونہ اور ان
کے لیے ایک مثال تھے۔ ان کی بہت سی تعلیم بے عیب
تھی اور یہ انہی کا کام تھا کہ انہوں نے اپنے ہزاروں ہم وطنوں
کو بہترین زندگی بسر کرنے اور اللہ تعالیٰ کے متعلق بہترین تصور
پیدا کرنے کی ترغیب دی۔ (الفضل ما شہرت بہ الاعداء) ہر ایک
ضلع کے مبلغین متعصب لوگوں کے گروہ والاشاعت میں جھومتے۔
ان میں سے اکثر کو جن کے جوش کو پٹنہ کے لیڈر اور بھی بھڑکا
دیتے تھے۔ چھوٹے چھوٹے گروہوں کی صورت میں سرحدی
کیمپ کی طرف روانہ کر دیا جاتا۔ ان میں سے زیادہ ہوشیار
نوجوانوں کو زیادہ دیر تک زیر تربیت رکھنے کے لیے منتخب کیا
جاتا تھا، اور جب وہ باغیانہ اصولوں سے اچھی طرح واقف
ہو جاتے تھے تو ان کو ان کے صوبے کی طرف ایک اعظ یا مذہبی
کتب فروش کی حیثیت سے واپس کر دیا جاتا تھا۔ پٹنہ کا
مرکز تبلیغ ہمیشہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ ہندوستانی
مسلمانوں کے لیے اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچانے

کے لیے دوہی راستے ہیں یا تو کافروں کے ساتھ جہاد کریں اور
یا اس لعنتی سرزمین سے ہجرت کر جائیں، کیونکہ کوئی سچا دیانتدار
اپنی رُوح کو خراب کیے بغیر اس حکومت کا وفادار نہیں رہ
سکتا۔ جو لوگ جہاد یا ہجرت سے منع کرتے ہیں وہ دل کے
منافق ہیں۔" ۱۷

ہاں جناب! انگریز کا ایجنٹ کون اہل حدیث یا مرزائی؟ جو انگریز کے خلاف
لڑتے محبے یا وہ جو انگریز کی اطاعت کو اللہ و رسول کی اطاعت قرار
دیتے رہے؟ لیجئے اس کا حوالہ بھی حاضر ہے۔ خلیفہ قادیان مرزا محمود احمد
کتا ہے:

"حضرت (مرزا غلام احمد) نے لکھا ہے کہ میں نے کوئی کتاب
یا اشتہار ایسا نہیں لکھا جس میں گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت
کی طرف اپنی جماعت کو متوجہ نہیں کیا۔ پس حضرت (مرزا) کا اس
طرف توجہ دلانا اور اس زور کے ساتھ توجہ دلانا اس آیت کے
ساتھ ہونے کی وجہ سے گویا اللہ اور اس کے رسول کا ہی توجہ
دلانا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذلک) اس سے سمجھ لو کہ اس طرف
توجہ کرنے کی کس قدر ضرورت ہے" ۱۸

اللہ وتہ صاحب!

۱۷ "ہمارے ہندوستانی مسلمان" ص ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹۔ مصنفہ ڈبلیو ڈبلیو سنٹر

۱۸ تقریر میاں محمود احمد خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان مورخہ

۱۵ اگست ۱۹۱۶ء

۵ بات یہ ہے کہ آپ کے گھر سے
ہم کو نسبت ہے دست و اماں کی !
ہم کو مشاطگی ازل سے ملی ،
آپ کے کاکل پریشاں کی !

اور اگر یہ کہا جائے کہ مرزائی انگریز کی اطاعت کو اللہ اور رسول کی اطاعت
سے بھی زیادہ اہم اور مقدم سمجھتے تھے تو بے جا نہ ہوگا، کیونکہ مرزائیت کی
تاریخ ہمیں بتلاتی ہے کہ مرزا اور اس کے اخلاف، اس کی اولاد اور اس کی
امت قرآن و حدیث کی ان واضح نصوص کا تو انکار کر دیتے اور اس کی تاویل
کو لیتے تھے جن کی زد انگریز پر پڑتی ہے، لیکن انگریز کی خاطر انہیں جائز کو
ناجائز بنا دینے میں بھی کوئی باک نہ تھا، یہی وجہ ہے، باوجودیکہ مرزا غلام احمد
واضح طور پر اعلان کر چکا تھا کہ :

” گورنمنٹ انگلینڈ یہ خدا کی نعمتوں میں ایک نعمت ہے۔ یہ ایک
عظیم الشان رحمت ہے۔ یہ سلطنت تمام مسلمانوں کے لیے برکت
کا حکم رکھتی ہے۔ خداوند کریم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے
لیے باران رحمت بنا کر بھیجا۔ اس سلطنت سے لڑائی اور جہاد
کرنا قطعاً حرام ہے۔“ ۱۷

اور :

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ و جدال

(غلام احمد)

۱۷ ”شہادۃ القرآن“ ضمیمہ ص ۱۱، ۱۲، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

اور

” ہمارے امام (مرزا غلام احمد) نے ایک بڑا حصہ جو ۲۲ برس
ہیں، اس تعلیم میں گزرا ہے کہ جہاد حرام ہے اور قطعاً حرام ہے۔
یہاں تک کہ بہت سی عربی کتابیں مضمون مخالفت جہاد لکھ کر ان کو
بلاد اسلام عرب شام کابل وغیرہ میں تقسیم کیا۔“

..... اور اس بات کے باوصف کہ جب ۱۹۲۹ء میں ایک دریدہ دہن ہندو
غنڈے راجپال نے سرور کائنات محمد کریم فداہ ابی، اُمی وردھی صلی اللہ علیہ وسلم
کے خلاف ایک ذلیل کتاب ”رنگیلا رسول“ کے نام سے لکھی اور اس پر لاہور کے ایک
فدائی غازی علم الدین شہید نے اس کا کام تمام کر دیا۔ تو مرزا بشیر الدین نے اس پر
ان الفاظ میں تبصرہ کرتے ہوئے اپنے باپ کے ہلاتے ہوئے مسلک کی تائید
مدوہ نبی بھی کیا ہی ہے جس کی عزت کو بچانے کے لیے خون
سے ہاتھ رنگنے پڑیں، وہ لوگ جو قانون کو اپنے ہاتھ میں
لیتے ہیں وہ مجرم ہیں اور اپنی قوم کے دشمن ہیں۔“

اس کے باوجود اور اس کے باوصف جب مستلہ سرکار دولت مدار انگریزی
کا ہوتا ہے تو وہی حرام اور ناجائز حلال اور جائز بن جاتا ہے؛
” صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی
نسبت جس کو پچاس سال کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار
جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے۔ خود کاشتہ پودہ کی

۱۰ قادیانی رسالہ ”ریویو آف ریلیجنز“ بابت ۱۹۲۲ء

۱۱ ”الفضل“ ۱۹ اپریل ۱۹۲۹ء

نسبت نہایت حزم و احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔“ ۱

خط کشیدہ الفاظ کو دوبارہ پڑھیں اور سر دھنیں کہ اللہ کی راہ میں جان دینا اور خون بہانا حرام، اس کے ناموس پر کٹنا ناجائز اور انگریز کی راہ میں خون دینا عین حلال اور اس کی آبرورہ ٹٹنا کارِ ثواب!

مولانا ظفر علی خاں نے کیا خوب کہا تھا:

کبھی جج ہو گیا ساقط کبھی تہمتی بہا داد اٹھی

شریعت قادیان کی ہے رضا جوئی نصاریٰ کی

اور بڑے میاں سو بڑے میاں چھوٹے میاں محمود سبحان اللہ!

”عراق کی فتح کرنے میں احمدیوں نے خون بہائے اور

میری تحریک پر سینکڑوں آدمی بھرتی ہو کر چلے گئے۔“ ۲

اور:

”جب کابل کے ساتھ جنگ ہوئی تب بھی ہماری جماعت

نے اپنی طاقت بڑھ کر مدد دی اور علاوہ ادرکئی قسم کی خدمات کے

۱۔ مرزا غلام احمد کی درخواست بھضور لفٹیننٹ گورنر پنجاب مندرجہ ”تبلیغ رسالت“ ج ۱، ص ۱

۲۔ خطبہ مرزا محمود خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار ”الفضل“ ۳۱ اگست ۱۹۲۲ء۔

ایک ڈیل کمپنی پیش کی جس کی بھرتی بوجہ جنگ بند ہو جانے
 کے رک گئی، ورنہ ایک ہزار سے زائد آدمی اس کے لیے
 نام لکھوا چکے تھے اور خود ہمارے سلسلہ کے بانی چھوٹے
 صاحبزادہ اور ہمارے موجودہ امام کے چھوٹے بھائی نے اپنی
 خدمات پیش کیں اور چھ ماہ تک ٹرانسپورٹ کور میں آئریز ہی
 طور پر کام کرتے رہے۔" لہ

اور تو اور خود خلیفہ قادیان کے دل میں انگریز کی خاطر جان سپاری اور جان نثاری
 کے جذبہ صادقہ کا یہ عالم ہے کہ:

"جو گورنمنٹ ایسی مہربان ہو اس کی جس قدر بھی فرمانبرداری
 کی جاتے تھے ٹھوس می ہے۔ اگر میں خلیفہ نہ ہوتا تو والیٹر ہو کس جنگ
 یورپ میں چلا جاتا۔" لہ

۵ پناہ اللہ کی مرزائیوں کے پیشواؤں سے
 امام ان کا ہے گٹھ کترا نبی ان کا لٹیرا ہے

اور یہی خلیفہ مرزائیت جس نے سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت
 اور آپ کی گستاخی کے مرتکب کے قتل پر اظہارِ پسندیدگی کیا تھا۔ انگریز کے پروردہ
 اور خود کاشتہ پودے اپنے باپ متنبی قادیان کی حرمت و عزت کی خاطر اس
 قدر جوش و رغبت کا ثبوت دیتا ہے کہ جب مولوی عبدالکریم نامی ایک شخص
 نے اور مرزا اور اولاد مرزا کی سپاہ کاریوں سے مطیع ہو کر مرزائیت سے

۱۰ مرزائی ایڈریس کنور لارڈ ریڈنگ و اس کے سے ہند مند بھانجا "الفضل" ۴۴ جولائی ۱۹۲۱ء
 ۱۱ "انوارِ خلافت" ص ۹۶ مصنفہ مرزا محمود خلیفہ قادیانی۔

توبہ کی۔ اور مرزا غلام احمد کی اور اس کے اخلاف کی زندگیوں کو بے نقاب کرنا
شرع کیا تو مرزا محمود نے کہا :

اور اپنے دینی اور روحانی پیشوا کی معمولی ہتک بھی کوئی برداشت
نہیں کر سکتا۔ اس قسم کی شرارتوں کا نتیجہ لڑائی جھگڑا، حتیٰ کہ
قتل و خوریزی بھی معمولی بات ہے۔ اگر اس سلسلہ میں کسی کو
پھانسی دی جائے اور وہ بزولی دکھائے تو ہم اسے ہرگز
منہ نہیں لگائیں گے، بلکہ میں تو اس کا جنازہ بھی نہیں چھو گا۔

اور
”جب تک ہمارے جسم میں جان اور بدن میں تو انا تھی ہے
اور دنیا میں ایک احمدی بھی زندہ ہے، اس نیت کو لے کر کھڑے
ہونے والے کو پہلے ہماری لاشوں پر گزرنا ہو گا اور ہمارے
خون میں تیرنا ہو گا۔“

ذرا غلام ہندی کے لیے اس غیبت کو اور رسولِ عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے لیے اس بے غیرتی کو ملاحظہ فرمائیے جب کہ اس ایسے لاکھوں غلاموں کو سرور
ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتوں پر قربان کیا جاسکتا ہے۔

اور پھر انہی جو شیلی اور حمیت بھری تقریروں سے متاثر ہو کر ۲۳۔ اپریل
۱۹۳۰ء کو ایک مرزائی محمد علی نے مولوی عبدالکریم پر قاتلانہ حملہ کر دیا جس کے نتیجہ
میں مولوی عبدالکریم زخمی اور ان کا ایک ساتھی محمد حسین قتل ہوا اور جب ۶ مئی

۱۵ ”الفضل“ ۱۱۔ اپریل ۱۹۳۰ء۔

۱۵ ”الفضل“ ۱۵۔ اپریل ۱۹۳۰ء۔

۱۹۳۱ء کو اسے پھانسی دے دی گئی تو خود مرزا محمود احمد نے اس کے جنازہ کو
 کندھا دیا اور مرزائیوں کے بہشتی مقبرہ میں دفن کیا۔
 مہناری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی
 وہ تیرگی جو میکے نامہ سیاہ میں تھی

سرکار! بات چلی تھی انگریز کی کاسہ لیلیٰ کی، اب بتلائیے کہ انگریز کا آلہ کار
 کون تھا، وہ راہ نوردان شوق کہ سر پہ کفن باندھ کے تختہ دار کو چومنے کے لیے
 چلے۔ یا وہ طبقہ سافلہ کہ جن کی آرزوؤں کا معراج پایہ ہاتے انگریز ہی کو بوسے
 دینا اور خسروان کفر کو سجد کرنا تھا؛ اور کیا لغت میں ایسے لوگوں کے لیے ایجنٹ
 یا آلہ کار کے علاوہ بھی کوئی موزوں لفظ ہے۔ جب مرزائیت کے یہ اب وجد کفر
 اور کافروں کے جوتوں میں جان دینا اپنا مقصود اور اپنا مطلوب قرار دے رہے
 تھے، اہل حدیث ایسے لوگوں کی نواز جنازہ بھی پڑھنے کے روادار نہ تھے، جنہوں
 نے انگریز کی حمایت نہیں بلکہ انگریز کی مخالفت میں مدافعت کا ثبوت دیا ہو۔
 چنانچہ مولانا مسعود عالم ندویؒ اپنی کتاب ”ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک“
 میں مولانا ولایت علیؒ کے فرزند مولانا محمد حسین صاحب کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ:
 ”وہ انگریزوں کے اس قدر مخالف نہ تھے، جس قدر ان کے اسلاف،
 اس لیے جب ان کا انتقال ہو گیا تو مشہور اہل حدیث عالم، مولانا
 عبدالحکیم صادق پوریؒ ۱۲۶۱ھ، ۱۳۳۶ھ، خلف مولانا احمد مدظلہ
 اسیرانڈیاں تو اتنے سخت تھے کہ انہوں نے مولوی محمد حسین صاحب
 مرحوم کی نواز جنازہ بھی نہیں پڑھائی“۔

۵ اسپر و ایم بلا اور کون ہے میں ہوں
 شکارِ تیر جفا اور کون ہے میں ہوں
 شہیدِ زہرِ حیا اور کون ہے میں ہوں
 قتلِ تیغِ ادا اور کون ہے میں ہوں

اور جب مرزائی انگریز کے تلوے چاٹ رہے اور اس کی چوکھٹ پر
 ناصیہ فرساتی کر رہے تھے اور اپنی اسلام، ملک اور قوم دشمنی کا صلہ مانگ رہے
 تھے۔ اہل حدیث کے خلاف انبالہ، پٹنہ، مالوہ، راج محل اور پھر پٹنہ میں بغاوت کے
 جرم میں مقدمے چلائے جا رہے تھے اور انہیں پھانسی کی سزائیں سنائی جا رہی
 تھیں اور جب پھانسی کی سزا سن کر ان کے چہروں پر لقا، رب کی لوید سے خوشی
 کی لہر دوڑ گئی تو پھانسی کو عبور دیا تے شور اور دوام جلس کی سزائیں تبدیل کیا جا
 رہا تھا۔ ان ہی اسیرانِ بلا میں سے ایک اور سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
 کے شاگرد مولوی محمد جعفر تھا جس کی سزا سن کر انہیں بتاتے ہیں :

”۱۱ ستمبر ۱۹۶۴ء کو ڈپٹی کمشنر صاحب پھانسی گھروں میں تشریف
 لاتے اور چیف کورٹ کا حکم پڑھ کر سنایا کہ تم لوگ پھانسی پڑنے
 کو بہت دوست رکھتے ہو اور اسے شہادت سمجھتے ہو۔ اس واسطے
 سرکار تمہاری دل چاہتی سزا تم کو نہیں دیوں گی۔ تمہاری پھانسی سزائے
 دوامِ اجلسِ عبور دیا تے شور سے بدل گئی۔ بجز دسنانے اس حکم کے
 پھانسی گھروں سے دو سکر قیدیوں کے ساتھ بارکوں میں بند کیا اور
 جیل خانے کے دستور کے مطابق مقررہ سزا سے ساری ڈاڑھی کو کچھ اور
 کے بال تراش کر منڈمی کی بھینٹ بنا دیا۔ (خدارو! اور ذلہ خوارو!
 انہوں کی بے غیرتی دیکھ چکے اب ذرا ہماری مردانگی اور شجاعت دیکھو) اس

وقت میں نے دیکھا کہ مولوی یحییٰ علی صاحب (امیر المجاہدین) اپنی ڈاڑھی کے کترے ہوئے بالوں کو اٹھا اٹھا کر کہتے، افسوس نہ کرو، تو خدا کی راہ میں پکڑی گئی اور اس کے واسطے کتری گئی۔ ۱۷

امیر المجاہدین مولانا یحییٰ علی نے قید تنہائی اور سزائے دوام اجسین بعبور دریائے شور کو جس استقامت اور خندہ پیشانی سے برداشت کیا وہ تاریخ حریت کا ایک سنہرے باب ہے۔ صاحب درمنثور لکھتے ہیں:

”ہمارے حضرات اس قید تنہائی میں پھر تھپینا دواڑھائی مہینے رہے اور نہایت صبر و استقلال کے ساتھ ان ایام کو اپنے برداشت کیا اور جب کوئی سپاہی پہرہ دینے والا یا اور کوئی سپاہی قیدی آپ کے سامنے آجاتا، ہندو یا مسلمان سب کو آپ تو حید باری تعالیٰ کا وعظ سنا اور عذابِ آخرت و قبر وغیرہ سے ڈراتے۔ سپاہی کھڑا رونا اور جب اس کے پرے کی بدلی ہوتی تو اس صحبت کو چھوڑ کر جانا پسند نہیں کرتا میں کچھ نہیں لکھ سکتا کہ کس قدر فائدہ اس وقت پہرہ والوں کو پہنچاؤ کتنے موحد ہو گئے اور کتنے دین آباتی کو چھوڑ کر مسلمان ہو گئے۔“ ۱۸

اور چھوڑ نہیں مجاہدوں کو ان کی انگریز دشمنی کی سزا یہ دی گئی کہ:

”رے دن شاخ سٹریٹ مقدمہ سازش انبالہ کی تجویز پر کہ صادق پو کا احاطہ پٹنہ میونسپلٹی کو دیا جاتے اور تمام مکانات زمین کے برابر کر دیے جائیں اور وہاں ایک بازار بنایا جاتے، کیونکہ میر خیاں میں اس سے زیادہ

۱۷ ”تواریخ عجیب“ ص ۴۴ مصنف مولوی محمد جعفر ہتھانیسر۔

۱۸ الدر المنثور فی تراجم اہل صادق نور (معروف بہ تذکرہ صادقہ ص ۱۰، مطبوعہ آزاد پریس پٹنہ ہند۔

اچھا مصرف اس زمین کا نہیں ہو سکتا ہے اور پھر نہ صرف عید کے دن ان کے مکانات منہدم کر دیے گئے بلکہ ان کے بزرگوں کی قبریں تک بھی کھدوا دی گئیں۔" ۱۷

مولانا سحیحی علی گوجب اس واقعہ کا علم ہوا تو گھر والوں کو لکھا :
 " آج شب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی ہے آپ نے
 تبتسم فرماتے ہوئے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی۔ وبشوالضبرین
 الذین اذا اصابہم مصیبتہ قالوا اننا لله وانا الیہ راجعون۔ اولئک
 علیہم صلوات من ربہم ورحمتہ واولئک هم المہتدون۔" ۱۸

۱۷ در کفے جام شریعت در کفے سندان عشق

۱۸ ہر ہوسنا کے نداند جام و سنداں با ختن

اہل حدیث ہند کی انگریز حکومت کی نگاہوں میں کس طرح کھٹکتے تھے۔ اس کا اندازہ صرف اس ایک چھوٹی سی عبارت سے کیا جا سکتا ہے جسے مولانا عبدالرحیم صادق پوری، مولانا احمد اللہ کے حالات میں رقم کرتے ہیں۔ وہ پٹنہ کے انگریز کجمنسٹر ٹیلر اور اس کی اسلام اور جہاد دشمنی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" اس وقت ٹیلر صاحب اور ان کے مشیر نیشنل عقرب کمر بستہ

کھڑے ہو گئے اور چوڑھی بھرنے لگے اور چونکہ حکام ضلع و گورنمنٹ

اس وقت خاندان صادق پور سے خصوصاً اور جملہ فرقہ اہل حدیث سے

عموماً بدظن و غضبناک ہو رہی تھی۔ اس کا موقعہ پا کر جھپٹا ان کمیٹیوں نے

حکام ضلع و گورنمنٹ کے کان میں بھونکا کہ یہ ممکن نہیں کہ

۱۷ میمورنڈم ص ۲۶، ۲۷، مرتبہ بحیثیت منشا

۱۸ حوالہ کے لیے دیکھیے تذکرہ صادقہ ص ۱۴۹

۱۹ ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک ص ۱۵۴، ۱۵۸

مولوی تحیٰ علی و عبدالرحیم و جملہ فرقہ اہل حدیث اس بغاوت کے
جرم میں ملوث ہوں اور مولوی احمد رضا اس سے بری ہوں۔ ۱۱

دارورسن کی گود میں پالے ہوتے ہیں ہم
سانچے میں مشکلات کھٹکے ڈھالے ہوتے ہیں ہم
وہ دولت جنوں کہ زمانے سے اٹھ گئی،
اس دولت جنوں کو سنبھالے ہوتے ہیں ہم

ہمارے اسلاف تو انگریز کے خلاف اس طرح جہاد و قتال میں مصروف
اور ہندوستان کو دارالحرب قرار دینے میں مشغول رہے اور مرزا پت کے اب
وجدانگریز کی خاطر جاسوسی کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ مرزا غلام احمد افراری ہے:

”چونکہ قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے لیے ایسا فہم

مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کیے جائیں جو درپردہ اپنے دلوں
میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں۔ لہذا یہ نقشہ اس غرض کے

لیے تجویز کیا گیا تاکہ اس میں ان ناہقی شناس لوگوں کے نام محفوظ
رہیں جو ایسی باغیانہ سرشت کے آدمی ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے

گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ایک ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر
میں محفوظ رکھے گی۔ ایسے لوگوں کے نام مع پتہ و نشان یہ

ہیں۔ ۱۲

شاعر رسولؑ مولانا ظفر علی خاں نے ان کے بارے میں کیا خوب

۱۱ ”تذکرہ صادقہ“ ص ۲۶، ۲۷۔

۱۲ قابل توجہ گورنمنٹ از مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ ”تبلیغ رسالت“ ج ۵ ص ۱۱

کہا تھا کہ حقیقت قادیان کی پوچھ لیجئے ابن جوزی سے
 نکو کاری کے پرے میں سیہ کاری کا جیلہ ہے
 یہ وہ تلبیس ہے ابلیس کو خود ناز ہے جس پر
 مسلمانوں کو اس رندے نے اچھی طرح پھیلا ہے
 پلے ہے مغربی تہذیب کے آنکوشِ عشرت میں،
 نبوت بھی رسیلی ہے پیمبر بھی رسیلا ہے!
 نصاریٰ کی رضا جوئی ہے مقصد اس نبوت کا،
 او البطلانِ جہادِ انجارج مقصد کا وسیلہ ہے

اور جس طرح جہاد اور مسئلہ جہاد تو ایشیا اہل حدیث کو منتقل ہوتا رہا ہے،
 انگریز کی غلامی کا جوا بھی منتقل طور پر مرزائیت کے گلے میں پڑا رہا اور مہنوز
 پڑا ہوا ہے چنانچہ اہل حدیث قیامِ پاکستان تک ہندوستان کے مختلف
 علاقوں میں سرگرم جہاد رہے اور ان کی مفصل تاریخ کے لیے ملاحظہ کیجئے۔ مولانا
 مہر کی کتاب "سرگزشتِ مجاہدین" اور آخری جہاد جس میں انھوں نے حصہ لیا جہاد کشمیر
 ہے۔ بالکل اسی طرح مرزائی آخری وقت تک انگریز کے قدموں میں لپٹے اور اس کے
 دامن سے چمٹے رہے اور اب تک اس کی محبت سینے سے لگاتے ہوتے ہیں،
 چنانچہ مرزا محمود انگریز ایجنٹی پر فخر کرتے رہے اور اب بھی امتِ مرزائیہ انگریزی
 عدلِ انصاف کے گن گاتی ہے، کیوں نہ ہو کہ مرزا غلام احمد نے اسے اپنی تلوار
 اور اپنی ڈھال قرار دیا تھا کہ

اور اسی لیے سقوطِ بغداد اور زوالِ خلافت پر جب پوری امتِ مسلمہ

۱۵ حوالہ کے لیے دیکھیے "الفضل" ۱۹۱۸ء، "الفضل" مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۱۵ء۔

سوگ منار ہی تھی۔ قادیانی غدار اس سقوط و زوال پر انگریزی فتح کی خوشی میں پراغاں کر رہے اور جشن منار ہے تھے۔

اللہ دتہ اور اس کے ہم نوا مرزا تھو!

۵ اب دام مکر اور کسی جا بچھساتیے
بس ہو چکی مناز مصیبتے اٹھاتیے

۶ رہا معاملہ محمد حسین بٹالوی کے دو ایڈیٹرز سول کالوہم اس سلسلہ میں مستثنیٰ

۷ انہی حوالوں کو لے کر کراچی کے محمد ایوب قادری نے اہل حدیث کے خلاف دل کے

پھپھو لے جلاتے۔ ہمیں افسوس ہے کہ اجاب دیوبندیوں سے کچھ غیر ذمہ دار لوگ موقع بے موقعہ

اہل حدیث کو اپنی کرم فرمایوں سے نوازتے رہتے ہیں جس کی بنا پر دوسری جانب سے بھی کچھ

تند و تیز باتیں نکل جاتی ہیں، لیکن ہمیں زیادہ افسوس اپنے بھائی مولانا محمد تقی عثمانی پر ہے، جو

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کے فرزند ہیں کہ انہوں نے کس طرح اس قسم کا غیر ذمہ دارانہ

اور تلخ و تیز مضمون اپنے موقر رسالے "البلاغ" میں شائع کیا درود بھی ایک ایسے وقت میں

جبکہ ملک میں اسلامی قوتیں غیر اسلامی نظام کی حامی طاقتوں کے خلاف صف آراء تھیں اور

جس کے نتیجے میں دوسری طرف سے بھی ناخوشگوار انداز میں دیوبندی اکابر کو معرض بحث

میں لانا پڑا۔ اگرچہ سب سے پہلے دوستوں نے ہم سے اس موضوع پر قلم اٹھانے کو کہا اور

بعض نے بڑی حد تک مجبور بھی کیا۔ لیکن ہم باوجود اس مضمون کی تلخی اور اس کے نتیجے میں

پیدا ہونے والی کوفت اور اذیت کے اور مواد کی فراہمی کے اسے ٹال گئے کہ یہ وقت

اس قسم کی بحثوں کے لیے قطعاً موزوں نہیں۔ اگرچہ ہم کسی بھی وقت کو اہل حدیث اور دیوبندی

حضرات کے درمیان خصوصاً منافرت کے لیے مناسب خیال نہیں کرتے۔ محمد ایوب صاحب

سے کوئی گلہ نہیں۔ ان کی "قادریت" ان سے جو بھی کہلو اسے لکھواتے اور کرواتے، لیکن

حضرت مفتی صاحب کی نگرانی اور مولانا عثمانی کی مسئولیت میں اس قسم کی دلائل زاری کا کوئی جواب

نہیں۔ (احسان)

قادیانی کی امت کی طرح کسی قسم کی تاویل و تحریف کے چکر میں پڑنے کی بجائے اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ اگر کسی فرد یا چند افراد نے ایسا کیا تو غلط کیا۔ ہم انہیں نہ معصوم سمجھتے ہیں اور نہ صاحب شریعت کہ ان کی ہر بات ہمارے لیے حجت و سند ہو۔ قوم میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن سے غلطیوں اور لغزشوں کا صدر ہوتا ہے۔ ان سے مجبوری طور پر قوم کے دامن دھبہ نہیں لگ سکتا اور نہ ہی ان کی بناء پر کسی گروہ کو مطعون کیا جاسکتا ہے۔

کیا مرزائی سرنا غلام احمد قادیانی کے بارہ میں اس بات کے کہنے کی جرأت رکھتے ہیں جب کہ وہ سرزائیت کا بانی اور موسس ہی نہیں بلکہ اس کا نبی اور رسول بھی ہے۔

نہ جانے اللہ وہ مرزائی کو ایک اہل حدیث رسالہ کے مدیر کی اتنی موٹی بات کیوں سمجھ میں نہیں آسکی یا زائیت نے اس کی رہی ہی عقل کا ہونے بھی اس کے پاس کم تھی، خاتمہ کر دیا ہے۔

اور پھر مولانا محمد حسین بٹالوی کے متعلق ماسوا اس کے کہ انھوں نے انگریز گورنر کے پنجاب یونیورسٹی کی بنیاد رکھنے، لوکل گورنمنٹ کے اجراء چھپس کالج کے قائم کرنے، پبلک لائبریری کے بنانے اور طلبہ کو وظائف دینے پر اس کا شکریہ ادا کیا ہے اور کون سی چیز ہے جس پر انہیں مطعون کیا جاسکتا ہے؟ کیا مرزا غلام احمد کی، انگریز کی خاطر، مسلمانوں کے خلاف، جو اسویا اور انگریز کی خاطر مسلمانوں کے عقائد میں تخریب و تغیر اور مرزا غلام احمد کے بیٹوں اور اخلاص اور امت کی انگریز کی راہ میں قربانی اور اس کی فتح اور مسلمانوں کی سلطنتوں کے سقوط پر جشن ہائے طرب اور اس کے اشارہ پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتمیت نبوت پر

دست درازیاں اور مولانا محمد حسین بٹالوی کی ایک انگریز گورنر کی چند اچھا تیوں پر
تعریف ایک برابر ہے؟ اگرچہ ہم اس انگریز دشمنی کی بنا پر جو ہمیں اپنے اسٹاٹ
سے ورثہ میں ملی ہے، اس کو بھی پسندیدہ خیال نہیں کرتے۔

لیکن جان مرزا! یہ تو بتاؤ کہ تمہاری بے غیرتی کو اس وقت کیا ہوا جب
تمہارا خائن باپ یہ کہہ رہا تھا کہ :

”ہم حکومت کی ایسی خدمت کرتے ہیں کہ اس کے پانچ پانچ ہزار
روپیہ ماہوار تنخواہ پانے والے ملازم بھی کیا کریں گے“۔ ۱۹۳۵ء

اور :

”ہم نے ملک معظم کی حکومت کو قائم کرنے کے لیے ملک کو اپنا دشمن
بنالیا ہے۔ احرار کی تقریریں پڑھو، ان کو زیادہ غصہ اسی بات
پر ہے کہ ہم حکومت کے جھولی چاک ہیں، وہ صاف کہہ رہے ہیں
کہ ہم اسی وجہ سے ان کے مخالف ہیں۔ کانگریس سے ہمیشہ ہی
جنگ رہی ہے کہ وہ کہتے ہیں، ہم غلام ہیں“۔ ۱۹۳۵ء

اور :

”بہت سے افسر ایسے گزرے جو فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے اپنے
حسن سلوک سے پچاس ہزار یا لاکھ کی ایسی جماعت (قادیانی) ہندوستان
میں چھوڑی ہے جو اپنی جانیں قربان کر کے بھی برطانیہ سے تعاون کرے گی“۔ ۱۹۳۵ء

۱۹۳۵ء میاں محمود خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار ”الفضل“ قادیان یکم اپریل ۱۹۳۵ء

۱۹۳۴ء خطبہ جمعہ میاں محمود مندرجہ اخبار ”الفضل“ یکم نومبر ۱۹۳۴ء

۱۹۳۵ء خطبہ جمعہ میاں محمود مندرجہ اخبار ”الفضل“ ۳۰ جولائی ۱۹۳۵ء

”ہم نے ابتدائے سلسلہ سے گورنمنٹ کی وفاداری کی، ہم ہمیشہ
 یہ فخر کرتے رہے کہ ہم ملکِ معظم کی وفادار رعایا ہیں، کسی ٹوکری سے خطوط
 کے ہمارے پاس ایسے ہیں جو میرے نام یا میری جماعت کے سیکرٹریوں
 یا افرادِ جماعت کے نام ہیں جن میں گورنمنٹ نے ہماری جماعت کی
 وفاداری کی تعریف کی ہے، اسی طرح ہماری جماعت کے پاس کئی ٹوکری
 تمنوں کے ہوں گے، ان لوگوں کے تمنوں کے جنھوں نے اپنی جانیں
 گورنمنٹ کے لیے فدا کیں۔“ لہ

غدار اور غداروں کے پیر و کارو! ان عبارتوں کو ایک مرتبہ پھر پڑھو اور
 ڈوب مرو کہ تم کن بدترین اسلاف کے بدترین اخلاف ہو۔

شرم تم کو مگر نہیں آتی
 دامن کو ذرا دیکھ ذرا بسند قبا دیکھ
 جھوٹ ہیں، باطل ہیں دعوے قادیانی کے سبھی
 بات سچی ایک بھی نہ پائی ہم نے آپ کی
 وان تعود وانعد ولن تغني عنكم نشتكم شيئا ولو
 كثرت وان الله مع المؤمنين۔

بحوالہ ”ترجمان الحدیث“ جنوری ۱۹۶۱ء

لہ خطبہ جمعہ میاں محمود، مندرجہ اخبار ”الفضل“ ۱۱ نومبر ۱۹۴۲ء

مرزائی دھوکہ باز!

مدیر "الفسق" ربوہ کے نام!

ہم نے "ترجمانِ حدیث" کے نمبر اور جنوری کے شماروں میں مرزائیت کا جو پوسٹ مارکم کیا تھا پورے دارالکھضر ربوہ میں اس سے کرام بیچے۔ مرزائی منافقوں کی جماعت لاہور نے اس معاملہ میں دخل در معقولات کر کے خواہ مخواہ مرزا غلام احمد کی رسوائی اور جگہ ہنسائی کا سامان فراہم کیا اور اب تین ماہ سے لمبی تانے پٹنے ہیں اور مہنوز مدیر "ترجمان" کے جواب کی جرات نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کے ذکر کردہ کسی حوالے کی تغلیط کی ہمت پڑی ہے اور نہ ہی پڑ سکتی ہے انشاء اللہ! وگرنہ ادھر تو فیصلہ ہے کہ مرزا غلام قادیانی کی امت کا آخری لمحات تک تعاقب کرنا ہے اور رسالہ "ما سبب" کے باب ختم نبوت کی زندگی کے آخری سالوں کی چوکیداری کرنی ہے اور بنا بریں ارشادِ ربانی لبوں پر ہے:

اور اگر تم باز نہ آتے اور دوبارہ متقابلہ کے لیے نکلے تو ہم بھی نکلیں گے اور تمہارا گروہ اپنی کثرت کے باوجود تمہارے کچھ کام نہ آسکے گا اور اللہ مومنوں کے ساتھ ہے۔

وان تعودا تعد
ولن تغنی عنکم
فتک شیعاً و لو
کثرت وان اللہ مع
المؤمنین۔

بہر حال ”پیغام صلح“ تو تب سے خاموش ہے۔ لیکن ”الفرقان“ ربوہ نے اپنے قارئین کو فریب دینے کی کوشش کی ہے، چنانچہ فروری، مارچ کے شمارہ میں ”ترجمان الحدیث“ کے نومبر اور جنوری کے شماروں میں اٹھائے گئے سوالات اور اعتراضات کو چھوا تک نہیں گیا اور مرزا غلام احمد کے بارہ میں اس کی اپنی ذکر کردہ عبارتوں میں جس میں اس نے خود اپنے انگریز کے پروردہ اور انگریز کے غلام ہونے پر فخر و مباہات کیا ہے، ایسی تاریخ کی ہے جو شاید مرزا غلام احمد کو بھی سوجھی نہ ہوگی اور پھر قصداً اس بات سے گریز کیا گیا اور ان حوالہ جات سے اعراض کیا گیا ہے جس میں انگریز کے لیے اپنی اور اپنی جماعت کی خدمات کا ذکر ہے اور ان خدمات کو ڈھانپنے کے لیے دیگر اسلامی فرقوں کے علماء اور اکابرین کے ایسے حوالے پیش کئے گئے ہیں، جن میں انگریز کے کسی اصلاحی کارنامے پر یا مخالفین کی طعنہ سے حکومت کو انکینت کی چالوں کو ناکام بنانے کے لیے اپنی برأت کا ثبوت پیش کیا گیا ہے، اس کے برعکس ہم نے غلام قادیانی اور قادیانیت کو خود اس کے اپنے حوالوں سے نہ صرف انگریز کا مداح بلکہ پروردہ، آلہ کار اور ایجنٹ ثابت کیا ہے، جسے ”الفرقان“ کا بر خود غلط مدیر مدح پر محمول کر کے اپنے آقا اور اپنی امت کے انگریزی استعمار کی تخلیق ہونے پر پردہ ڈالنا چاہتا اور انگریز کے لیے اس کی گراں قدر خدمات کو چھپانا چاہتا ہے۔ اس سلسلہ میں ہمارا اس موضوع پر مفصل مضمون تو پھر کبھی آتے گا اس وقت صرف ایک حوالہ پیش خدمت ہے جس میں ”الفرقان“ کے کج دل، کج دماغ اور کج فہم مدیر کے اعتذار اور فرار کے برعکس واضح طور پر انگریزی سرکار کی ذلہ خواری اور کاسہ لیبی کی گئی ہے اور متنبی قادیان انگریز کی اس خدمت میں اس حد تک آگے بڑھ گیا ہے کہ

وہ اپنے ہی وطن کے سپوتوں اور اپنی ہی قوم کے جیالوں کے خلاف جاسوسی
 ایسے فعل تبلیغ سے بھی گریز نہیں کرتا جس کی بنا پر نواب صدیق حسن خاں رحمۃ اللہ علیہ
 ایسے حریت پسندوں اور مجاہدوں کے سرپرست اور مربی کو تختِ ریاست سے
 معزول ہونا اور انواع و اقسام کے محن اور فتن کا شکار ہونا پڑا اور مجاہدین آزادی
 کو کمک پہنچانے اور ان کی سپلائی لائن کو برقرار رکھنے کے لیے انہیں مصلحتاً
 انگریز کی خیر خواہی کے کلمات کہنے پڑے اور یہ داستان ایک دستاویز کی
 حیثیت رکھتی ہے، جس کی صداقت سے کوئی صاحبِ علم انکار نہیں کر سکتا
 اور اسی طرح ہندوستان میں مسلمانوں کے وکیل حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی
 رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ان بے گناہ معصوم لوگوں پر ہونے والے مظالم کو روکنے کے
 لیے انگریزی حکومت کو اطمینان دلانے کی ضرورت پیش آئی، جن کی ریپٹ
 غلام فادیاں ایسے انگریزی ایجنٹ اور مسلم کش ملت دشمن افراد بھٹانوں میں جا
 جا کر لکھوا رہے تھے، چنانچہ اس کا ثبوت ہماری زبان سے نہیں۔ اپنے آقا کی
 زبان سے سنئے۔ غلام ہندی ولایتی آقاؤں کی خدمتِ اقدس میں گزارش پذیر
 ہے:

”چونکہ قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے لیے

ایسے نا فہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کیے جائیں

جو در پردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دار الحرب قرار دیتے ہیں

لہذا یہ نقشہ اسی غرض کے لیے تجویز کیا گیا، تاکہ اس میں ان ناخوشگوار

لوگوں کے نام محفوظ رہیں جو اسی باغیانہ سرشت کے آدمی ہیں،

اگرچہ گورنمنٹ کی خوش قسمتی سے برٹش انڈیا میں ایسے لوگ معام

ہو سکتے ہیں، جن کے نہایت مخفی ارادے گورنمنٹ کے برخلاف

ہیں، اس لیے ہم نے اپنی محسن گورنمنٹ کی پولیٹیکل سٹیٹسٹریٹیجی کی نیت سے اس مبارک تقریب پر یہ چاہا کہ جہاں تک ممکن ہو ان شریر لوگوں کے نام ضبط کیے جائیں جو اپنے عقیدے سے اپنی مفسدانہ حالتیں ثابت کرتے ہیں اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ایک ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی۔ ایسے لوگوں کے نام مع پتہ و نشان یہ ہیں: ۱۔

اللہ دتہ مرزائی صاحب بتلاتے اب بھی غلام قادیانی کے غلام انگریز ہونے اور مرزائیت کے انگریزی استعمار کے خود کاشتہ پودا اور کفر کی کاسہ لیبی میں کوئی شبہ ہے؟ اور اگر ابھی تک کچھ شکوک و شبہات باقی ہیں تو ہمیں اطلاع دیں۔ ہم آئندہ آپ کی پوری تشفی کر دیں گے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم ویسے ہی ان کی تشفی و تسلی کے لیے نیورکھ چکے ہیں، تاکہ شاید اس سے کچھ حق کی متلاشی روحیں شفاوتِ ازلی سے بچ کر سعادتِ ابدی کو حاصل کر سکیں۔

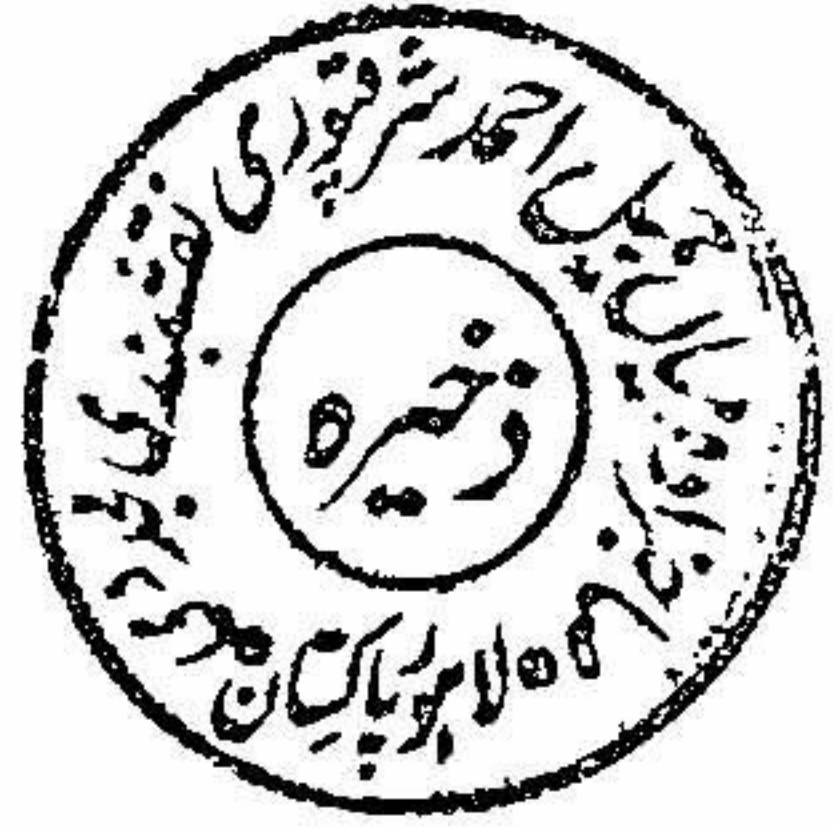
آخر میں اس لطیفہ کا ذکر بے جا نہیں ہو گا، کہ مرزائی پرچہ "الفرقان" ربوہ پر ترجمان الحدیث" کی گرفتوں سے اس قدر بوکھلاہٹ طاری ہے اور مرزائیت کا بزدل بر خود غلط "خالد" اس قدر جو اس بانختہ ہے کہ اپنے

۱۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا عرضہ بعنوان "قابل توجہ گورنمنٹ مندرجہ" تبلیغ رسالت

ج ۵، ص ۱۱۔

۲۔ یاد رہے کہ اللہ دتہ مرزائی مدیر "الفرقان" کو مرزائیت کے خلیفہ ثانی (بقیہ فریضہ)

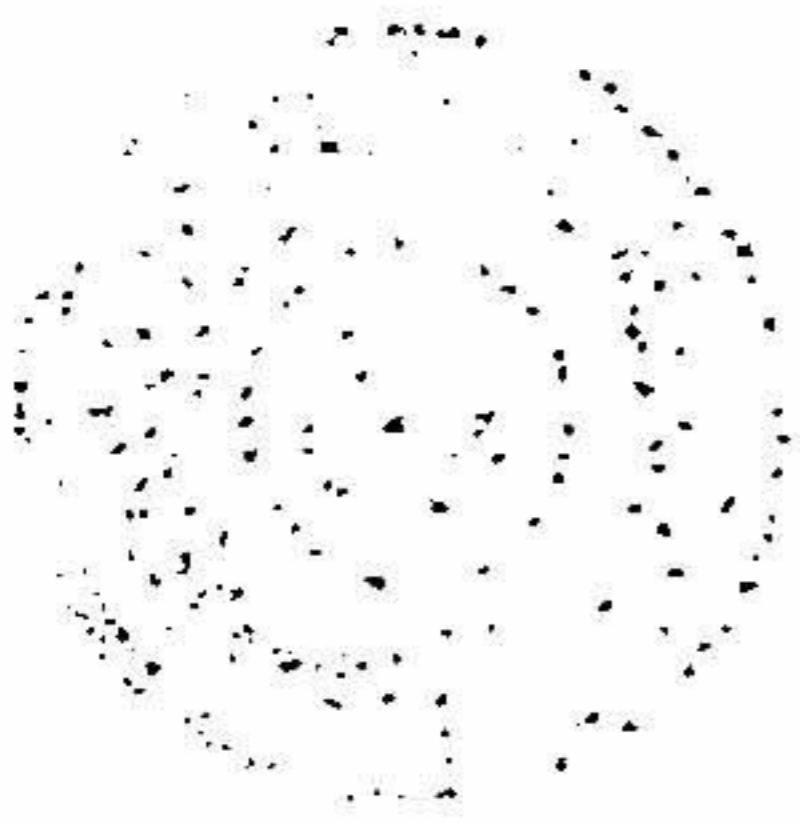
اس پرچہ میں تقریباً دس مرتبہ ترجمان کا ذکر کرتا ہے، لیکن ماسوا ایک مرتبہ کے ہر دفعہ ”ترجمان“ کا نام تک غلط لکھتا ہے اور اسے پرچہ کے ہر ہر صفحہ پر اور پرچے کے سرورق پر اتنے موٹے اور جلی قلم سے لکھا ہوا نام تک پڑھنا نہیں آیا۔ مثنی قادیان کی امت کے مقابلہ میں مثنی عرب کے اس شعر کو نقل کرنے کو کس قدر دل چاہتا ہے۔



انامخرة الوادی اذا ما زوحمت،
واذا نطقت فانی الجوزاء

بحوالہ ترجمان الحدیث، ۱۹۶۱ء

رقیبہ ص ۲۳۹ سے آگے اور مرزا غلام احمد کے فرزند مرزا محمود احمد نے ”خالد احمدیت“ کا لقب عطا کر رکھا ہے، حالانکہ گیدڑ کو اگر شیر کی کھال پہنا دی جائے تو وہ شیر نہیں بن جاتا، اور یہاں تو ”چھ نسبت خاک را بہ عالم پاک“ کا معاملہ بھی ہے۔



تھے۔ البتہ اس کو عوام میں پھیلانے کی حماقت ہے۔

نمود بائیں من ذاک!

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر حلیفہ بیان کر رہی ہوں،
شاید میری مسلمان بہنیں اور بھائی اس سے کوئی سبق حاصل کریں؟

دستبرہ ام صاحبہ بنت سید برابر حسین آباد لاہور

گواہی نمبر ۱۹

مرزا محمود کا اپنا بیٹا مرزا محمد حنیف بننے کے بارہ میں کیا لفظ لگا رہا
رکھتا ہے، مرزائی پوہری محمد علی بھنوں نے اپنی پوری زندگی مرزائیت
کے لیے وقف کر رکھی تھی، بیان کرتے ہیں :

یاد ہے یہی وہ پوہری محمد علی ہیں جو مرزائی عظیم خدام الامور کے
نامتیب، ڈیڑھ اور مرزائی حساب کے مشبہ ہیں اکا و نونٹ، چھی رہ چکے ہیں اور جن
کی دیانتت کا اعتراف خود مرزا محمود نے بھی کیا :

”میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس پاک ذات کی قسم کھا تا ہوں
جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ صوفی روکشوں دین
صاحبہ کو روبرو میں انہوں کی چکی پر عرصہ تک بطور مستری کام کرتے
ہے اور وہ قادیان کے پلٹے رہنے والوں میں سے ہیں اور ٹھکانے
ہیں اور جن کے مرزا محمود احمد صاحب اور ان کے خاندان کے
بعض افراد سے قریبی تعلق ہے۔ تقطیر خصوصاً مرزا حنیف صاحب
مرزا محمود احمد کے صوفی صاحبہ خصوصاً کے ساتھ نہایت
تقدیر سے اندر مراسم تھے اور یہی عقیدت کی بنا پر مرزا حنیف صاحب

اور:

”خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں ہے۔“

اور مرزا غلام احمد کے فرزند اور قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ مرزا محمود احمد اپنے ابا کی فکرگری کا تذکرہ یوں کرتے ہیں:

”آپ یعنی مرزا غلام احمد نے اس شخص کو بھی جو آپ کو پرجا جاتا ہے مگر مرزا اطمینان کے لیے اس بیعت میں توقف کرتا ہے گا نہ نظر ایسا ہے، بلکہ اس کو بھی جو آپ کو دل میں پرجا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا، لیکن ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے، گا نہ نظر ایسا ہے۔“

اور خود اپنی مسلمان دشمنی کا ثبوت یوں دیتا کرتے ہیں کہ:

”بو مسلمان حضرت یحییٰ موعود درمزا قادیانی کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انھوں نے حضرت یحییٰ موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ کا فرد اترتہ اسلام سے خارج ہیں۔“

اور مرزا غلام احمد کے بیٹے مرزا بشیر احمد یوں اپنی مسلم دشمنی اور بدخواہی کا ثبوت دیتے ہیں کہ:

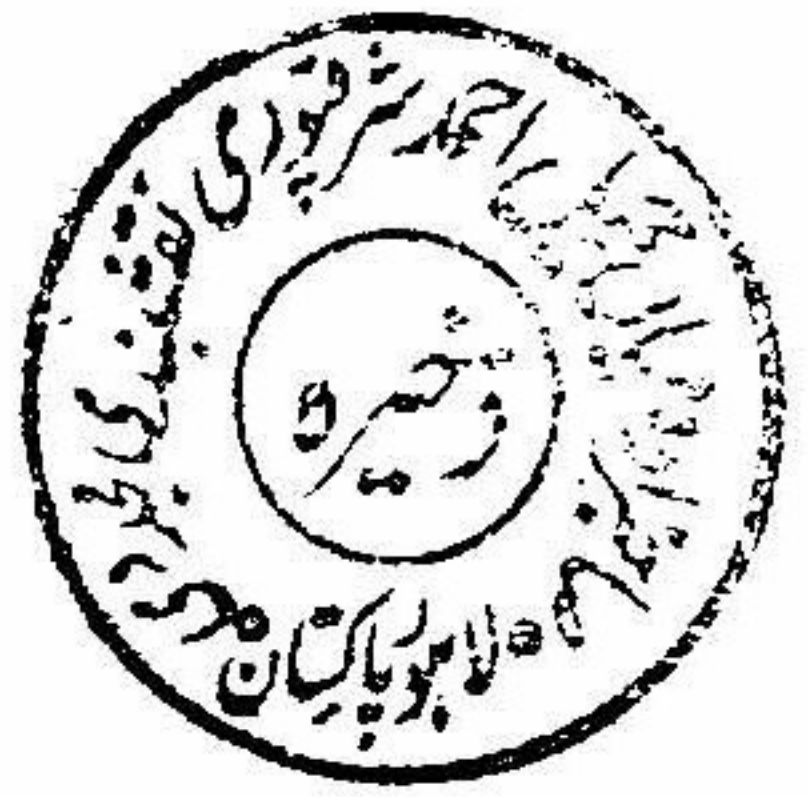
”ہر ایک شخص جو موسیٰ کو تانتا ہے مگر عدیئے کو نہیں تانتا، یا عدیئے

۱۰ ارشاد مرزا قادیانی مندرجہ الذکر الحکیم، منقول از اخبار الفضل، ۱۵ جنوری ۱۹۳۷ء

۱۱ قول مرزا محمود، مندرجہ تجلید الاذکار، ۱۴ اپریل ۱۹۳۷ء۔

۱۲ آئینہ صداقت، مصنف مرزا محمود احمد ص ۳۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



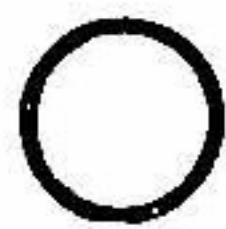
59

مزائمت اور اسلام

من

علاء احسان الہی ظہیر ایم

مدیر ماہیت "ترجمان الحدیث" لاہور



ناشر

○ احکام ترجمان السنن، ایک لائبریری